مجموعہ رسائل

اِخراج المنافقین عن مساجدِ المومنین

تبلیغی جماعت کا آپریشن	تبلیغی جماعت کے متعلق فتویٰ
موجودہ تبلیغی جماعت کی شرعی حیثیت	عقائد المسلمین فی رد عقائد الملحدین

فاتح نجدیت سیّد احمد علی شاہ نقشبندی سیفی

فاضل دار العلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک، پشاور

مہتمم

شیخ المشائخ حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن دامت برکاتہم پیرارچی وخراسانی

باڑہ، پشاور

وَاِنْ یَّرَوْا سَبِیْلَ الرُّشْدِ لَا یَتَّخِذُوْہُ سَبِیْلًا وَاِنْ یَّرَوْا سَبِیْلَ الْغَیِّ یَتَّخِذُوْہُ سَبِیْلًا (القرآن)

مجموعہ رسائل

اخراج المنافقین

عن

مساجد المومنین

فاتح نجدیت ورائیونڈیت علامہ سید احمد علی شاہ نقشبندی سیفی

فاضل دار العلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک، پشاور

مہتمم

شیخ المشائخ حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن دامت برکاتہم پیرارچی وخراسانی

باڑہ، پشاور

انتساب

نہایت درجۂ ادب احترام اور خلوصِ دل کے ساتھ میں اپنی یہ معمولی محنت اپنے پیرو مرشد سیدی وسندی قلبی وروحی فداہ عاملِ قرآن منبعِ علم وعرفان مظہرِ فیوضِ یزدان قطب الاقطاب۔ امام الاصفیاء۔ رئیس الاولیاء قطب السالکین سلطان العارفین شمس المسلمین۔ حاجی الحرمین شریفین جناب آخوندزادہ سیف الرحمٰن صاحب زاد اللہ برکاتہ، علینا وعلیٰ باقیۃ الخلان پیر آرچی حال منڈی کس باڑہ خیبر ایجنسی دامت برکاتہم العالیہ کے نام نامی اسمِ گرامی سے منسوب کرتا ہوں۔ جن کی مبارک زندگی اسوۂ حسنہ کا آئینہ دار۔ قرآن مجید کی عملی تفسیر اور احادیث نبویہ کی صحیح تشریح ہے۔ جن کی خداداد صلاحیت عمل و اخلاص نے کئی لاکھ مردہ دل زندہ کئے۔ سیکڑوں فاسق، فاجر، جابر اور ظالم قسم کے لوگوں کو صراطِ مستقیم پر گامزن کر دیا ہے۔ تہہ دل سے دعا ہے۔ کہ اللہ رب العزۃ جناب حضرت مبارک موصوف رح کو حیاتِ خضری عطاء فرمادے۔ آپ کے فیوض وبرکات سے عالمِ اسلام کو بہرہ ور ہونے کی توفیق بخشے۔ آپ کی تبلیغی سعی کو روز افزوں ترقی سے ہمکنار کر کے پایۂ تکمیل تک پہنچائے۔

آمین ثم آمین

فقیر سید احمد علی شاہ نقشبندی۔ مجددی سیفی
فاضل دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک (سرحد)
ساکن شالپین۔ ضلع سوات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی جعلنا علیٰ عقیدۃ اھل السنۃ والجماعۃ وحفظنا من عقیدۃ الوھابیۃ الکفرۃ الفجرۃ الضالۃ والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا محمد ن الذی حکم علی الوھابیۃ بالشقاوۃ وعلیٰ اٰلہٖ واصحابہ الذین حکموا علی الوھابیۃ بشرار الخلق الضالۃ۔ اما بعد

سوال: کیا تبلیغی پارٹی والے اللہ تعالیٰ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور دین اسلام کے لیے نکلتے ہیں؟ یا کسی اور چیز کے لیے نکلتے ہیں؟

جواب: تبلیغی پارٹی والے اس مقام کے لیے نکلتے ہیں جو مشرک ہندو کے نام پر مشہور ہے۔ تبلیغیوں کا اپنا یہ قول سلطانی گواہ ہے کہ الحمد للہ ان شہروں سے نقد جماعتیں اور افراد رائے ونڈ کیلئے نکل گئے۔ (سوانح محمد یوسف بن الیاس امیر تبلیغی جماعت پاک وہند ص ۵۵۱ ناشران قرآن لمیٹڈ اردو بازار لاہور)

سوال: کیا رائے ونڈ کے لیے جماعتوں کا نکلنا کسی آیت یا حدیث سے ثابت ہے؟

جواب: کسی آیت یا حدیث سے اس کا ثبوت تو درکنار بلکہ ایک ادنیٰ سے ادنیٰ کم تر مسلمان مقام رائے ہندو کے لیے نکلنا بھی کفر سمجھتا ہے۔

سوال: کیا مقام رائے ونڈ کسی ہندو کا نام اور مقام ہے؟

جواب: رائے تو ایک مشرک ہندو تھا۔ انگریزوں نے جسے رائے بہادر کا خطاب دیا تھا اور ونڈ جائیداد کو کہا جاتا ہے یہ ونڈ اس جائیداد پر مشہور ہے۔ اس لیے اس کو رائے ونڈ کہتے ہیں۔

سوال: یہ تبلیغی پارٹی والے اس مقام ہندو کے لیے کیوں نکلتے ہیں؟

جواب: ان کا عقیدہ ہے کہ رائے ونڈ کے لیے نکلنے والوں کی ایک نماز رائے ونڈ میں انچاس کروڑ نمازوں کا درجہ رکھتی ہے جیسا کہ قاضی عبدالسلام صاحب فاضلِ دیو بند نے اپنی کتاب شاہراہ تبلیغ صہ ۵۴ پر تبلیغیوں کے قول پر گواہی تحریر کی ہے۔

سوال کیا یہ کسی قرآنی آیت یا حدیث سے ثابت ہے کہ اس راہ میں نکلنے والوں کی ایک نماز رائے ونڈ میں انچاس کروڑ نمازوں کے برابر ہے؟

جواب: یہ کسی آیت یا حدیث سے ثابت نہیں بلکہ یہ آیت و حدیث پر افتراء ہے کسی عمل کے ثواب. کا درجہ اگر کوئی قرآن و حدیث کے بغیر تجویز کرے تو یہ دعویٰ خدائی یا دعویٰ نبوت ہے اور تکذیبِ خداوندی اور تکذیبِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے کیونکہ اللہ جل جلالہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بغیر ثواب مقرر کرنا کسی اور کا حق نہیں۔

سوال: ایسے تکذیب کرنے والے کے لیے شرعی حکم کیا ہے؟

جواب: قرآن و حدیث سے بکثرت ثابت ہے کہ اللہ جل جلالہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور قرآن و حدیث کی تکذیب کرنا کفر ہے اور طریقہ کفار ہے۔

سوال: کیا بیت اللہ شریف کے لیے نکلنے والوں کی حرم شریف میں بھی انچاس کروڑ نمازوں کے برابر ہے؟ یا یہ فضیلت صرف رائے ونڈ کی ہے؟

جواب: احادیث سے ثابت ہے کہ بیت اللہ شریف کے لیے نکلنے والوں کی ایک نماز حرم بیت اللہ شریف میں ایک لاکھ نمازوں کا درجہ رکھتی ہے اور رائے ونڈ کے لیے بڑھ چڑھ فوقیت دینا اور افضلیت دینا یہود و نصاریٰ اور ہندو مشرکوں کی ایجاد ہے۔

کسی آیت یا حدیث سے ثبوت نہیں اور نہ یہ کسی مسلمان کا عقیدہ ہے اور نہ ہی کوئی مسلمان یہ بات روا اور جائز سمجھتا ہے بلکہ حرم بیت اللہ شریف پر ایسے مقام کو فوق سمجھنا اور افضلیت دینا اور ایسے مقام کے لیے نکلنے والوں کو ایسا درجہ دینا کفر اشد ہے اور تخفیفِ حرم بیت اللہ شریف ہے۔

سوال: کیا تبلیغی تحریک والے اللہ و رسول اور قرآن و حدیث کے خلاف کفّار کی طرف داری کرتے ہیں؟

جواب: ضرور کرتے ہیں کیونکہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ "ہم کافروں کو بھی کافر نہیں کہتے۔" اس لیے قاضی عبدالسلام صاحب نوشہروی فاضلِ دیو بند شاہراہ تبلیغ صہ ۹۶ پر تحریر فرماتے ہیں کہ تبلیغی لوگوں کو انگریزوں سے پیسے ملتے ہیں اور یہ تحریک انھی کے اشاروں پر چلتی ہے۔ (مکالمۃ الصدرین صہ ۸)

سوال: جو کافر کو کافر نہ کہے قرآن و حدیث کے حکم کے تحت علمائے کرام کیا فتویٰ صادر فرماتے ہیں؟

جواب: جمہور (تین سو ساٹھ ۳۶۰ اکابرینِ دیو بند) کا متفقہ فیصلہ ان کی فیصلہ کن کتاب "اشد العذاب دینِ مرزا کفر خالص صفحہ آٹھ تا چودہ مطبع مجتبائی دہلی" میں مشہور و معروف مولانا محمد مرتضیٰ حسن دیو بندی نے لکھا ہے کہ جو کافر و مرتد کو کافر و مرتد نہ کہے وہ خود کافر و مرتد ہے۔ جس طرح مسلمان کو بے ایمان کافر و مشرک سمجھنا کفر و شرک ہے اسی طرح کافر کو کافر نہ کہنا کفر ہے۔

سوال: کیا تبلیغی تحریک والوں کا مقام رائیونڈ کو تبلیغ کے نام سے نکلنا عبادتِ خداوندی ہو سکتا ہے؟

جواب: قاضی عبدالسلام صاحب نوشہروی فاضل دیوبند سہانپور اپنی کتاب شاہراۂ تبلیغ ص۳۸ سے تا ص۵۳ مکمل دلائل کے ساتھ فتویٰ صادر فرماتے ہیں کہ ان لوگوں کی عبادت قرآن وحدیث کے خلاف ہے لہٰذا یہ عبادتِ شیطان ہے اس لیے قرآنِ کریم میں ارشادِ خداوندی ہے کہ۔

يٰبَنِىٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ ج اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ط وَّاَنِ اعْبُدُوْنِىْ ط هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ (سورۂ یٰسین آیت ۶۱)	اے آدم کی اولاد نہ پوجیو شیطان کو وہ کھلا دشمن ہے تمہارا اور یہ کہ پوجو مجھ کو یہ راہ ہے سیدھی (تفسیر شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندی و شبیر احمد عثمانی دیوبندی)

اس لیے موصوف قاضی صاحب نے شاہراۂ تبلیغ ص۱۲۱ پر فتویٰ صادر فرمایا ہے کہ موجودہ عوامی رسم تبلیغ بظاہر نام سے تبلیغِ دین ہے مگر درحقیقت دینِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بالکل اُلٹ ہے دینداری کی نیت سے بے دینی ہے اور انجان ہو کر دین دوستی کی نیت سے دین دشمنی زور و شور سے پھیلائی جا رہی ہے۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ) اس لیے غور کرنا چاہیئے کہ اسلام کا دشمن شیطان ہے یا نہیں اور دشمنِ اسلام کی عبادت عبادت شیطان ہے یا نہیں؟ ضرور ہے۔

اس لیے ارشادِ خداوندی ہے کہ شیطان کو نہ پوجیو، شیطان تمھارا کھلا دشمن ہے۔ تو ثابت ہوا کہ یہ وہابی تبلیغی تحریک والے ضرور بالضرور حزب الشیطان ہیں۔

جیسا کہ علامہ شیخ عارف باللہ تعالیٰ احمد الصاوی المالکی رضی اللہ عنہ تفسیر صاوی جلد دوم حصہ اوّل ص۲۵۵ آیت اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ط کی تفسیر میں فتویٰ دیتے ہیں کہ فرقہ خوارج وہابیہ گروہ شیطانی ہے تو ان کی عبادت خود بخود عبادتِ شیطان ہے۔

سوال: جب فرقہ وہابیہ مسلمانوں کو بے ایمان یعنی کافر و مشرک سمجھتے ہیں تو ان کے بارے میں حکم شرعی کیا ہے؟

جواب: مسلمان کو کافر کہنے والا خود کافر ہے بقول رشید احمد گنگوہی دیوبندی فتاویٰ رشیدیہ ص۳۲۲ (بحوالہ صحیح البخاری ص۹۰۱ جلد دوم مَنْ اَكْفَرَ اَخَاهُ بِغَيْرِ تَاوِيْلٍ فَهُوَ كَمَا)

سوال: وہابی تو ابنِ عبدالوہاب نجدی کے نام سے مشہور ہیں جیسا کہ خاص و عام اکابرین علمائے دیوبند اور خاص طور سے مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب نے فتاویٰ رشیدیہ میں واضح کیا ہے لیکن عبدالوہاب نجدی سے پہلے کس نام سے مشہور تھے؟

جواب: کتاب عقائد علمائے دیوبند ص۲۲۸ پر مذاہب اربعہ کے علمائے حرمین شریفین و جمہور اکابر علمائے دیوبند کا فیصلہ موجود ہے اور مولوی محمد تھانوی صاحب دیوبندی حاشیہ نسائی شریف جلد اوّل ص۳۶۰ پر اور مولوی حمد اللہ صاحب فاضل دیوبند سہارنپور اپنی کتاب البصائر ص۱۵۵ پر ابن عبدالوہاب نجدی اور جملہ وہابیوں کے متعلق فتویٰ تحریر کرتے ہیں کہ ابن عبدالوہاب اور اس کے جملہ معتقدین جو اپنے کو وہابی کہتے ہیں۔ جمہور علماء کے اتفاق پر خوارج میں سے ہیں۔

یقولون ان ابن عبد الوهاب من خوارج۔ یعنی ابنِ عبدالوہاب نجدی بہ اتفاق اکثر علماء خارجی ہے البصائر صـ۱۵۴ تا صـ۱۵۷ حاشیہ نسائی شریف صـ۳۶۰ پر محمد تھانوی صاحب فرماتے ہیں کہ اب تو کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش ہی نہ رہی کہ وہابیہ خوارج نہیں۔

سوال: کیا خوارج وہابیہ کے لیے کوئی خاص عذابِ الٰہی قرآن و حدیث سے ثابت ہے؟

جواب: مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی کی تفسیر معارف القرآن جلد دوم صـ۱۴۵ تا صـ۱۴۷ پر یَوۡمَ تَبۡیَضُّ وُجُوۡهٌ وَّتَسۡوَدُّ وُجُوۡهٌ کے تحت لکھا ہے "ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی ایک مشہور حدیث کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ اس سے مُراد خوارج ہیں۔ یعنی سیاہ چہرے خوارج کے ہوں گے اور سفید چہرے ان لوگوں کے ہوں گے جن کو وہ قتل کریں گے۔ یعنی سفید چہرے والے اہل السنّت اور سیاہ چہرے والے خوارج ہیں "فقال ابو امامة الخوارج کلاب النّار شر قتلی تحت ادیم السّمآءِ وخیر قتلی من قتلوہ ثمّ قراء یَوۡمَ تَبۡیَضُّ وُجُوۡهٌ وَّ تَسۡوَدُّ وُجُوۡهٌ۔"

"ابوامامہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ خوارج دوزخ کے کتّے ہیں آسمان کی وسعت کے نیچے بدتر مقتولین ہیں۔ بہتر مقتول وہ ہے جس کو یہ قتل کریں۔ پھر پڑھا "کچھ منہ اس دن سفید ہوں گے اور کچھ منہ کالے ہوں گے۔"

ابوامامہ سے جب پوچھا گیا کہ آپ نے یہ حدیث حضور اکرم صلّی اللہ علیہ والہٖ وسلّم سے سنی ہے؟ تو آپ نے جواب میں شمار کر کے بتادیا کہ "اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے میں نے سات مرتبہ یہ حدیث سنی ہوئی نہ ہوتی تو

میں بیان نہ کرتا۔ (ترمذی شریف)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک قولِ مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے مطابق خارجی لوگ مُرتد خارج از اسلام اور کفّار ہیں۔

سوال: ابنِ عبدالوہاب نجدی وہابی اور اس کے معتقدین وہابیہ کس کے شاگرد اور تابعدار ہیں؟

جواب: مولوی حمداللہ صاحب فاضل دیوبند سہارنپور اپنی کتاب البصائر صـ۱۵۳ پر تحریر فرماتے ہیں کہ

"ابنِ قیم اور ابنِ عبدالوہاب نجدی دونوں ابنِ تیمیہ کے تابعدار اور معتقد تھے۔ یعنی وہابیہ سب کے سب ابنِ تیمیہ کے معتقد ہیں۔

سوال: کیا تبلیغی پارٹی بھی ابنِ تیمیہ اور ابنِ قیم کی مدح کرتی ہے؟ اور ان کے معتقد ہیں؟

جواب: مولوی الیاس بانی تحریک رسمی تبلیغ اپنی کتاب دینی دعوت کے صـ پر فرماتے ہیں۔ اجو مکتبہ محمودیہ رائیونڈ سے شائع ہوئی ہے کہ "متوسطین میں علامہ ابنِ تیمیہؒ اور حافظ ابنِ قیمؒ کو ناواقف باطن سے خالی سمجھتے ہیں۔" اِدھر اِن دونوں کے نام کے بعد الیاس صاحب نے رحمہما اللہ تعالیٰ بھی لکھا ہے۔

سوال: جو لوگ ابنِ تیمیہ کو شیخ الاسلام یا رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کیا ان کے لیے کوئی برائی ہے؟

جواب: فاضلِ دیوبند مولوی حمداللہ صاحب کی کتاب البصائر کے صـ۱۵۳ پر ہے "امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس نے ابنِ تیمیہ کو شیخ الاسلام کہا وہ کافر ہے۔" اور مولوی الیاس نے شیخ الاسلام سے زیادہ درجے کا لقب

رحمۃ اللہ علیہ اس کے لیے استعمال کیا ہے اس لیے مولوی حمد اللہ صاحب
صد۱۵۲ پر فتویٰ صادر فرماتے ہیں کہ ابن تیمیہ نے اللہ تعالیٰ کے لیے جسم ثابت
کیا تھا۔ لہٰذا وہ مجسمہ میں سے تھا اور مجسمہ کافر ہیں۔ اس لیے ابن تیمیہ کو رحمۃ
اللہ علیہ یا شیخ الاسلام کہنے والا کافر ہے۔ کیونکہ ابن تیمیہ کافر تھا۔

سوال: کیا ابنِ عبدالوہاب نجدی، ابنِ تیمیہ اور ابنِ قیم کے عقائد کا خبث
یکساں ہے ؟

جواب: مولوی حمد اللہ صاحب فاضل دیوبند سہارنپور نے مولانا قطب الدین
عوز عشتوری صاحب (مرحوم) کا قول نقل کیا ہے کہ اتباعِ ابنِ عبدالوہاب
نجدی و ابنِ تیمیہ اور ابنِ قیمؒ کے عقائد یکساں ہیں۔ تمام وہابیہ خبیثہ کے عقائد
یکساں ہیں یعنی یہ سب کے سب ابنِ خوارج ہیں۔ (البصائر صد۱۵۴)

سوال: کیا پرانے اماموں میں سے کسی نے وہابیہ خوارج کی تکفیر
کی ہے ؟

جواب: علامہ قاضی عیاض، مولانا احمد شہاب الدین الخفاجی مصری نے
نسیم الریاض فی شرح شفا جلد چہارم کے صفحہ ۴۷۶ پر امام مالکؒ کا فتویٰ
تحریر کیا ہے کہ خوارج کافر ہیں جیسا کہ صد۴۸۸ پر حدیث شریف موجود
ہے۔ وان (وقال صلی اللہ علیہ وسلم) فی روایۃ رواہ
شیخان عن ابی سعید الخدری (فاذا وجدتموھم فاقتلوھم
قتل عاد) وفی روایۃ ثمود وھم کفرۃ کما فی القرآن (اظاھر
ھذا) (الحدیث) (الکفر) ای کفر الخوارج ولذا ذھب
الیہ اکثر العلماء کالطبری والسبکی

سوال: مولوی الیاس بانیٔ تحریکِ تبلیغ نے مثلِ انبیاء ہونے کا دعویٰ

کیا ہے۔ کیا ایسا دعویٰ کسی صحابی یا تابعی یا امام مذاہب اربعہ میں سے کسی
مجدد، ولی یا عالم نے کیا ہے ؟ کیا ایسا دعویٰ جائز ہے یا نہیں ؟

جواب: مثل کا معنیٰ ہے مانند، کسرِ میم کے ساتھ مثل کا معنی ہے تمام صفات
میں برابر ہونے والا (بحوالہ غیاث اللغات صد۴۵۲) اس سے پتہ یہ چلا کہ جو
کسی کی مثلیت کا دعویدار ہو وہ اس کی تمام صفات کا دعویدار ہے جو دعویٰ
نبوت ہے۔ نتیجہ کے طور پر یہ کہا جائے گا کہ جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا
مماثل ہو گا۔

اس میں صفت نبوت بھی پائی جائے گی اور یہ ناممکن ہے۔ کہ ایک
عام آدمی اپنی زبانی یا شیطان کے دھوکہ میں آکر نبوت کے منصب کی برابری کا دعویٰ
کرکے ان کی مثل ہو جائے اور جو ایسا کرے گا وہ قطعاً یقیناً کافر ہے جیسا کہ مولانا
ابوالقاسم رفیق دلاوری، دیوبندی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت پاکستان مطبع نعمت
علی پرنٹرز لاہور نے کتاب رئیس قادیان کے صد۱۷۰ سے تا صد۱۷۳ تحریر کیا ہے
کہ مرزا غلام قادیانی نے مثل و مثیل و مماثلت عیسیٰ کا دعویٰ کیا لہٰذا مثل و مثیل
ہونے کے لیے باہمہ وجوہ اور پوری مشابہت کا ہونا شرط ہے۔ اور حضرت مسیح
علیہ السلام کا یہ حال تھا کہ وہ باذن اللہ مُردوں کو زندہ کرتے تھے، مادر زاد
اندھوں اور کوڑھوں کو اچھا کر دیتے تھے تو آپ کیسے مسیح ہیں کہ اپنے آپ
کو بھی اچھا نہیں کر سکتے۔ یعنی جب پیغمبر کے مثل و مثیل و مماثلت کا دعویٰ کرنا مکمل
طور پر نبوت کا دعویٰ ہے تو جب قادیانی یہ دعویٰ کرتے ہیں تو عیسیٰ علیہ السلام
کے معجزوں میں سے کوئی معجزہ کیوں نہیں بتاتے۔ (رئیس قادیان صد۱۷۱) اس
سے ثابت ہوا کہ مولوی الیاس کا دعویٰ مرزا غلام قادیانی سے لاکھوں درجہ
بڑا دعویٰ نبوت ہے۔ کیونکہ اس نے مثلِ انبیاء کا دعویٰ کیا اور مثلِ انبیاء

جمع ہے یعنی خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تمام انبیاء
علیہم السلام کی برابری کا دعویٰ ہے۔

سوال: کیا تمام انبیاء علیہم السلام کے کل صفات مولوی الیاس میں موجود ہیں؟
اور کتنا اتنا بڑا نبی کہ سب میں جو صفات ہیں وہ اکیلے مولوی الیاس میں جمع ہیں؟

جواب: العیاذ باللہ تعالیٰ ایسا خبیث عقیدہ قادیانیوں کے بغیر نبی علیہ السلام
کے زمانہ سے ابھی تک کسی مسلمان نے ظاہر نہیں کیا۔ صحیح بخاری شریف
کے ص۲۶۳ پر حدیث شریف ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام کے
سامنے اپنی مثل پیدا ہونے کی نفی فرماتے ہیں۔

لَسْتُ کَاَحَدٍ مِّنْکُمْ۔ (الحدیث)

یعنی میں تم میں سے کسی ایک کی طرح نہیں ہوں۔ یعنی میں تم میں سے
کسی کی صورت کا نہیں ہوں۔ (اِنِّی لَسْتُ کَهَیْئَتِکُمْ) انی لست مثلکم
یعنی میں تمہاری مثل نہیں ہوں۔ (اَیُّکُمْ مِثْلِی) تم میں میری مثل کون
ہے؟ ان ارشادات کا خطاب صحابہ کرام سے تھا لیکن کسی صحابی، تابعی، تبع
تابعی یا کسی امام مجتہد مجدد سے ابھی تک یہ ثابت نہیں ہوا کہ میں حضور نبی
کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مثل ہوں۔ لہٰذا مثل انبیاء کا دعویٰ کرنے والا
اسلام سے خارج ہے۔ مولوی رشید احمد گنگوہی جو مولوی الیاس کے اُستاد اور
پیرو مرشد ہیں اپنی کتاب فتاویٰ رشیدیہ ص۲۵۶ پر تحریر فرماتے ہیں کہ فخرِ
عالم علیہ السلام تمام مخلوق سے برتر و معزز، بے نہایت عزیز ہیں کوئی مثل ان
کے نہ ہوا نہ ہوگا۔ یعنی نبی علیہ الصلوۃ والسلام بے مثل بشر ہیں۔ جیسا کہ مولوی شاہ
اسمٰعیل کی تصنیف تقویۃ الایمان جس کے متعلق رشید احمد گنگوہی نے فتاویٰ
میں تحریر کیا ہے کہ یہ کتاب ہماری ایمانی کتاب ہے۔ اس ایمانی کتاب

میں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے متعلق لکھا ہے کہ "وہ آپ، کا کوئی مماثل
نہیں" ص۲۷ ۔

اسی طرح براہین قاطعہ تصنیف مولانا عبدالغنی صاحب پھولپوری
دیوبندی خلیفہ مولوی اشرفعلی تھانوی میں لکھتے ہیں کہ جو لوگ بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ
سے مثلیت کی دلیل پکڑتے ہیں یہ غلط ہے حضور علیہ السلام کا مثل دونوں جہانوں
میں نہیں ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام اور دیگر
لوگ مخلوق خدا ہیں یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ خدا ہیں نہ ملائک، اور نہ
جن ہیں انسان اور بندۂ خدا ہیں۔ (ص ۱۰۳ - ۱۰۴)

سوال: تبلیغی جماعت والے جہلاء جو تبلیغ کرتے ہیں کیا یہ جائز ہے یا ناجائز؟
اور عوام کے لیے یہ تبلیغ سننا کیسا ہے؟

جواب: مجالس الابرار میں مولوی ابرار الحق دیوبندی اور مولوی اشرفعلی
تھانوی دیوبندی سے حکیم محمد اختر دیوبندی، مولوی عبدالغنی پھولپوری دیوبندی
مفتی محمد شفیع دیوبندی اور مولوی محمد یوسف بنوری دیوبندی یہ فتویٰ تحریر کرتے
ہیں کہ علم کی شرط ہونے سے معلوم ہوگیا ہوگا کہ آج کل جو اکثر جاہل یا کالجاہل
لوگوں کو وعظ کہتے پھرتے ہیں اور بے دھڑک غلط سلط روایات و احکام بلاتحقیق
بیان کرتے ہیں۔ سخت گناہگار ہوتے ہیں اور سامعین کو بھی اُن کا ایسا وعظ
سننا جائز نہیں ہے کہ اس سے بجائے ہدایت کے گمراہی کا اندیشہ قوی ہے
(ص۱۰) جیسا کہ شاہراہ تبلیغ میں جناب قاضی عبدالسلام صاحب نے ثابت کر
دیا ہے کہ یہ تبلیغی پارٹی والے ضَالٌّ وَّ مُضِلٌّ ہیں۔

سوال: جن کے عقائد میں مذکورہ خلل موجود ہو تو کیا کلمہ اور نماز پڑھنے
کے باوجود گمراہ، بے دین خارج از اسلام ہیں؟

جواب: کتاب اشدّ العذاب کے مصنّف مرتضیٰ حسن دربھنگی ناظم تعلیمات دار العلوم دیوبند فرماتے ہیں: "مسلمان خوب سمجھ لے کہ اکثر لوگ اس میں احتیاط کرتے ہیں حالانکہ حکم یہی ہے کہ منکرِ ضروریاتِ دین کو کافر کہا جائے۔ ورنہ کیا منافق سب کچھ فرائض و واجباتِ دین ادا نہ کرتے تھے؟ منافقین بھی اہلِ قبلہ تھے۔ مسیلمہ کذّاب بھی اہل قبلہ تھا ورنہ دیانند سرسوتی اور گاندھی نے کیا قصور کیا۔ بس حکم یہی ہے، مسئلہ یہی ہے آسمان ٹلے زمین ٹلے یہ حکم نہیں ٹل سکتا۔ چاہے کوئی تسلیم کرے یا نہ کرے۔ حکم سنا دیا ہے تمہارا نفع اسی میں ہے۔ کہ منافقین کو کافر و مرتد کہا جائے اللہ تعالیٰ کا یہ حکم چھپایا نہیں جاسکتا (ص ۹، ۱۰) توہینِ انبیاء، انکارِ ختمِ نبوّت، دعویٰ نبوّت، انکارِ ضروریاتِ دین یہ سب کفر ہے۔ ص ۱۴" جیساکہ قرآنِ کریم کے پارہ ۲۸ سورۂ منافقون میں ہے۔ اِذَا جَآءَكَ الْمُنَافِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَاللّٰهُ یَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۚ

یعنی جب منافق تمہارے حضور حاضر ہوتے ہیں کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضورؐ بے شک یقینًا اللہ کے رسول ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ تم اس کے رسول ہو اور اللہ تعالےٰ گواہی دیتا ہے کہ منافق بے شک جھوٹے ہیں۔"

مفتی محمد شفیع دیوبندی اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ جب آپؐ کے پاس یہ منافقین آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم دل سے گواہی دیتے ہیں کہ آپؐ بے شک اللہ تعالےٰ کے رسول ہیں اور یہ تو اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اس میں تو ان کے قول کی تکذیب نہیں کی جاتی اور باوجود اس کے اللہ تعالےٰ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافقین اس کہنے میں جھوٹے

ہیں کہ ہم دل سے گواہی دیتے ہیں کیونکہ وہ گواہی محض زبانی ہے اعتقادِ قلب سے نہیں۔ ان لوگوں نے اپنی قسموں کو اپنی جان و مال کو بچانے کیلئے بنا رکھا ہے کیونکہ اظہارِ کفر کرتے تو ان کی حالت بھی مثل دوسرے کفّار کے ہو جاتی کہ جہاد کیا جاتا اور قتل و غارت ہوتا پھر اس لازمی خرابی کے ساتھ متعدی خرابی ہے کہ یہ لوگ دوسروں کو بھی اللہ کی راہ سے روکتے ہیں بیشک ان کے یہ اعمال بہت ہی بُرے ہیں۔ اور ہمارا یہ کہنا کہ ان کے اعمال بہت بُرے ہیں۔ اس سبب سے ہے کہ یہ لوگ اوّل ظاہر میں ایمان لے آئے۔ پھر اپنے شیاطین کے پاس جاکر کلماتِ کفریہ اِنَّا مَعَكُمْ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ کہہ کر کافر ہوگئے مطلب یہ کہ ان پر بُرے اعمال کا حکم کرنا ان کے نفاق کے سبب سے ہے کہ وہ بدترین عملِ کفر ہے۔"

(معارف القرآن جلد ۸ ص ۴۴۷)

سوال: کیا خوارج وہابیہ کے ایسے عقائد بھی ہیں جن کے سبب سے ان کی ظاہری کلمہ گوئی اور نماز، روزہ وغیرہ عباداتِ ظاہری وغیرہ سب بے کار ہیں؟

جواب: یہ بات تو پہلے جناب عبدالسلام صاحب فاضل دیوبند نے ظاہر کی ہے کہ ان کے ظاہری اعمال شیطانی ہیں لیکن پھر بھی حسین احمد مدنی صدر مدرسینِ دیوبند کے منہ سے سنیئے "وہابیہ امرِ شفاعت میں اس قدر تنگی کرتے ہیں کہ بمنزلۂ عدم کے پہنچا دیتے ہیں" (الشہاب الثاقب ص ۶۷) جیساکہ نور الانوار قمر الاقمار ص ۲۴۷ میں تحریر ہے کہ وہابیہ منکرِ شفاعت ہیں۔ مولوی حسین احمد مدنی صدر مدرسین دیوبند الشہاب الثاقب کے ص ۴۳ پر فرماتے ہیں کہ ابنِ عبدالوہاب نجدی کا عقیدہ تھا کہ جملہ اہلِ عالم و تمام مسلمانان دیارِ مشرک و کافر ہیں اور ان سے قتل و قتال کرنا اور ان کے اموال

کوان سے چھین لینا حلال جائز بلکہ واجب ہے"۔

یہ ہر ایک عالم کو معلوم ہے کہ مسلمان کو کافر و مشرک کہنا اور اس کے مال و دولت کو لوٹنا حرام قطعی ہے اور پھر اس کو حلال سمجھنا، سمجھنے والا کافر ہے یعنی قطعی حرام کو حلال سمجھنے والا قطعی کافر ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا (پارہ ۵ رکوع ۱۰) یہ ہے وہابیوں کا عقیدہ جس کے سبب سے ان کے سارے اعمال تباہ و برباد ہو جاتے ہیں۔

سوال: کیا ان کی کلمہ گوئی بھی جھوٹ ہے؟

جواب: ان لوگوں کی کلمہ گوئی کی حقیقت جھوٹ پر ہے کیونکہ یہ لوگ کلمہ طیبہ اس طرح پڑھ کر بیان کرتے ہیں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کوئی کچھ نہیں کر سکتا سب کچھ اللہ کر سکتا ہے بس اللہ تعالیٰ سے کرنے کا اور مخلوق سے نہ کر سکنے کا عقیدہ رکھنا چاہیئے۔

ذرا غور فرمایئے کلمہ طیبہ کا اس طرح ترجمہ بیان کرنا اللہ تعالیٰ معبودِ برحق اور شانِ خداوندی کے بہت سخت خلاف ہے کیونکہ قرآنِ کریم و تفاسیر اور دینی مذہبی کتب میں کلمہ طیبہ کا معنی یہ ہے کہ پہلے جزو میں غیر اللہ یعنی معبودانِ باطلہ کی نفی ہے اور دوسرے جزو میں معبودِ برحق وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ کا اثبات ہے جس کا تفسیری معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں تو ان لوگوں نے پہلے جزو میں معبودانِ باطلہ کی نفی بھی نہ بیان کی اور دوسرے جزو میں معبودِ برحق وحدہٗ لاشریک کا اثبات بھی بیان نہ کیا بلکہ پہلے جزو میں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا معنی یہ بیان کیا کہ مخلوق کچھ نہیں کر سکتی اور دوسرے جزو کا یہ معنی بیان کیا کہ اللہ سب کچھ کر سکتا ہے یعنی نہ کرنے والا مخلوق ہے

اور کرنے والا اللہ ہے پھر یہ لوگ ایسا کیوں کہتے ہیں کہ ہم تبلیغ کرتے ہیں۔

دوسرا یہ کہ کام کرنے کی نسبت، یہ تو فعل ہے اور عمل نیک یا بد ہے اور یہ صفتِ مخلوق ہے اور اللہ تعالیٰ صفتِ مخلوق سے پاک ہے تو یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی شان میں کیوں نیکی و برائی کی نسبت کرتے ہیں۔

تیسرا یہ کہ جب کرنے والا ان کے عقائد میں اللہ تعالیٰ ہے تو سب مخلوق کو یہ نسبت راجع ہو جاتی ہے کہ فلاں نے یہ کام کیا اور فلاں نے یہ کام کیا تو سب مخلوق ان کے عقائد کے مطابق اللہ اللہ ہے یعنی ہر ایک آدمی کو اللہ اللہ کی نسبت کرتے ہیں۔

چوتھا یہ کہ یہ عقائد جبریہ کے ہیں کہ انسان کی مثال پتھر وغیرہ کی ہے وہ کچھ نہیں کر سکتا جو نیکی یا برائی کر سکتا ہے وہ مجبور محض ہے اس پر نیکی یا برائی کا فعل اللہ تعالیٰ کراتا ہے تو سب کفار و مشرکین کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو کافر کر دیا ہے اور ہم سے کفر کراتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ ظلم کرتا ہے کہ ہم کو دوزخ میں بھیجتا ہے یا ہم کو عذاب دیتا ہے۔

پانچواں یہ کہ جب یہ لوگ معبودانِ باطلہ کی نفی نہیں کرتے تو اس بات پر بت پرستوں اور کفار و مشرکین کو خوش کرتے ہیں کیونکہ کفار و مشرکین اپنے معبودانِ باطلہ کے رد کو بہت برا سمجھتے ہیں۔

چھٹا یہ کہ کفار و مشرکین اور ان کے معبودانِ باطلہ کے مقابلہ میں معبودِ برحق وحدہٗ لاشریک کا اثبات کرنا بھی بہت سخت کلام ہے کیونکہ کفار و مشرکین نے بت مقرر کیے ہیں جس کی پوجا کرتے ہیں اور تمام مسلمانوں کے لیے ایک سچا وحدہٗ لاشریک معبودِ برحق ایک ذاتِ پروردگارِ عالم ہے تو کفار و مشرکین اور مسلمانوں کے درمیان یہ بنیادی مخالفت ثابت ہے۔

ساتواں یہ کہ اس بات کو کفّار و مشرکین شیاطین کبھی بھی بُرا نہیں مانتے
کہ اللہ وہ ہے جو سب کچھ کر سکتا ہے اور مخلوق کچھ نہیں کر سکتی بلکہ یہ کفّار کی
طرف داری ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم خود کفر نہیں کرتے یہ ہم سے اللہ کراتا ہے۔

الحاصل تبلیغی فرقہ وہابیہ کا مقصد نہ معبودانِ باطلہ کا رد ہے
اور نہ معبودِ برحق کا اثبات معبودیت ہے بلکہ ان لوگوں کا اصل مقصد یہ ہے کہ
نبی کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم بعد الوفات کچھ نہیں کر سکتے اور نہ سنتے ہیں اور
نہ دیکھتے ہیں۔ نہ کرتے ہیں بلکہ ان وہابیہ کا اعتقاد یہ ہے کہ جیسا کہ صدر
مدرسین حسین احمد دیوبندی اپنی کتاب "الشہاب الثاقب"، ص۴۷ پر تحریر
فرماتے ہیں کہ "وہابیوں کا بڑا مقولہ ہے معاذ اللہ ثم معاذ اللہ نقلِ کفر کفر نباشد
کہ ہمارے ہاتھ کی لاٹھی ذات سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہم کو
زیادہ نفع دینے والی ہے ہم اس سے کتّے کو بھی دفع کر سکتے ہیں اور ذات
فخر دو عالم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلّم سے تو یہ بھی نہیں کر سکتے۔ (العیاذ باللہ
تعالیٰ)۔"

ثابت ہوا کہ وہابی لوگ نہ کر سکنے کی جو نسبت کرتے ہیں کہ کوئی
کچھ نہیں کر سکتا یہ نسبت رحمۃ للعالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم اور
اولیاء اللہ کی طرف کرتے ہیں یعنی یہ لوگ وہابیہ ظاہری دعویٰ میں اللہ تعالیٰ
سے مستغنی نہیں ہیں بلکہ یہ لوگ سید العالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم
سے اور اولیاء اللہ سے مستغنی ہیں جس طرح کفّار و مشرکین و منافقینِ مکّہ حضور
صلی اللہ علیہ والہٖ وسلّم سے مستغنی تھے جیسا کہ سورۂ عبس کی آیت اَمَّا
مَنِ اسْتَغْنٰی کے معنی ہیں کہ وہ جو بے پرواہ بنتا ہے یعنی اس سے مراد
ابوجہل بن ہشام، عتبہ بن ربیع، ابی بن خلف، اُمیہ بن خلف

اور شیبہ وغیرہ ہیں۔

ثابت ہوا کہ حضور صلّی اللہ علیہ والہٖ وسلّم سے مستغنی اور بے پرواہ ہونا
کفّار و مشرکین کی پیروی ہے اس سے معلوم ہوا کہ اپنے کو حضور صلی اللہ علیہ
والہٖ وسلّم سے بے پرواہ جاننا یعنی مستغنی جاننا کہ حضور صلّی اللہ علیہ والہٖ وسلم
کچھ نہیں کر سکتے یہ بدترین کفر ہے جیسا کہ وہابیہ حضور صلّی اللہ علیہ والہٖ وسلّم
کی ذاتِ اقدس سے ایسے مستغنی اور بے پرواہ ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
کچھ نہیں کر سکتے۔ لہٰذا وہابیہ شفاعت کے بھی منکر ہیں جیسا کہ پہلے مذکور ہوا
اب اہل سنّت علماء کا اور عوام کا عقیدہ فاضل دیوبند سہارنپور مولانا
حمد اللہ صاحب کی کتاب "البصائر" سے سنیئے ص۴۲ پر لکھتے ہیں۔ وقال
الامام الغزالی من یستمد بہٖ فی حیوتہٖ یستمد بعد مماتہٖ
یعنی سب اولیاء اللہ اور انبیاء علیہم السلام کی وفات کے بعد ان سے استمداد
طلب کرنے کے لیے اتنی دلیل کافی ہے کہ جو بحال حیات امداد کر سکتے ہیں تو
بعد الوفات بھی وہ امداد کر سکتے ہیں ــــــــــــ" جیسا
کہ حدیث شریف سے ثابت ہے کہ اس اُمّت کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السّلام
نے بعد الوفات یہ امداد اور احسان فرمایا تھا کہ شبِ معراج میں پچاس نمازوں
کے بجائے پانچ کروا دیں اگر صرف قرآن و حدیث کے دلائل اس مسئلہ کے
لیے لکھنا چاہیں تو کافی دفتر بن جائے گا۔ عاقل اور اصیل کے لیے اتنا اشارہ
کافی ہے۔

الحاصل کلمہ طیبہ بھی آیت قرآنی ہے اور اس میں معبودانِ
باطلہ کی نفی ہے اور معبود برحق وحدہٗ لاشریک کا اثبات ہے
اور تبلیغی وہابیہ جو خوارج میں سے ہیں وہ اس کا معنی اپنی رائے کے مطابق

بخلافِ قرآن بلکہ بخلافِ وحدہٗ لاشریک کرتے ہیں جو کہ سخت ترین کفر ہے۔

امامِ ربّانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مکتوبات جلد دوم کے مکتوب ۲۲۴ میں قرآن کی تحریف کرنے والوں کے حق میں فتویٰ صادر فرماتے ہیں۔ مَنْ فَسَّرَ الْقُرْاٰنَ بِرَأْيِهٖ فَقَدْ كَفَرَ یعنی جس نے قرآن کی تفسیر اپنی رائے سے کی وہ کافر ہوگیا لیکن یہ لوگ معنی معبود واحد لاشریک کو فاعل پر تبدیل کرتے ہیں کہ فعل کرنا ایک نسبت مجازی سب مخلوق کے لیے بولنا قرآن و حدیث سے ثابت ہے اور اس نسبتِ مجازی سے انکار بھی قرآن و حدیث کا انکار ہے اور یہ انکار کفر ہے جیسا کہ آیت وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى۔ ترجمہ اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔

دوسری آیت فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ هُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ ۔ ترجمہ:۔ تو بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں کافی ہے وہی ہے جس نے تمہیں زور دیا اپنی مدد کا اور مسلمانوں کا۔

تیسری آیت فَلَمَّآ اَحَسَّ مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ :۔ معنیٰ: پھر جب عیسیٰ علیہ السلام نے ان سے کفر پایا یعنی ارادہ کفر جو یہودیوں نے کر لیا تھا فرمایا کہ کون ہے میری مدد کرنے والا اللہ کی طرف؟ حواریوں نے کہا ہم دینِ خدا کے مددگار ہیں اس سے ثابت ہوا کہ مصیبت کے وقت میں اللہ کے بندوں سے مدد لینا سنّتِ پیغمبر ہے۔

دوسرا یہ کہ نبی کی مدد گویا خدا کی مدد ہے کہ ان لوگوں نے عیسیٰ علیہ السلام کی مدد کی مگر انھیں انصار اللہ کہا گیا۔ اب بھی ان کے دین والوں کو نصاریٰ کہتے ہیں۔ جیسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے صحابہ کرام کی ایک

جماعت کا نام انصار ہے الخ زندوں کے ساتھ باقی انبیاء علیہم السلام کی بعد الوفات امداد اس آیت سے ثابت ہے لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ترجمہ:۔ تم ضرور بالضرور اس پر ایمان لانا (یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر) اور ضرور بالضرور اس کی مدد کرنا۔ یعنی بروز میثاق اللہ تعالیٰ نے سارے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے نبی آخر الزماں صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر ایمان لانے اور ان کی مدد فرمانے کا وعدہ لیا تھا۔

معلوم ہوا کہ صالحین بعد الوفات بھی مدد کرتے ہیں کیونکہ انبیاء علیہم السلام دینِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے زمانے میں یہ حضرات وفات پا چکے تھے اور موسیٰ علیہ السلام نے مدد کی اس طرح شبِ معراج میں پچاس نمازوں کی پانچ کرادیں اگر وہابیہ انبیاء کرام کے بعد وفات مدد کے منکر ہیں تو انھیں چاہیئے کہ پانچ نمازوں کے بجائے پچاس پڑھا کریں۔

سوال: کیا وہابیہ بھی ابن تیمیہ کی طرح اللہ تعالیٰ کے لیے جسم ثابت کرتے ہیں؟ اور کیا یہی عقیدہ رکھتے ہیں؟

جواب: صدر مدرسین حسین احمد دیوبندی الشہاب الثاقب میں تحریر کرتے ہیں مثلاً علی العرش استویٰ وغیرہ آیت میں طائفہ وہابیہ استویٰ ظاہری اور جہت وغیرہ ثابت کرتا ہے جس کی وجہ سے ثبوتِ جسمیت وغیرہ لازم آتا ہے (ص ۶۶)

سوال: حرفِ ندا یا رسول اللہ کے متعلق وہابیہ کیا عقیدہ رکھتے ہیں؟

جواب: وہابیہ نجدیہ یہ بھی اعتقاد رکھتے ہیں اور برملا کہتے ہیں کہ یا رسول اللہ میں استعانت لغیر اللہ ہے اور وہ شرک ہے چنانچہ وہابیہ عرب کی زبان سے بارہا سنا گیا ہے کہ الصّلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کو سخت

منع کرتے ہیں اور اہلِ حرمین شریفین پر سخت نفرتیں اس نداء اور خطاب پر
کرتے ہیں اور ان کا استہزاء اڑاتے ہیں اور کلماتِ ناشائستہ استعمال کرتے ہیں
حالانکہ ہمارے بزرگانِ دین اس صورت اور جملہ صورت درود شریف کو اگرچہ
بصیغۂ خطاب و نداء کیوں نہ ہو مستحب و مستحسن جانتے ہیں۔ (الشہاب الثاقب
صہ ۶۵) جیساکہ مولانا گنگوہی اور مولانا نانوتوی بانیٔ دیوبند فرماتے ہیں ؎

مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا — نہیں ہے قاسم بے کس کا کوئی حامی کار
جو تو ہی ہم کو نہ پوچھے تو کون پوچھے گا — بنے گا کون ہمارا تیرے سوا غم خوار

لیکن وہابیہ خبیثہ کثرت صلوٰۃ وسلام اور درود بر خیر الانام علیہ
السلام اور قرأت دلائل الخیرات وقصیدہ بُردہ وقصیدہ ہمزیہ وغیرہ اور اس
کے پڑھنے اور اس کے استعمال کرنے اور ورد بنانے کو سخت قبیح و مکروہ
جانتے ہیں اور قصیدہ بُردہ کے بعض اشعار شرک وغیرہ کی طرف منسوب
کرتے ہیں مثلاً

؎ يَا اَشْرَفَ الْخَلْقِ مَالِیْ مَنْ اَلُوْذُ بِهٖ
سِوَاكَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ

معنیٰ :- اے افضل المخلوقات میرا کوئی نہیں جس کی پناہ پکڑوں بجز
تیرے بروقت نزول حوادث۔ (الشہاب الثاقب صہ ۶۶)

الحاصل کتاب الشہاب الثاقب میں صدر مدرسین حسین
احمد صاحب دیوبندی نے تقریبًا دس جگہ وہابیہ کے لیے لفظ خبیث و
خبیثہ استعمال کیا ہے اور خبیث اور خبیثہ قرآن وحدیث میں ابلیس علیہ
اللعنت مشرکین، کفّار، حرام زادوں، ولدزنا، لوطیوں، منافقین، خنازیر
اور پلید نجسوں کے لیے تقریبًا چوبیس آیتوں سے ثابت ہے اس سے

ثابت ہوا کہ صدر مدرسین دیوبند حسین احمد صاحب قرآن کو اچھی طرح جانتے
تھے اور یہ آیتیں جن میں لفظِ خبیث شیاطین، کفّار، حرام زادوں، ولدزنا،
لوطیوں، خنازیر نجس اور پلیدوں کے لیے ثابت ہے وہ خوب جانتے
تھے کہ جب اُس نے یہ جملہ صفات خبیثہ عقائد اور اعمالِ خبیثہ وہابیوں میں
دیکھ لیے تو اس بنا پر انھوں نے وہابیہ کے لیے ایسا جامع لفظ بار بار استعمال
کیا ہے کہ یہ سب خباثتوں کا مجموعہ ہے سب خبائث اس لفظِ خبیث و
خبیثہ میں جمع ہیں تو بقولِ حسین احمد صاحب صدر مدرسین دیوبند اس
سے ثابت ہوا کہ وہابیہ سب خباثتوں کا مجموعہ ہے یعنی ان لوگوں میں
سب خبائث جمع ہیں کوئی ایسا خبیث اعتقاد اور عمل نہیں ہے کہ وہابیہ
میں موجود نہ ہو اب وہابیوں کو چاہیے کہ مولانا حسین احمد صاحب صدر
مدرسین سے دریافت کریں۔

جیساکہ قرآن کریم میں سے بطور نمونہ ایک آیت تحریر کی جاتی ہے
اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ (سورۂ نور آیت ۲۶)
یعنی خبیثہ خبیثوں کے لیے اور خبیث (مرد) کے لیے خبیثہ ہیں۔

دوسری آیت میں خبیثوں کے لیے عذاب ملاحظہ کیجیے۔
لِيَمِيْزَ اللّٰهُ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَيَجْعَلَ الْخَبِيْثَ بَعْضَهٗ
عَلٰى بَعْضٍ فَيَرْكُمَهٗ جَمِيْعًا فَيَجْعَلَهٗ فِيْ جَهَنَّمَ اُولٰٓئِكَ هُمُ
الْخٰسِرُوْنَ ط (سورہ انفال آیت ۳۷ پ ۹)

"اس لیے کہ اللہ خبیث کو طیّب سے جُدا فرما دے یعنی خبیثوں
کو تلے اوپر رکھ کر سب ایک ڈھیر بنا کر جہنم میں ڈال دے یہی نقصان
پانے والے ہیں۔

مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی تفسیر معارف القرآن جلد چہارم
ص۲۲۷ پر اس آیت کی تفسیر میں تحریر کرتے ہیں کہ
" کافر لوگوں کو دوزخ کی طرف لے جانے کے لیے قیامت میں
جمع کیا جائے گا تاکہ اللہ تعالےٰ ناپاک لوگوں کو پاک لوگوں سے الگ کر دیں
کیونکہ جب دوزخیوں کو دوزخ کی طرف لائیں گے ظاہر ہے کہ اہلِ جنّت
ان سے علیحدہ رہ جائیں گے اور ان سے الگ کر کے ناپاک (خبیث)
کافروں کو ایک دوسرے سے ملادے یعنی اِن سب کو جہنم میں ڈالدے
ایسے ہی لوگ پورے خسارے میں ہیں جس کا کہیں منتہیٰ نہیں"۔

ثابت ہوا کہ وہابیوں کو صدر مدرسین حسین احمد صاحب نے بار بار
خبیث و خبیثہ لکھا ہے اور خبیث و خبیثہ کی تفسیر آیتِ قرآنی کے تحت مفتی
محمد شفیع صاحب دیوبندی نے یہ ثابت کیا کہ خبیث و خبیثہ کفّار و مشرکین
ہیں۔ خبیث و خبیثہ کو قرآن و حدیث کافر و مشرک قرار دیتے ہیں پھر
مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی معارف القرآن جلد ۸ ص۱۷۶ پر تحریر
کرتے ہیں کہ لوح محفوظ تحت العرش ہے کما فی درالمنثور سورۃ
البروج اور وہ مقدس ہے شیاطین خبیثہ کی وہاں رسائی نہیں۔ یعنی صفت
خبیث اوّل صفت شیطان ہے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ اَللّٰھُمَّ اِنِّی
اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ یعنی شیاطین بھی خبیثہ ہیں اور
شیاطین کے اعمال بھی خبیثہ ہیں تو جب صدر مدرسین حسین احمد نے
وہابیہ کے لیے لفظ خبیث بار بار استعمال کیا ہے تو اس نے خوب تجربہ
سے معلوم کیا ہے کہ وہابیہ واقعی شیاطین اور کفّار و مشرکین میں سے ہیں اور
ان کے اعمال و عقائد بھی خبیثہ ہیں اور سب مسلمانوں کو معلوم ہے جیسا کہ

قرآنِ کریم میں ہے کہ اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ
کہ بے شک تمہارے لیے شیطان کھُلا دشمن ہے۔ تو ہر مسلمان کو چاہیئے
کہ اپنے آپ کو اور اپنے ایمان و اسلام کو وہابیہ خبیثہ سے بچائے۔ کیونکہ
شیاطین ہمیشہ کے لیے مسلمانوں کی ایمانی دولت کو لوٹتے ہیں اور مسلمانوں
کو کافر، مشرک، دشمنِ اللہ جل جلالہٗ اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم
اور دشمنِ اولیاء اللہ اور دشمنِ مومنین بناتے ہیں اور مسلمانوں میں تفرقہ اور فساد
ڈالتے ہیں۔ اسی طرح یہ تمام صفات خبیثہ وہابیہ خبیثہ میں موجود ہیں۔

قولِ خداوندی ہے:۔ کانت تعمل الخبٰث تا فٰسقین ہ
(سورۂ انبیاء آیت ۷۴)
شیخ الہند محمود الحسن صاحب دیوبندی ترجمہ کرتے ہیں۔
ترجمہ:۔ " جو کرتے تھے گندے کام وہ تھے لوگ بُرے نافرمان"

مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی اپنی تفسیر معارف القرآن میں
آیت شریف مذکورہ کی تفسیر کرتے ہیں تعمل الخبٰئث۔ خبائث جمع
خبیثہ کی ہے۔ بہت سی خبیث اور گندی عادتوں کو خبائث کہا جاتا ہے۔
یہاں کی سب سے بڑی خبیث عادت جس سے جنگلی جانور بھی پرہیز کرتے ہیں
وہ لواطت تھی (جو قوم لوط علیہ السلام نے کی تھی اور اس کو ابلیس لعین نے
بتایا تھا) یعنی مرد کے ساتھ شہوت پورا کرنا۔ (معارف القرآن جلد ۶ ص۲۰۴)

اب علماء دیوبند کی لغات کا فیصلہ یہ ہے:۔ خبیث معنی:۔ ناپاک
پلید، بدباطن (یعنی بدعقیدہ) شریر (یعنی فسادی) نجس و ناپاک (یعنی مشرک
اِنَّمَا الْمُشْرِکُوْنَ نَجَسٌ) بحوالہ فیروز اللغات، قائد اللغات، لغاتِ
سعیدی وغیرہ سے ثابت ہوا کہ جب حسین احمد صاحب نے کلی طور پر جمیع

خباثت یعنی کلی شیطانی کفر شرک کے منافقانہ عقائد اور اقوالِ خوارج وہابیہ میں ملاحظہ کیجیے تو اس وقت فتویٰ دے دیا کہ وہابیہ خبیث وخبیثہ ہیں۔

(الشہاب الثاقب ص۴۳، ۵۱، ۵۴، ۶۲، ۶۵، ۶۶ مطبوعہ دیوبند)

سوال: بے شک لفظِ خبیث وخبیثہ تو جامع سب خباثت وکفریات نجاستوں کا ہے لیکن جب مولوی حسین احمد صاحب نے خوارج وہابیہ کو خبیث وخبیثہ کہا ہے اور ان پر ایسا سخت فتویٰ لگایا ہے تو خوارج وہابیہ نے ان کو کوئی تعزیر نہیں دی کیونکہ جس کسی نے کسی کو فاسق یا کافر یا خبیث کہا اور وہ ایسا نہیں تھا تو اس کو تعزیر دینا چاہیئے (فتویٰ وددویہ ص۴۷۶ شامی، درمختار، تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق جلد ۳ ص۲۰۸) زندیق، فاجر، منافق، لوطی، دیّوث کہنے پر ایک ہی تعزیر ہے یعنی سب ایک ہی ہیں۔

جواب: نسبتِ خبیث وخبیثہ جو جامع سب خباثت وکفریات نجاستوں کا ہے یہ تو اس وقت ان لوگوں نے اپنے لیے قبول کیا کہ جب ان لوگوں نے خارجیّت وہابیت کو قبول کیا۔ اُمرائے تبلیغ نے یہ سب کچھ بہت خوشی سے قبول کیا اور لکھا "ہم خود بھی اپنے بارے میں صفائی سے عرض کرتے ہیں کہ ہم بہت بڑے وہابی ہیں"۔ دوسرے مخاطب نے جواب دیا۔ مولوی صاحب! میں خود تم سے بڑا وہابی ہوں۔ (سوانح محمد یوسف امیر تبلیغ ص۱۹۱، ۱۹۳)

جب ان لوگوں نے خود خارجیّت وہابیت بہت فخر سے منظور کر لی۔ تو خبیث وخبیثہ کہنے پر حسین احمد صاحب کو تعزیر کس طرح دی جا سکتی ہے۔

اَلرِّضَاءُ بِالْكُفْرِ كُفْرٌ یہ لوگ خوارج وہابیہ خود اپنے کفر پر رضا مند ہیں اور ان لوگوں نے بخوشی اس کو قبول کیا ہے یعنی ان لوگوں نے عقائد وافعالِ فاسدہ، شیطانیہ، کفریہ، منافقانہ، خارجیہ، جبریہ، وہابیہ

کو قبول کیا ہے۔

جب ایک آدمی اپنا نام ابلیس لعین رکھ لے پھر لوگ اس کو ایسا کہیں کہ "او لعین ابلیس"، تو اس کہنے والے پر کوئی جرم ہے کہ نہیں؟ نہیں پھر اگر وہ خود اس نام پر خفا ہوتا ہے تو وہ خود سزا کا لائق ہے اوروں کا کیا قصور ہے۔

سوال: یہ ٹھیک ہے کہ ان تبلیغی فرقہ والوں نے خود اپنے کو بڑا سخت وہابی کہا ہے اور کہتے ہیں اور یہ بھی میں نے تسلیم کیا کہ جمہور علماء محققین فضلاء علماء خصوصًا اکابر حضرات دیوبند نے بھی تحریر کیا ہے کہ وہابی ابنِ عبد الوہاب نجدی اور ابنِ تیمیہ کے معتقدین اور مقلدین کو کہتے ہیں اور ابنِ تیمیہ اور ابنِ عبد الوہاب نجدی اور ان کے معتقدین اور مقلدین سب کے سب خوارج ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ اتنا بڑا گروہ جو کہ ہزاروں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں سب دنیا سے رائیونڈ میں جمع ہو جاتے ہیں یہ کیسے خبیث وخبیثہ ہیں یہ سب ناممکن ہے اتنا بڑا گروہ خبیث وخبیثہ کیسے بن گیا؟

جواب: قولِ خداوندی ہے قُلْ لَّا يَسْتَوِى الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يَا اُولِى الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ (سورۃ المائدہ آیت ۱۰۰) معارف القرآن جلد ۳ ص۲۳۷ مفسر محمد شفیع دیوبندی صاحب ترجمہ:۔ تو کہہ دے کہ برابر نہیں ناپاک یعنی خبیث اور پاک اگرچہ تجھ کو بھلی لگے ناپاکی یعنی خبیث کی کثرت سو ڈرتے رہو اللہ سے اے عقلمندو تاکہ تمہاری نجات ہو۔

مفتی صاحب تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ اے دیکھنے والے تجھ کو ناپاک (یعنی خبیث) کی کثرت (جیسا کہ دنیا میں یہی واقع ہوتا ہے

تعجب میں ڈالتی ہے جو کہ باوجود ناپسندیدہ ہونے کے یہ کثیر کیوں ہیں مگر یہ سمجھ لو کہ کثرت جو کسی حکمت کی دلیل ہے حق ہونے کی نہیں۔ یعنی کثرت دلیلِ صداقت اور حق مقبولیت کا نہیں۔

آگے ارشاد فرمایا وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ: یعنی اگرچہ دیکھنے والوں کو بعض اوقات خراب چیزوں کی کثرت مرغوب کر دیتی ہے۔ اور گرد و پیش میں خبیث اور خراب چیزوں کے پھیل جانے اور غالب آجانے کے سبب انھی کو اچھا سمجھنے لگتے ہیں مگر یہ انسانی علم و شعور کی بیماری اور احساس کا قصور ہوتا ہے (ص ۲۴۲)

یہ آیت اگرچہ ایک خاص واقعہ میں نازل ہوئی کہ اعداد و شمار کی کمی، زیادتی کوئی چیز نہیں کثرت و قلت سے کسی چیز کی اچھائی یا برائی کو نہیں جانچا جاسکتا انسانوں کے سر اور ہاتھ شمار کر کے اکیاون ۵۱ ہاتھوں کو انچاس ۴۹ کے مقابلے میں حق و صداقت کا معیار نہیں کہا جاسکتا، بلکہ اگر دنیا کے ہر طبقہ کے حالات پر ذرا بھی نظر ڈالی جائے تو سارے عالم میں بھلائی کی مقدار اور تعداد کم اور برائی کی تعداد میں کثرت نظر آئے گی ایمان کے مقابلہ میں کفر، تقویٰ و طہارت اور دیانت و امانت کے مقابلہ میں فسق و فجور، عدل و انصاف کے مقابلہ میں ظلم و جور، علم کے مقابلہ میں جہل، عقل کے مقابلہ میں بے عقلی کی کثرت کا مشاہدہ ہوگا جس سے اس کا یقین لازمی ہو جاتا ہے کسی چیز یا کسی جماعت کی تعداد کی کثرت اس کے اچھے یا حق پر ہونے کی قطعاً دلیل نہیں ہو سکتی بلکہ کسی چیز کی اچھائی اور بہتری اس چیز اور اس جماعت کے ذاتی حالات و کیفیات پر دائر ہوتی ہے حالات و کیفیات، اچھی ہیں تو وہ اچھی اور اگر وہ بری ہیں تو وہ بری ہے یہ ہرگز نہیں کہ جس چیز (یا جس

جماعت) کو زیادہ تعداد کے لوگوں نے اختیار کر لیا ہے۔ وہی چیز حلال اور جائز ہے یا کسی جماعت کو زیادہ تعداد کے لوگوں نے اختیار کر لیا وہی جماعت اچھی اور برحق ہے آیت کے آخر میں ارشاد فرمایا:

فَاتَّقُوا اللّٰهَ يَا اُولِي الْاَلْبَابِ

یعنی اے عقل والو! اللہ سے ڈرو۔ جس میں اشارہ فرمایا کہ کسی چیز (کسی جماعت) کی تعداد کی کثرت کا مرغوب ہونا یا کثرت کو مقابلہ قلت کے حق و صحیح کا معیار قرار دینا عقلاء کا کام نہیں اسی لیے عقلاء کو خطاب اور ان کو اس غلط رویّہ سے روکنے کے لیے فَاتَّقُوا اللّٰهَ کا حکم دیا گیا۔

(معارف القرآن جلد ۳ ص ۲۴۳ مفتی محمد شفیع دیوبندی)

سوال: کیا صدر مدرسین دیوبند حسین احمد کے علاوہ اور حضرات دیوبند نے کچھ ایسا فتویٰ دیا ہے کہ واقعی ابن عبدالوہاب نجدی اور ان کے معتقدین وہابیہ خوارج میں سے ہیں۔ اس بناء پر یہ لوگ خبیث و خبیثہ ہیں؟

جواب: فتویٰ علماء سرحد "ابن عبدالوہاب نجدی باتفاق جمہور علماء و فقہا خارجی ہے اور اس کے جملہ معتقدین نام نہاد موحدین وہابی خارجی ہیں۔ (عقائد علمائے دیوبند ص ۲۲۸) و سنن النسائی شریف ص ۳۶۰ برحاشیہ شیخ محمد تھانوی دیوبندی صاحب حصہ اول "البصائر" ص ۱۵۷ مولوی حمد اللہ صاحب دیوبندی فاضل مظاہر العلوم سہارنپور۔ مزید تفصیلات کے لیے انگریز جاسوس ہمفرے کے اعترافات شائع کردہ مجلس اہلسنت و جماعت ملاحظہ فرمائیں حنفی المسلک علمائے دیوبند تحصیل صوابی ۲۵ اکتوبر ۱۹۸۵ء بمقام جامع مسجد اکرم خان میں عظیم الشان دینی اجتماع میں متفقہ طور پر فتویٰ مذکورہ شائع ہوا۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

فقیر سید احمد علی شاہ نقشبندی سیفی ساکن شالپین ضلع سوات
حقانی علماءِ اہلسنت وجماعت (مینگورہ) ضلع سوات کا رائیونڈ
والوں کی رسمی خلافِ شرع اور ناجائز تبلیغ کے بارے میں متفقہ رائے کے
ساتھ۔

فتویٰ

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام شرع متین اور فقہائے عظام دینِ
مبین اس مسئلہ میں کہ ایک قوم کی رُو سے تبلیغ احکامِ شرعی اُمّت کے ہر
فرد پر خواہ وہ عامی ہو یا عالم فرض عین ہے اور یہ کہ یہ تبلیغی فریضہ اقامت میں
تکمیل پذیر نہیں ہوتا جب تک اس کے لیے قریہ قریہ اور شہر شہر میں گشت نہ
لگائی جائے اور اسی سلسلے میں "رائیونڈ" قصبے کی فضیلت دیگر شہروں اور
قصبوں سے بالاتر مانتے ہیں۔ یہاں تک کہ کثرت اجر و ثواب میں مدینۃ الرسول
صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور بیت اللہ شریف پر بھی فوقیت دیتے ہیں۔ براہ
مہربانی استفتاء بالا کا مفصل جواب صادر فرما کر ممنون و مشکور فرمائیں؟ بَیِّنُوا
تُوجَرُوا مستفتی ابوالکرم غلام نبی (دیروی) خادم علمائے اسلام۔

جواب

شرعی احکام کی تبلیغ فرض کفایہ ہے۔ اس دلیل کے ساتھ اللہ پاک
جل جلالہٗ قرآن پاک میں فرماتے ہیں وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ
اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (الآیۃ)
(تاکیدًا ہو جائیں بعض تم میں سے (علماء) جو لوگوں کو خیر کی طرف بلائیں

اور نیکی کا حکم کریں۔ اور برائی سے منع کریں۔
جلال الدین سیوطیؒ تفسیر جلالین کے ص۵۷ پر فرماتے ہیں وَمِنْ
لِلتَّبْعِيْضِ لِاَنَّ مَا ذُكِرَ فَرْضُ كِفَايَةٍ یعنی وَمِنْ مِنْكُمْ
سے جو خدا کے قول کے مطابق تبعیض کے لیے ہے۔ خواص (علماء) کے
لیے ہے اس لیے کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر فرض کفایہ ہے اور اس فرض
کفایہ کی ادائیگی (تبلیغ) عوام کا کام نہیں اور علماء کے بیان کے ذریعے عوام سے
ساقط ہوتی ہے اس لیے کہ عوام احکامِ شریعت سے بے خبر ہیں اسی وجہ
سے درج ذیل بیانات کی رُو سے عوام کی تبلیغ اور اس کے لیے گشت
لگانا ناجائز ہے۔

(۱) جلال الدین سیوطیؒ تفسیر جلالین میں فرماتے ہیں اَلْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ
وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ لَا يَلْزَمُ كُلَّ الْاُمَّةِ وَلَا يَلِيْقُ لِكُلِّ اَحَدٍ
كَالْجَاهِلِ (ص۵۷) یعنی پوری اُمّت پر تبلیغ کرنا لازم نہیں اور ہر
جاہل کے لیے مناسب بھی نہیں ہے کہ تبلیغ کرے بلکہ تبلیغ عوام کے لیے
ناجائز ہے۔

(۲) علامہ شیخ محمد صاویؒ فرماتے ہیں کہ فَلَا يَاْمُرُ الْجَاهِلُ وَلَا يَنْهٰى
لِاَنَّهٗ رُبَّمَا اَمَرَ بِمُنْكَرٍ اَوْ نَهٰى عَنْ مَعْرُوْفٍ لِعَدَمِ عِلْمِهٖ
بِذٰلِكَ (جلد ۱ ص۱۶۱) ان پڑھ جاہل کے لیے امر بالمعروف و نہی
عن المنکر نہیں کرنی چاہیے کیونکہ جاہل ان پڑھ اپنی لاعلمی سے کبھی تو بدی اور
منہیات کا حکم دیتا ہے اور کبھی حسنات اور نیکی سے منع کر دیتا ہے۔

(۳) جلالین شریف کے ص۵۷ حاشیہ ۲۴ میں فرماتے ہیں لَا يَصْلُحُ
لِلْاَمْرِ بِالْمَعْرُوْفِ اِلَّا مَنْ عَلِمَ الْمَعْرُوْفَ وَالْمُنْكَرَ وَعَلِمَ

كَيْفَ يُتَرَتَّبُ الْأَمْرُ- امر بالمعروف ان لوگوں کا کام ہے جو احکاماتِ شریعت سے واقف ہوں روا اور ناروا یعنی جائز اور ناجائز کی پہچان کر سکیں اور جن میں یہ خوبیاں نہ ہوں۔ ان کے لیے تبلیغ کرنا ناجائز ہے۔

(۴) علامہ علی قاریؒ مرقات شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں لَا يُبَاشِرُ الْأَمْرَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيَ عَنِ الْمُنْكَرِ إِلَّا مَنْ يَعْرِفُ مَرَاتِبَ الْأَحْسَانِ وَتَفَاوُتَ الْمُنْكَرَاتِ وَيَمِيْزُ بَيْنَ الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ وَالْمُخْتَلَفِ فِيْهِ مِنْهَا۔

یعنی امر بالمعروف و نہی عن المنکر ان لوگوں کے لیے جائز ہے جو نیکیوں کے مراتب کو جانیں کہ کونسا فرض ہے۔ کونسا حرام، کونسا واجب، کونسا مکروہ کونسی سنّت اور کون سی مستحب ہیں۔ اور وہ لوگ جو متفق علیہ اور مختلف فیہ مسائل میں فرق کر سکتے ہیں۔ عوام شریعت کے ان اسرار و رموز سے ناواقف ہیں اس لیے عوام کی تبلیغ ناجائز ہے۔

(۵) فتاویٰ عالمگیریہ میں فرماتے ہیں۔ اَلْأَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ يَحْتَاجُ عَلٰى خَمْسَةِ أَشْيَاءَ أَوَّلُهَا الْعِلْمُ وَالْجَاهِلُ لَا يَحْسَنُ بِالْمَعْرُوْفِ كَذَا فِي حَاشِيَةِ جَلَالَيْن۔ (ص۵۷ حاشیہ ۲۵)

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے لیے پانچ چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ جن میں سے پہلے علم کا ہونا ضروری ہے کیونکہ جاہل بے علم آدمی امر بالمعروف کیا جانے۔

(۶) اَمْر بِالْمَعْرُوْف وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَر کے لیے لازمی شرط ہے "علم" کا ہونا۔ جس سے معلوم ہوا کہ آج کل اکثر جاہل اور ناسمجھ اور احکاماتِ شریعت سے ناواقف لوگ تبلیغِ دین اور وعظ میں مصروف رہتے ہیں۔ اور بغیر تحقیق کے شرعی احکامات اور روایتیں بیان کرتے ہیں۔ خود بھی گنہگار

ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی لے ڈوبتے ہیں اور تفسیر بیان القرآن مصنّف اشرف علی صاحب تھانوی دیوبندی ص۴۵ پ۱ کی رُو سے اس قسم کے لوگوں سے وعظ و نصیحت سننا ناجائز ہے۔

(۷) اسی لیے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس واعظ کو جو ناسخ اور منسوخ نہیں جانتا تھا۔ کوفہ کی مسجد سے نکالا تھا۔ (تفسیر عزیزی ص۲۸۹)

پس حاصل یہ ہوا۔ کہ رائیونڈ والوں کی موجودہ رسمی تبلیغ شرعی لحاظ سے خلافِ شرع اور ناجائز ہے اور رائیونڈ شہر کی فضیلت کا ثبوت کسی بھی شرعی کتاب میں موجود نہیں اور خاص کر رائیونڈ کو بیت اللہ شریف اور مدینہ منوّرہ پر فضیلت دینا۔ محض جھوٹ اور بے بنیاد باتیں ہیں۔ ہر وہ جماعت جو رائیونڈ کی فضیلت پر عقیدہ رکھتی ہے۔ اُن کی عاقبت تاریک ہے اسی عقیدہ کے تحت رائیونڈ بمنزلہ مسجدِ ضرار کے ہے اور بمنزلہ گرجہ معبد ہنود کے ہے۔ جس طرح ابرہہ کافر اور اشرف عیسائی کافر نے خانہ کعبہ کے مقابلہ میں بنایا تھا اور منافقوں نے مسجدِ نبوی کے مقابلہ میں مسجدِ ضرار بنائی تھی۔ شریعتِ محمدی کی رُو سے اس قسم کی مسجد میں نماز پڑھنا ناجائز ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ بیت اللہ مسجدِ حرام، مسجدِ اقصٰی اور مسجد نبوی کے علاوہ دنیا کی جتنی مساجد ہیں فضیلت اجر و ثواب میں سب برابر ہیں دنیا کی کسی مسجد کو مسجد حرام، مسجدِ اقصٰی اور مسجدِ نبوی پر اجر و ثواب کے سلسلے میں فوقیت دینا شریعتِ محمدی کے خلاف ہے اور اس قسم کے عقائد سے بچنا چاہیے۔

واللہ اعلم

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

تصدیق کرنے والے چند علمائے کرام

(۱) مولانا قاضی فضل الرحمٰن صدر جمیعت العلماء حقانی سوات (مقام امان کوٹ)

(۲) مولانا فضل الرحمٰن صاحب نائب صدر " " (مقام گولدرہ)

(۳) مولانا عبدالرحمٰن صاحب مقام کانجو

(۴) مولوی صنوبر صاحب مقام کالاکلی (کبل)

(۵) قاضی عبدالمطلب (مانیار)

(۶) فقیر سیّد احمد علی شاہ (شاہپین)

(۷) مولانا محمد یوسف صاحب نقشبندی حنفی

(۸) مولانا سیّد محمد شیرین پیر صاحب مہاجر کیمپ۔

(۹) علامہ محمد روشن صاحب خادم القادری صدر انجمن بزمِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

اللہ

نصر من اللہ وفتح قریب
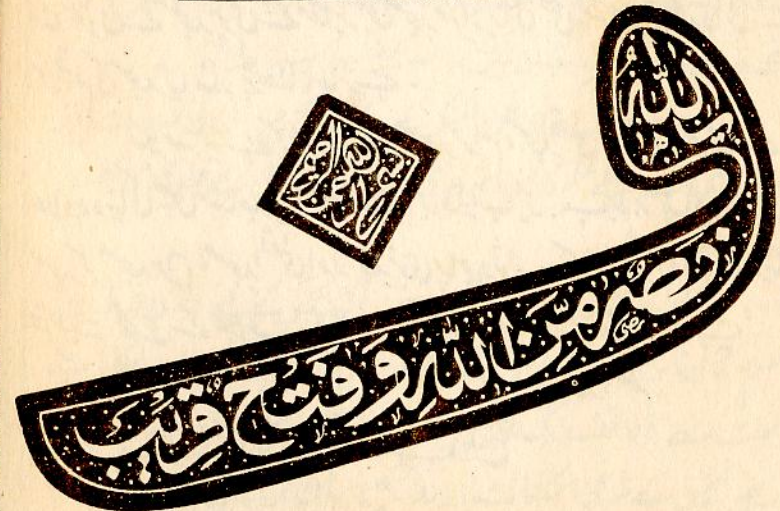
یا اللہ جل جلالہ　　　　یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فتویٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

بدمذہبوں کے پیچھے نماز پڑھنا

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد:۔

علمائے اہلسنت وجماعت اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ غیر مقلدوں وہابیوں کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ بیّنوا بالتفصیل وتوجروا بالاجر الجزیل۔

ھو المصوّب

غیر مقلدوں وہابیوں کے پیچھے نماز پڑھنا درست نہیں ہے کیونکہ ان کے بعض مسائل اور عقائد موجبِ کفر اور بعض مفسدِ نماز ہیں اور سوائے اس کے جب شافعی المذہب متعصب کے پیچھے اقتداء جائز نہ ہوئی جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری وجامع الرموز میں مرقوم ہے۔

اما الاقتداء بالشافعی فلا بأس بہ اذا لم یتعصب ای لم یبغض للحنفی یعنی شافعی کے پیچھے اقتداء کرنے میں مضائقہ نہیں بشرطیکہ متعصب نہ ہو۔ یعنی حنفیوں سے عداوت وبغض نہ رکھتا ہو۔

پس غیر مقلدوں اور بدمذہبوں کے پیچھے تو بطریقِ اولیٰ اقتداء جائز نہیں ہوگی۔ یہ تو حنفیوں کے نام سے جلتے ہیں اور غیر مقلدین علانیہ مجلسوں میں برا کہتے ہیں بلکہ مشرک اور بدعتی سمجھتے ہیں۔ اور اس سے بڑھ کر ان بدمذہبوں کے حق میں محدث نامی علامہ شامی نے حاشیہ رد المحتار میں لکھا ہے۔

کہ ہمارے زمانے کے وہابی ابنِ عبدالوہاب نجدی کے پیروکار اور
تابعدار مثل خارجیوں کے ہیں جنہوں نے حضرت علی کی مخالفت کر کے اُن کے لشکروں
سے خروج کیا تھا۔ پس جب لامذہب خارجیوں کی مثل ٹھہرے اور خارجی
مثل باغیوں کے ہوئے۔

تو جو حکم باغیوں کا ہے وہی حکم لامذہبوں کا ٹھہرا۔ کما فی البدائع
ولا یُصلّٰی علی البغاۃ بل یُکفنون ویُدفنون۔ یعنی ان کی نمازِ جنازہ نہ پڑھی
جائے صرف ان کو کفن دیکر دفن کردیں۔ وحکم الخوارج عند جمھور
الفقھاء والمحدثین الی کفرھم یعنی خارجیوں کا جمہور علماء اور محدثین
وفقہاء کے نزدیک باغیوں کا حکم ہے اور بعض محدثین تو ان کے کفر کے قائل ہو
گئے۔ (شامی جلد ۳ مطبوعہ مصر) واللہ اعلم وعلمہ اتم

فقیر سید احمد علی شاہ نقشبندی سیفی۔

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ
الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ
الصلوٰۃ والسلام علیک یا نور اللہ
الصلوٰۃ والسلام علیک یا نبی اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم: اما بعد
برادر مکرم! سید احمد علی شاہ صاحب
حفظ اللہ لکم من کل سوءٍ: آمین
السلام علیکم ورحمۃ اللہ

حافظ عبداللہ جان کے ذریعے جناب کے چند رسائل موصول ہوئے

جناب کے التماس پر فقیر نے آپ کے مطبوعہ رسائل خصوصاً "اِخراجُ
المنافقین، عن مساجد المسلمین" کا بغور مطالعہ کیا۔

آپ نے نقلاً وعقلاً ثابت کیا ہے کہ وہابی وتبلیغی وہابی خبیث و
خبیثہ و منافق اور کافر ہیں۔ فقیر کاتب الحروف کا اس مسئلہ میں آپ سے مکمل
اتفاق ہے کیونکہ یہ صرف جناب کا ذاتی مسئلہ نہیں بلکہ جمہور علماء کا اس بات
پر اتفاق ہے کہ ابنِ عبدالوہاب نجدی خارجی ہے اور اس کے تمام معتقدین
پیروکار چونکہ بعینہٖ وہی عقیدہ باطلہ رکھتے ہیں لہٰذا جو حکم اصل کا فرع پر
بھی وہی حکم صادر ہوگا جب ابنِ عبدالوہاب نجدی خارجی ہے تو اس کے
معتقدین تمام کے تمام خارجی ہیں۔ جس طرح جمہور علماء بشمول میرے جدِّ امجد
حضرت شمس شریعت قاطع نجدیت الحاج شایشتہ گل صاحب
رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ ہے وہابی تمام کے تمام کافر ہیں۔

فقیر محمد عبدالعلیم القادری کا وہی فتویٰ ہے
قادیانی، رافضی، وہابی کافر ہیں۔ ومن شک فی کفرھم فقد کفر۔
وہابی تبلیغیوں کا مسجد سے نکالنا سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ہے جس طرح سرکار نے منافق وہابی تبلیغیوں کو مسجدِ نبوی ﷺ سے نکالا تھا۔
ان کو اسی طرح ذلیل کر کے نکالنا چاہیئے ان کے ساتھ کوئی نرمی نہ کرنی
چاہیے۔

دشمنِ احمد پہ شدت کیجئے
ملحدوں کی کیا مروت کیجئے
غیض میں جل جائیں بے دینوں کے دل
یارسول اللہ کی کثرت کیجئے

محمد عبدالعلیم قادری
دارالعلوم قادریہ سبحانیہ ڈرگ روڈ کراچی

اللہ کی راہ میں انچاس کروڑ نمازوں کے بارے میں

اعتراض کا

تحقیقی جائزہ

المعروف

تبلیغی جماعت کا آپریشن

مولوی محمد روشن ولد عنوان الدّین کوکاری ضلع سوات

مولوی فاضل، منشی فاضل،

وفاق المدارس ملتان فارغ التحصیل

پیش لفظ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ اسلام بجائے خود ایک مکمل نظامِ حیات ہے جو انسانی زندگی کے تمام معاملات کو محیط ہے اور انسانی زندگی کا کوئی بھی ایسا گوشہ نہیں جس کے متعلق اسلام نے جامع و مانع ہدایات و اصول نہ دیے ہوں۔

تقریباً اکسٹھ (۶۱) سال سے ہمارے یہاں مولانا الیاس کا وضع کردہ ایک مخصوص طریقۂ تبلیغ جاری ہے جس کے مطابق کئی جماعتیں اور وفود دنیا کے مختلف ممالک کا چکر لگاتے ہیں اور اس جماعت سے وابستہ تقریباً سب ہی لوگ اس عقیدہ کا برملا اظہار کرتے ہوئے دیکھے جاتے ہیں کہ جو شخص بھی اس عمل کے لیے نکلے گا اسے نماز، روزہ اور ذِکر پر انچاس کروڑ (۴۹۰۰۰۰۰۰۰) گنا ثواب حاصل ہوگا، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تو وَاللّٰہُ یُضَاعِفُ لِمَنۡ یَّشَآءُ کے ارشاد میں انسانی علم و فہم سے بالاتر لامحدود ثواب عطا فرمانے کا وعدہ فرمایا ہے۔

اسی مسئلہ سے متعلق ایک پوسٹر اور ایک استفتاء و جواب استفتاء شائع ہوا ہے جس کا مختصر جائزہ لیا جانا اور عوام النّاس کے سامنے صحیح حقیقت پیش کرنا بہت ہی ضروری تھا۔

اپنی بے مائیگی اور قلتِ بضاعت کے باوجود بعض دوستوں کے شدید اصرار کو ردّ کرنے کی ہمّت نہ سمجھتے ہوئے تَوَکُّلاً عَلَی اللّٰہِ قلم اٹھانے کی ہمّت کر لی تاکہ اس کا مختصر جائزہ لے کر فرزندانِ توحید و شمعِ رسالت کے

پروانوں کے سامنے اصل اور صحیح مسئلہ پیش کیا جائے جس سے ہر سائل یا متردد اور طالبِ حق کو اس جماعت کے ساتھ الحاق و تعاون کرنے یا اس کے صراطِ مستقیم پر ہونے یا نہ ہونے کا فیصلہ کرنا آسان ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس مختصر رسالہ کو اپنی رحمتِ کاملہ سے اُمّتِ مسلمہ کے لیے نافع بنائے اور میری اس سعی کو قبول فرمائے۔ آمین

مولوی محمد روشن سُنّی حنفی دیوبندی نقشبندی
ایم۔اے اسلامیات۔ وفاق المدارس ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡمِ۔ اَمَّا بَعۡدُ

قارئین حضرات سے التماس ہے کہ وہ اس کتابچہ کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد انصاف اور حقیقت پسندی سے کام لیتے ہوئے فیصلہ کریں کہ حق کیا ہے اور ناحق کیا ہے؟ تبلیغ دین کیا ہے اور تبلیغ کے نام پر دین میں تحریف کیا ہے؟

جہاں تک تبلیغ دین کا تعلق ہے تو اس سے کسی بھی مسلمان کو انکار نہیں ہو سکتا کیونکہ دعوت و تبلیغِ دین کی افادیت و اہمیت اور اس کے فضائل برکات قرآن و سنّت سے ثابت ہیں۔

اگر ان فرائض کا ثبوت طریقۂ سنّت اور شریعت اسلامیہ کے مقرر کردہ قواعد و ضوابط کی روشنی میں ہو تو ان کا عقیدہ رکھنا اور انھیں ویسے ہی سمجھنا مسلمانوں کی سعادتمندی اور اطاعتِ خداوندی ہے ورنہ اطاعت کے بجائے معصیت اور ثواب کے بجائے گناہ لازم آئے گا اس واسطے اسلام کا ہر کام اسکے وضع کردہ اُصول و ضوابط کی روشنی میں ہی سر انجام دیا جانا چاہیئے۔

"سب سے زیادہ ثواب کا خرچہ کونسا ہے؟"

اس سلسلے میں مسلم شریف کی حدیث مبارکہ ملاحظہ ہو۔

عَنۡ ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله عَلَیۡهِ وَسلم دِیۡنَارٌ اَنۡفَقۡتَهٗ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے ایک دینار اللہ

وَدِیْنَارٌ اَنْفَقْتَہٗ فِیْ رَقَبَۃٍ وَدِیْنَارٌ تَصَدَّقْتَ بِہٖ عَلٰی مِسْکِیْنٍ وَدِیْنَارٌ اَنْفَقْتَہٗ عَلٰی اَھْلِکَ اَعْظَمُھَا اَجْرًا اَلَّذِیْ اَنْفَقْتَہٗ عَلٰی اَھْلِکَ ۔

کے راستے میں خرچ کیا اور ایک دینار غلام آزاد کرانے پر خرچ کیا اور ایک دینار مسکین پر خیرات کر دیا اور ایک دینار اپنے اہل وعیال پر خرچ کیا تو ان سب میں سے زیادہ اجر و ثواب اس دینار پر ہے جسے تم نے اپنے اہل وعیال پر خرچ کیا ہے

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ سب سے زیادہ اجر و ثواب اُس خرچ کرنے میں ہے جو اپنے اہل وعیال پر کیا جائے، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے بھی سب سے اہم مصرف والدین اور رشتہ داروں ہی کو قرار دیا ہے یاد رہے کہ انفاق فی سبیل اللہ غلام آزاد کرانے پر خرچ کرنا، مسکین پر صدقہ کرنا اور اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنا اگرچہ یہ سب خیرات اور صدقہ ہی کی قسمیں ہیں تاہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ان میں سے ہر ایک کو الگ الگ عنوان سے ذکر کرنے میں جو حکمت ہے وہ اہلِ علم سے پوشیدہ نہیں ہے۔

فصل

دار العلوم تعلیم القرآن راجہ بازار راولپنڈی کی جانب سے ایک پوسٹر بعنوان "اللہ کی راہ میں انچاس کروڑ نمازوں کے بارے میں اعتراض کا تحقیقی جواب" ھٰذا اَجْرُ مَنْ خَرَجَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اور ایک رسالہ "کارگذاری" کے صفحہ ۲۱ پر انچاس کروڑ گنا ثواب کے عنوان سے استفتاء اور الجواب الصحیح نظر سے گذرے تو مناسب معلوم ہوا کہ موحدینِ اُمّت اور مسلمانوں کے سامنے اس کا مختصر جائزہ

پیش کیا جائے تاکہ وہ اس کے بارے میں سوچ سمجھ کر صحیح اور غیر صحیح، حق اور باطل میں تمیز کر سکیں۔ مذکورہ پوسٹر اور رسالہ کا متن درج ذیل ہے۔

۱۔ حدثنا ھارون بن عبد اللہ الحمال ثنا ابی فدیک عن الخلیل بن عبد اللہ عن الحسن بن علی بن ابی طالب وابی الدرداء وابی ھریرۃ وابی امامۃ الباھلی وعبد اللہ بن عمر وعبد اللہ بن عمرو وجابر بن عبد اللہ وعمران بن الحسین کلھم یحدّث عن رسول اللہ صلّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وسلّم انہ قالَ مَنْ اَرْسَلَ بِنَفَقَۃٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہ وَاقام فی بَیْتِہٖ فَلَہٗ بِکُلِّ درھم سَبْعُ مائۃ دِرْھَمٍ وَمَنْ غزیٰ بِنَفْسِہٖ وَاَنْفَقَ فِیْ وَجْہِ ذالِکَ فَلَہٗ بِکُلِّ دِرْھَمٍ سبع مائۃ الف درھم ثم تلا ھٰذہٖ الآیۃ وَاللّٰہُ یُضَاعِفُ لِمَنْ یَّشَاءُ کذا فِیْ ابن ماجہ ابواب الجھاد باب فضل النفقہ فِیْ سبیلِ اللّٰہ۔

(مطبوعہ ایچ ایم سعید ص ۲۰۳ سطر ۹)

۲۔ حدثنا احمد بن عمرو ابن السرح نا ابن وھب عن یحیی بن ایوب وسعید بن ابی ایوب عن زبان ابن فائد عن سھل بن معاذ عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الصّلوٰۃ والصیام والذکر یضاعف علی النفقۃ فِیْ سَبِیْلِ اللہ عزوجل بسبع مائۃ ضعف۔

رواہ ابو داؤد فی کتاب الجھاد، باب فی تضعیف الذکر فی سبیل اللہ عزوجل۔ (ایچ۔ ایم۔ سعید ص ۳۳۸ سطر ۹)

ایک نماز کا انچاس کروڑ نمازوں کا جتنا ثواب یہ دراصل دو حدیثوں کے مجموعے کا حاصل ہے، پہلی حدیث ابواب الجہاد باب النفقۃ فی سبیل اللہ

ص۲۰۳، سطر۹ میں آٹھ صحابہ کرام سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے گھر بیٹھے اللہ کی راہ میں نفقہ بھیج دیا تو اس کو ایک روپے کے عوض سات سو روپے (۷۰۰) کا ثواب ہوگا اور جو کوئی اللہ کی راہ میں نکل کر خرچ کرے گا اس کو ایک روپے کے عوض سات لاکھ (۷۰۰۰۰۰) روپے کا ثواب ملے گا۔

دوسری حدیث ابوداؤد کتاب الجہاد باب فی تضعیف الذکر ص۳۳۸ سطر۹ میں موجود ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی راہ میں نماز، روزہ اور ذکر کا ثواب انفاق فی سبیل اللہ کے نسبت سات سو گنا زیادہ ہے پہلی حدیث میں ایک روپے کا اجر سات لاکھ گنا ملنے کی خبر ہے جبکہ دوسری حدیث کے مطابق اللہ کی راہ میں نماز، روزہ اور ذکر کا ثواب مذکورہ ثواب کا سات سو گنا بتایا گیا ہے اور سات لاکھ کا سات سو سے ضرب دینے سے انچاس کروڑ بنتا ہے وَاللّٰہُ یُضَاعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ

قارئین کرام! یہ تو تھا پوسٹر والے کا ترجمہ اور تحقیق، جسے شائع کرایا تھا عبدالرحمٰن عرف منتظر خادم جماعتِ اشاعتِ التوحید والسنۃ دارالعلوم تعلیم القرآن رستم نے۔

اور اب ملاحظہ ہو حضرت مولانا محمد یوسف کی طرف سے ۱۹۵۰ء میں مشرقی پنجاب بھیجی جانے والی ایک جماعت کی کارگزاری بمع قرآن وحدیث کی روشنی میں انچاس کروڑ گنا ثواب صـ۲۱ الجواب الصحیح۔

تبلیغی حضرات کے قول کے مطابق اس راستے میں ایک نماز کا انچاس کروڑ (۴۹۰۰۰۰۰۰۰) نمازوں جتنا ثواب دراصل دو حدیثوں کے مجموعے کا حاصل ہے۔ پہلی حدیث "ابنِ ماجہ" باب النفقۃ فی سبیل اللہ

میں آٹھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

حدثنا ھارون بن عبد اللہ الحمال ثنا ابن فدیك عن الخلیل بن عبد اللہ عن الحسن عن علی بن ابی طالب و ابی الدرداء وابی ھریرۃ وابی امامۃ الباھلی وعبد اللہ بن عمر وعبد اللہ بن عمرو وجابر بن عبد اللہ وعمران بن الحصین کلھم یحدث عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اَنَّہٗ قَالَ مَنْ اَرْسَلَ بِنَفَقَۃٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَاَقَامَ فِیْ بَیْتِہٖ فَلَہٗ بِکُلِّ دِرْھَمٍ سَبْعُ مِائَۃِ دِرْھَمٍ وَمَنْ غَزٰی بِنَفْسِہٖ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَاَنْفَقَ فِیْ وَجْہِ ذَالِكَ فَلَہٗ بِکُلِّ دِرْھَمٍ سَبْعُ مِائَۃِ اَلْفِ دِرْھَمٍ ثُمَّ تَلٰی ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ وَاللّٰہُ یُضَاعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ۔ (ابن ماجہ)

(ترجمہ) کہ جس شخص نے گھر بیٹھے اللہ کی راہ میں نفقہ بھیج دیا۔ اس کو اس ایک روپے کے عوض سات سو روپے کا ثواب ملے گا اور جو کوئی خود اللہ کی راہ میں نکل کر خرچ کرے گا اس کو ایک روپے کے عوض سات لاکھ روپے کا ثواب ملے گا۔ پھر پڑھی یہ آیت وَاللّٰہُ یُضَاعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ۔ (ابن ماجہ)

دوسری حدیث ابوداؤد شریف کتاب الجہاد باب تضعیف الذکر میں موجود ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:۔

حدثنا احمد بن عمرو ابن السرح نا ابن وھب عن یحیٰی بن ایوب وسعید بن ابی ایوب عن زبان بن فائدہ

عن سہل بن معاذ عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِنَّ الصَّلٰوۃَ وَالصِّیَامَ وَالذِّکْرَ یُضَاعَفُ علی النَّفَقَۃِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ عزوجل بسبع مائۃ ضعف۔

(ابو داؤد شریف)

(ترجمہ) کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں نماز، روزہ اور ذکر کا ثواب انفاق فی سبیل اللہ کی نسبت سات سو (۷۰۰) گنا زیادہ ہے۔

اب پہلی حدیث میں ایک روپے کا سات لاکھ ہے اور دوسری حدیث میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں نماز، روزہ اور ذکر کا ثواب سات سو گنا ہے اور سات لاکھ کو سات سو سے ضرب دینے سے انچاس کروڑ ہی بنتا ہے۔ یہ تو حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے، اگر قرآن پاک کا مطالعہ کیا جائے تو وَاللّٰہُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ۔ لامحدود ثواب کا ارشاد ہوتا ہے، اگر معترضین بغض وعناد سے بالاتر ہو کر غور فرمائیں گے تو اِنْشَآءَ اللّٰہ تعالیٰ ان کے تمام شکوک وشبہات دُور ہو جائیں گے کیونکہ مذکورہ بالا حوالوں سے معترضین کے غلط اعتراض کا مکمل رد ہوتا ہے۔ جو شخص مومن ہوگا وہ خدا اور اس کے رسول کے فرمان پر کسی قسم کا اعتراض نہیں کرے گا بلکہ تسلیم کرے گا۔ (کارگذاری ص۲۱، ص۲۳)

"خدا اور رسول کے فرمان کا منکر کون؟" یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ مؤمن ومسلمان نہ خدا اور رسول کے فرمان پر کسی قسم کا اعتراض کر سکتا ہے اور نہ ہی حکم ماننے سے انکار، مگر اس کے ساتھ ہی مؤمن ومسلمان پر یہ بھی لازم ہے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا صحیح معنی ومفہوم معلوم کر کے اس پر عمل کرے اور اس کا غلط مفہوم اور معنی ماننے سے گریز کرے۔

بحیثیت مسلمان ہمیں مذکورہ بالا پوسٹر اور رسالہ کی تحریر پر انصاف پسندی سے غور کرنا ہے کہ اس میں حقیقت پسندی سے کام لیا گیا ہے یا اپنی من مانی تاویل سے اپنے جھوٹے مدعیٰ کو ثابت کرنے کے لیے حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں معنوی تحریف وتبدیلی کا ناقابلِ معافی جرم کیا گیا ہے۔

پوسٹر والے صاحب نے اس اجر وثواب کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں نکلنے والوں کے لیے مخصوص کیا ہے جیسا کہ اس نے لکھا ہے کہ ھٰذَا الْاَجْرُ مَنْ خَرَجَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ لیکن اس نے یہ نہیں بتایا کہ یہاں اللہ تعالیٰ کی راہ سے کیا مراد ہے!

لیکن مکتبہ رحمانیہ بیرون تبلیغی مرکز رائے ونڈ لاہور کی جانب سے شائع ہونے والے رسالہ "کارگذاری" میں ایک معلوم سائل کے جواب میں نامعلوم مفتی نے یہ کہہ کر کہ "تبلیغی حضرات کے قول کے مطابق اس راستے میں ایک نماز کا انچاس کروڑ نمازوں جتنا ثواب دراصل دو حدیثوں کے مجموعے کا حاصل ہے"، اس ثواب کو رائے ونڈ والے عمل کے ساتھ خاص کر دیا ہے۔

ایک اہم سوال مفتی کے مذکورہ جواب کو پڑھنے کے بعد ہر انصاف پسند عاقل شخص کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا زمانۂ رسالت مآب صلی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وسلم میں بھی رائے ونڈ کی طرز پر کوئی وفود وغیرہ نکلتے تھے؟ اور مہینے میں تین دن، سال میں چالیس دن اور عمر بھر میں چار ماہ اور پھر صحابہ میں سے طبقۂ فقہاء وعلماء کے لیے نو ماہ اور جمعہ کی شب جوڑ اور ہر ہفتے میں دو دو گشت ایک اپنے محلہ میں اور ایک دوسرے محلہ میں مروّج تھے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مذکورہ احادیث میں اس کی فضیلت

بیان فرمائی ہو؟

یہ مخصوص اور متعین طریقہ تو حال ہی میں ۱۹۳۰ء کے بعد معرض وجود میں لایا گیا ہے، جیساکہ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کی کتاب بنام "تبلیغی جماعت پر چند عمومی اعتراضات" صـ۱۳۷ پر مذکور ہے۔

اس لیے ان احادیث کا مصداق رائے ونڈ والا عمل کس طرح ہو سکتا ہے؟ حق پسند قارئین خود ہی سوچ سمجھ کر فیصلہ کریں اور بدعت سے بچنے کی کوشش کریں۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ ابنِ ماجہ کی اس حدیث میں مَنْ غَزٰی بِنَفْسِهٖ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اور وَاللّٰهُ یُضَاعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ کے الفاظ کا ترجمہ کس مصلحت کے تحت ترک کر دیا گیا ہے؟

کسی بھی مفتی یا مترجم و مصنف کی دیانت کا تو یہ تقاضا ہونا چاہیے کہ وہ قرآن و حدیث کی عبارت کا مکمل ترجمہ پیش کر کے ہی اپنا مدعیٰ ثابت کرے یہ نہ ہو کہ پہلے ہی سے طے شدہ اپنے مخصوص مقصد کو ثابت کرنے کی خاطر درمیان میں سے عبارات یا ان کے تراجم ہی کو اڑا دیا جائے۔

کیا ان ہر دو مصنفین کا یہ طرزِ عمل ترجمۂ حدیث میں تحریف کے زمرے میں نہیں آتا؟ اور پھر قرآن یا حدیث شریف کے ترجمہ و تشریح میں تحریف کرنا کسی بھی مسلمان کو زیب دیتا ہے؟ اور جان بوجھ کر اس قسم کی حرکت کرنے والے مصنف یا مفتی کا ایمان کس درجہ پر جا پہنچتا ہے؟ اور پھر یہ کہ کون سے عوامل ہیں جن کی وجہ سے مذکورہ حصص حدیث کا صحیح ترجمہ ظاہر نہیں کیا گیا؟ ان تمام سوالوں کے جوابات میں حقیقت پسند قارئین پر چھوڑتا ہوں۔ تاہم اس کہنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتا کہ یہ سب کچھ

محض اپنے مخصوص عقیدے کے تحفظ کی خاطر کیا گیا ہے ورنہ ان حضرات کا مدعیٰ ثابت نہیں ہو سکتا تھا بلکہ اس کے برعکس اہلِ رائے ونڈ کے لیے مضر ثابت ہو سکتا تھا۔

حق اور انصاف کا تقاضا تو یہ ہے کہ صحیح صحیح ترجمہ پیش کیا جائے اور اس قسم کی علمی خیانت سے اپنے دامن تقویٰ و فتویٰ کو داغدار ہونے سے بچایا جائے اور اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَا کے حکمِ خداوندی پر عمل کیا جائے۔

اس اجمال کی تفصیل پوسٹر والے صاحب نے ابنِ ماجہ اور ابو داؤد کی حدیثوں کا ترجمہ کرتے وقت ابن ماجہ کی پہلی حدیث میں قرآنی آیت وَاللّٰهُ یُضَاعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ کا ترجمہ اسی حدیث کے ساتھ کرنے کے بجائے ابو داؤد کی دوسری حدیث کے ترجمہ کے آخر میں کر کے حدیثِ رسول صلّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وسلّم میں تحریف کا ارتکاب کیا ہے اور ادھر صاحبِ رسالہ کا یہ قول کہ "یہ تو حدیثِ رسول صلّی اللّٰہ علیہ واٰلہٖ وسلّم سے ثابت ہے۔ اگر قرآن پاک کا مطالعہ کیا جائے تو وَاللّٰهُ یُضَاعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ لامحدود ثواب کا ارشاد ہوتا ہے"۔ اپنے طور پر لامحدود ثواب کو ثابت کرنے کو مانا ہے لیکن مقامِ غور ہے کہ ابنِ ماجہ کی حدیث میں یہ آیت شریف خود حدیث کا ایک حصّہ ہی ہے کیونکہ راوی یہ کہتا ہے کہ پھر حضور پاک صلّی اللّٰہ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے یہ آیت مبارکہ وَاللّٰهُ یُضَاعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ تلاوت فرمائی۔ جس کا مفاد یہ ہوا کہ ثواب لامحدود ہے۔

اب مقامِ غور یہ ہے کہ اسی ہی حدیث کے ذریعے صاحبِ رسالہ ایک طرف تو وَاللّٰهُ یُضَاعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ کا سہارا لے کر لامحدود

ثواب کو ثابت کر رہا ہے۔ اور دوسرے ہی سانس میں وہ اس لا محدود
ثواب کو پچاس کروڑ میں محدود کرنے کے درپے ہے۔ یہ محض اس کا
مسلکی تعصّب ہی ہے جس نے مصنفِ رسالہ کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا
ہے اور حدیث کے آخر میں سرکار کی جانب سے فرمودہ اس ارشادِ ربّانی
پر سوچنے اور اسے سمجھنے سے قاصر بنا رکھا ہے اور قرآن وسنّت سے ثابت
شدہ لا محدود ثواب کو محدود کرنے کا کارنامہ سرانجام دے رہے ہیں اور
لَقَدْ تَحَجَّرْتَ وَاسِعًا کا مصداق بنتے ہوئے رحمٰن ورحیم ربّ کی وسیع
رحمت کو اپنی ذہنی وقلبی تنگی کی وجہ سے تنگ بنا کر اور سکیڑ کر اپنی ہوا پرستی
کی تسکین کا سامان کر رہے ہیں اور أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلٰهَهُ هَوَاهُ
کا مصداق بن کر شرکِ جلی کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ جس سے انھوں نے
عوام النّاس کو قرآن وسنّت کے واضح اور درست مفہوم سے ہٹا کر اپنے
باطل اور مبہم مفہوم ومعنی کا اتباع کرنے کی ترغیب دی ہے اور اس طرح
اُنھوں نے امّتِ مسلمہ کو گمراہ کرنے والوں کی صف میں شامل ہونے کا
"شرف" حاصل کر لیا ہے اور پھر سب سے اہم بات یہ ہے کہ ابو داؤد کی
حدیث کے مطابق حضور پاک صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے نماز، روزوں اور
ذکر کے ثواب کو اِنْفَاق فِي سَبِيلِ اللهِ (راہِ خدا میں خرچ کرنا) کے
ثواب سے سات سو گناہ زیادہ فرمایا ہے آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ
نماز، روزہ اور ذکر کا ثواب غازی کے فی سبیل اللہ غزوہ کرنے اور اس
میں روپیہ خرچ کرنے کے ثواب سے سات سو گنا زیادہ ہے۔

اس لیے صحیح یہ ہے کہ اس کو اِنْفَاق فِي سَبِيلِ اللهِ ہی کے ثواب سے
ضرب دیا جائے غازی کے فِي سَبِيلِ اللهِ غزوہ کرنے کے ثواب کے

ساتھ اسے ضرب نہیں دیا جا سکتا، مگر یہ سب کچھ اس آدمی کے لیے ممکن
ہے جس کو واقعی حق کی تلاش ہو لیکن جس کی آنکھوں پر تعصب کی پٹی اور
غفلت کا پردہ پڑا ہوا ہو تو وہ کیونکر حق دیکھ سکے گا یا اسے حق تسلیم کرے گا۔

اللہ تعالےٰ کی راہ میں خرچ کرنے کا ثواب قرآن شریف
میں سات سو گنا بیان ہوا ہے ارشادِ ربّانی ہے

مَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللهِ كَمَثَلِ
حَبَّةٍ أَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِائَةُ حَبَّةٍ ط وَاللهُ
يُضَاعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ وَاللهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۔ (پ۳ آیت ۲۶۱)

(ترجمہ) جو لوگ اللہ کی راہ میں (اُمورِ خیر میں) اپنے مالوں کو خرچ
کرتے ہیں۔ ان کے خرچ کیے ہوئے مالوں کی حالت (عند اللہ) ایسی
ہے جیسے ایک دانہ کی حالت جس سے (فرض کرو) سات بالیں جمیں
(اور) ہر بال کے اندر سو دانے ہوں (اسی طرح اللہ تعالیٰ ان کا ثواب سات
سو حصّہ تک بڑھاتا ہے) اور یہ افزونی اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے
(بقدر اس کے اخلاص اور مشقّت کے) عطا فرماتا ہے اور اللہ تعالےٰ
بڑی وسعت والے ہیں (ان کے یہاں کسی چیز کی کمی نہیں وہ سب کو یہ
افزونی دے سکتے ہیں مگر ساتھ ہی) جاننے والے (بھی) ہیں (اس لیے
اخلاص نیّت وغیرہ کو دیکھ کر عطا فرماتے ہیں۔)

(از خلاصہ تفسیر معارف القرآن ج ۱، ص ۶۳۱)

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے بھی ابنِ ماجہ کی مذکورہ
بالا حدیث میں فرمایا کہ جو شخص گھر بیٹھے اللہ کی راہ میں نفقہ (خرچہ)
بھیجے تو اس کو ایک روپیہ کے عوض سات سو روپے کا ثواب ہوگا۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن شریف اور حدیثِ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں کا مقصد ایک ہوکر ایک دوسرے کی تائید و تاکید کنندہ ہے اب جب ہم سات سو کو سات سو سے ضرب دیں گے تو حاصل ضرب انچاس سو ہوتا ہے نہ کہ انچاس کروڑ۔ اگر بالفرض سات لاکھ کو سات سو سے ضرب دے کر حاصلِ ضرب انچاس کروڑ تسلیم کر لیا جائے تو پھر قرآن شریف کے مقابل حدیثوں کو متروک العمل اور منسوخ تسلیم کرنا پڑے گا کیونکہ خبر واحد سے کتاب اللہ کو منسوخ نہیں کیا جا سکتا کہ اس کو منسوخ تسلیم کر کے حدیث پر عمل کیا جائے بلکہ اس کے مقابل حدیث ہی کو منسوخ تسلیم کرنا ہوگا۔

عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کلامی لا ینسخ کلام اللہ وکلام اللہ ینسخ کلامی وکلام اللہ ینسخ بعضہ بعضا۔
(دار قطنی ومشکوٰۃ شریف)

حضرت جابر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرا کلام اللہ تعالٰے کے کلام کو منسوخ نہیں کرتا البتہ اللہ تعالٰے کا کلام میرے کلام کو منسوخ کرتا ہے اور اللہ تعالٰے کا ایک کلام دوسرے کلام کو منسوخ کرتا ہے۔
(مظاہر الحق ص ۸۸)

تفصیل کے لیے اصولِ فقہ کی کتب ملاحظہ ہوں۔ معلوم ہونا چاہیے کہ مذکورہ تفصیل اس صورت میں ہے کہ ابوداؤد کی منقولہ حدیث میں واللہ یضاعف لمن یشاء علی النفقۃ فی سبیل اللہ سے تسامح کیا جائے۔ ورنہ فی الحقیقت ابوداؤد کی حدیث سے لامحدود ثواب ثابت ہے نہ

کہ محدود، جیسا کہ صاحبِ رسالہ نے خود بھی واللہ یضاعف لمن یشاء سے لامحدود ثواب ہونے کا اقرار کیا ہے۔

اسی طرح ابوداؤد کی حدیث میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یضاعف کا لفظ ارشاد فرمایا ہے جو کہ لامحدود ثواب کا بیان ہے یہی وجہ ہے کہ صاحبِ معارف القرآن نے ایک آیت کی تفسیر میں یضاعف کا ترجمہ چند در چند ثواب بڑھانے سے کیا ہے اور فرمایا ہے کہ اتنا بڑھا کر دیتے ہیں کہ حساب وشمار میں بھی نہیں آتا۔ ملاحظہ ہو معارف القرآن جلد ۲ صفحہ ۴۲۰، مزید تحقیق کے لیے تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۲۲۳ مطبوعہ الحسینیہ مصر ملاحظہ فرمائیں۔

تو کیا صاحبِ شریعت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لامحدود ثواب بیان کرنے کو انچاس کروڑ میں محدود کرنا صاحبِ شریعت کی مخالفت اور مقابلہ نہیں؟ جو کہ بجائے خود بدعت اور ضلالت نہیں تو اور کیا ہے۔

صاحبِ رسالہ کی علمی جلالت

آئیے اور صاحبِ رسالہ کے طریقۂ بیان پر بھی ایک سرسری نگاہ ڈالیے۔ کتابت کی غلطی کوئی ایسی غلطی نہیں ہوتی کہ اس پر گرفت کی جائے یا اسے قابلِ مواخذہ قرار دیا جائے لیکن اسے کیا کہا جائے کہ سلسلۂ روایت میں راویوں کے ذکر کو بھی صاحبِ مصنف نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ ذرا ملاحظہ فرمائیں اور ان کی جلالت علمی پر اپنا سر دھنیں۔ فرماتے ہیں

"پہلی حدیث ابنِ ماجہ باب النفقۃ فی سبیل اللہ میں آٹھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

نے فرمایا حدّثنا ھارون بن عبد اللہ الحمال ابنِ فدیك عن الخلیل بن عبد اللہ " الخ" اور کچھ آگے چل کر دوسری حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں کہ " دوسری حدیث ابو داؤد شریف کتاب الجہاد باب تضعیف الذکر میں موجود ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا

حدّثنا احمد بن عمرو ابن السرح نا ابن وھب عن یحیٰ بن ایوب " الخ"۔

سوال یہ ہے کہ حضورِ پاک صلّی اللہ علیہ والہٖ وسلّم یہ کس طرح فرما رہے ہیں کہ مجھے ہارون بن عبد اللہ الحمال نے یا احمد بن عمرو ابن السرح نے حدیث بیان کی۔ اس کا مطلب اور معنیٰ کیا ہے؟

یہ تو صاحبِ مصنّف ہی بتا سکتے ہیں۔ ہم تو صرف اتنا جانتے ہیں کہ پرندہ ہمیشہ دانہ ہی دیکھتا ہے دام کو نہیں دیکھتا اور پھر حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے کیا خوب ارشاد فرمایا ہے کہ لوگ جاہل کو اپنا سردار بنائیں گے اور پھر ان سے مسئلہ پوچھا جائے گا تو وہ علم کے بغیر ہی فتویٰ دیں گے، پس خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے

(بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف)

یہی وجہ ہے کہ بے علم لوگ ہی فتووں میں اس قسم کی فاش غلطیاں کرتے رہتے ہیں۔

اب آیئے کہ صاحبِ رسالہ کی اس عبارت پر غور کریں جس میں اُنھوں نے لکھّا ہے کہ

" اگر معترضین بغض وعناد سے بالاتر ہو کر غور کریں تو انشاء اللہ تعالےٰ ان کے تمام شکوک وشبہات دور ہو جائیں گے " الخ"

علماء کے ہاں یہ مسلّمہ قاعدہ ہے کہ جواب مطابقِ سوال ہونا چاہیے تو کیا صاحبِ رسالہ کا مذکورہ بالا قول سائل کے سوال سے مطابقت رکھتا ہے یا نہیں؟ اس کے لیے سائل حافظ محمد قاسم حقّانی کے سوال کو ایک نظر دیکھنا ضروری ہے۔

سوال حافظ محمد قاسم حقّانی

کیا فرماتے ہیں علماءِ دین ومفتیانِ شرع متین اس بارے میں کہ " ا"، بعض لوگ تبلیغ میں نکلنے والوں کے لیے ایک نماز کا ثواب انچاس کروڑ تبلاتے ہیں کیا یہ درست ہے؟

(ب) نیز یہ بھی سنا ہے کہ یہ ثواب صرف جہاد اور فی سبیل اللہ کے ساتھ خاص ہے؟ دونوں شقّوں کا جواب دے کر ممنون فرمائیے۔

(رسالہ مذکورہ ص۲۱)

آپ ایک مرتبہ پھر مندرجہ بالا سوال کو غور سے پڑھیں اور دیکھیں کہ کہیں بھی سائل نے معترضین کے اعتراض کا ذکر کیا ہے؟ سائل کے سوال میں معترضین کے اعتراض کا سرے سے ذکر ہی نہیں تو پھر صاحبِ رسالہ جواب میں معترضین کے نہ صرف اعتراض بلکہ ان کے بغض و عناد پر کیونکہ مطلع ہوئے؟

اگر واقعی سوال میں بھی معترضین اور ان کے اعتراض کا ذکر ہوتا تو پھر تو ان کا یہ کہنا بھی درست ہوتا لیکن جس چیز کا سوال میں وجود ہی نہیں تو صاحبِ رسالہ کا اسے از خود ذکر کرنا خود ان کے بغض وعناد کی دلیل ہے انھیں تو سیدھے سادہ الفاظ میں یہ بتلانا چاہیے تھا کہ تبلیغ میں نکلنے والوں کے لیے ایک نماز کا ثواب انچاس کروڑ کہنا درست ہے یا غلط ہے اور اس کے درست اور غلط ہونے کی وجوہات اور دلائل کا ذکر کرنا چاہیے

تھا مگر یہاں تو صاحبِ رسالہ مفتی کی وہ مثال ہے کہ کسی نے بھوکے سے
پوچھا کہ دو اور دو کتنے ہوتے ہیں؟ تو اس نے جواب دیا چار روٹیاں، چونکہ
وہ بھوکا تھا اور روٹی کے علاوہ اسے کچھ نظر ہی نہیں آرہا تھا اس لیے اس
نے بجائے چار کہنے کے چار روٹیاں کہا۔ اسی طرح یہاں "مفتی صاحب"
کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی معاملہ نظر آرہا ہے۔

واقعی سچ ہے کہ کلّ نفس یقیس علیٰ نفسہ چور کو ہر آدمی چور ہی
نظر آتا ہے جس قوم وملّت کے ایسے "مفتیانِ عظام"، ہوں اس قوم وملّت
کا خدا ہی حافظ ہے۔

ع قیاس کن زگلستانِ من بہار مرا

سوال کے دوسرے حصّے کے جواب ہمارے علم کے مطابق یہ
ہونا چاہیے تھا کہ ابنِ ماجہ اور ابوداؤد کی کتاب الجہاد میں مذکورہ حدیثوں
میں لفظ فِی سَبِیْلِ اللہِ کا موجود ہونا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ یہ ثواب
صرف جہاد اور فی سَبِیْلِ اللہ کے ساتھ خاص ہے مگر صاحبِ رسالہ گھما
پھیرا کر بات کو کہاں سے کہاں لے گئے ہیں۔ اُسے ذرا ملاحظہ فرمائیں۔
مذکورہ رسالہ کے ص۲۳ پر فرماتے ہیں۔

وَهٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِيمًا

اور اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم یہ (دینِ اسلام ہی) تمہارے پروردگار کا سیدھا رستہ ہے

(القرآن)

جہاد فی سبیل اللہ کی حقیقت

بعض لوگوں کو یہ وہم ہوتا ہے کہ مذکورہ ثواب تو صرف میدانِ
جنگ میں لڑنے کے لیے گھر سے نکلنے والے شخص کے لیے ہے لیکن یہ صحیح
نہیں کیونکہ جہاد کے مفہوم میں بہت وسعت ہے۔ احادیث سے بھی اس
بات کی وضاحت ہوتی ہے کہ قتال مع الکفار، جہاد مع النفس اور جہاد
مع الشیطٰن، جہاد کی اقسام ہیں اور ان سب میں مابہ الاشتراک اعلاء کلمۃ اللہ ہے۔
چنانچہ تفسیر مظہری میں لکھا ہے کہ جہاد بہتر نیکی اسی وجہ سے ہے کہ اس میں دین
کی اشاعت اور ترویج ہوتی ہے پھر لکھا ہے کہ اس سے بہتر عمل علومِ ظاہریہ
وباطنیہ کی تعلیم وتعلّم ہے کیونکہ اس سے حقیقتِ اسلام کی اشاعت ہوتی ہے
اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے مساعی کا ایک فرد تبلیغی پروگرام بھی ہے
اس لیے مذکورہ ثواب تبلیغی جماعت کو بھی ملے گا، اسی طرح فی سبیل اللہ
کا مفہوم بھی وسیع ہے، تفسیر مظہری میں اس کی تفسیر جہاد، تحصیل علوم ظاہریہ
وباطنیہ وغیر ذالک من ابواب الخیر سے کی گئی ہے۔ مشکوٰۃ شریف کی حدیث
میں اس بات کی تصریح موجود ہے، حضور پاک صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں
کہ جو شخص طلبِ علم کے لیے نکلا تا دمِ واپسی وہ فی سَبِیْلِ اللہِ شمار ہوگا اور
حاشیہ میں اس کے لیے متعدد وجوہات بیان کی گئی ہیں۔ تبلیغی حضرات بھی فی
سَبِیْلِ اللہِ کے زمرے میں داخل ہیں۔

اصلی حقیقت

اب آپ خود ہی غور فرمائیں کہ کیا سوال اور جواب
میں مطابقت ہے؟ اور پھر طرز بیان پر بھی غور فرمائیں کیونکہ معاملہ دین
کا ہے معمولی سی کج روی بھی زوالِ ایمان کا سبب بن سکتی ہے۔

میں نے تفسیر مظہری عربی اشائع کردہ بلوچستان بک ڈپو مسجد روڈ کوئٹہ) کا دو مرتبہ مطالعہ کا کیا تو معلوم ہوا کہ لفظ جَاهِدُوا قرآن شریف کی سات سورتوں میں گیارہ مرتبہ تُجَاهِدُونَ صرف ایک جگہ سورہ صف میں یُجَاهِدُوا سورہ عنکبوت میں ایک دفعہ، یُجَاهِدُونَ سورہ توبہ میں دو مرتبہ اور سورہ مائدہ میں ایک جگہ پر، جَاهِدْ دو سورتوں میں ایک ایک دفعہ، جَاهِدُوا تین سورتوں میں چار مقام پر جَهْدَ پانچ سورتوں میں پانچ مرتبہ، جُهْدَهُمْ ایک دفعہ ایک سورۃ میں، جِهَادٍ ایک دفعہ اور جِهَادًا دو دفعہ دو سورتوں میں جِهَادِهٖ ایک دفعہ اَلْمُجَاهِدُونَ ایک دفعہ اَلْمُجَاهِدِينَ دو سورتوں میں تین مرتبہ آیا ہے لیکن کہیں پربھی صاحب رسالہ کی عبارت میری نظر سے نہیں گذری، وَاللّٰہ اَعلم بالصّواب۔

صاحبِ تفسیر مظہری سورۃ توبہ کی آیت ۱۹ کے تحت لکھتے ہیں

فَاِنَّ دَوَامَ الذِّكْرِ اَفْضَلُ مِنَ الْجِهَادِ لِقَوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ شَيْءٍ اَنْجٰى مِنْ عذاب اللّٰهِ مِنْ ذِكْرِ اللّٰه

ہمیشہ ذکر کرنا (ذکر پر مداوست) جہاد سے افضل ہے کہ اللہ تعالےٰ کے عذاب سے نجات دلانے والی، اللہ تعالےٰ کے ذکر سے بڑھ کر اور کوئی شے نہیں ہے۔

(رواہ مالک والترمذی وابنِ ماجہ)

تفسیر مظہری ہی میں سورہ بقرہ کی آیت ۲۱۶ کے تحت فضیلت جہاد سے متعلق احادیث نقل کرنے کے بعد لکھّا ہے کہ یہ احادیث، نماز روزہ اور نوافل پر جہاد کی افضیلت پر دلالت کرتی ہیں نیز ان احادیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جہاد سے مراد غزدہ ہی ہے عام معنی نہیں۔

تفسیرِ مظہری کا یہ قول صاحب رسالہ کے قول کی واضح تردید کرتا ہے۔ مثلاً

عَنْ اِبْنِ مسعود قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ قَالَ الصَّلٰوۃ عَلٰی مِیْقَاتِہَا قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ قَالَ بِرُّ الْوَالِدَیْنِ قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ قَالَ الْجِہَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلَو استزدتہٗ لزادنی۔

(رواہ البخاری)

عَنْ ابی ھریرہ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ قَالَ اِیْمَانٌ بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ قِیْلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ الْجِہَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ قِیْلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ حَجٌّ مَبْرُوْرٌ (متفق علیہ)

ان احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ فی سبیل اللہ اور جہاد فی سبیل اللہ سے ہر جگہ پر عام معنیٰ مراد نہیں ہوتا۔ ہر جگہ پر مذکورہ الفاظ کو مفہوم کُلّی پر محمول کرنا دینِ اسلام سے عدم واقفیت اور اس کی بنیادیں کمزور کرنے کے مترادف ہے۔

جہاد کا لغوی اور شرعی معنیٰ

الجہاد بکسر الجیم لغۃً المشقّۃ وشرعًا بذل الجہد فی قتال الکفار۔ (حاشیہ بخاری جلد ۲ ص ۲۹۰)

اَلجہاد فی اللغۃ الجہد وھو المشقۃ وفی الشرع بذل الجہد فی قتال الکفار لاعلاء کلمۃ اللّٰہ تعالیٰ والجہاد فی اللہ بذل الجہد فی اعمال النفس وتذلیلہا فی الشرع۔

(عمدۃ القاری شرح بخاری جلد ۱۴، ص ۸۵)

وَالمجاھد فی سَبِیْلِ اللّٰہ ھو الذی یجاھد لاعلاء کلمۃ اللّٰہ ونصرۃ الدین من غیر التفات اِلی الدنیا۔ (عمدۃ القاری جلد ۱۴، ص ۸۸)

الجہاد ھو لغۃ المشقۃ وشرعًا بذل المجہود فی قتال

الکفار مباشرة أو معاونة بالمال أو بالرأی أو بتکثیر السواد أو غیر ذالک

وفی المغرب جهد حمله فوق طاقته الی ان قال ثم غلب علی قتال الکفار - (مرقات شرح مشکوٰة جلد ۷، ص۲۶۴)

الجهاد بحسب الاصطلاح قتال الکفار لتقویة الدین

(لامع الدراری شرح بخاری مولانا ذکریا جلد ۲، ص۲۷۲ طبع ایچ ایم سعید)

مثل المجاهد فی سبیله ای الجهاد -

(مرقات جلد ۷، ص۲۶۷ مکتبہ امدادیہ ملتان)

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ما اغبرت قدما عبدٍ فی سبیل اللهِ فتمسه النار - (رواہ البخاری ومشکوٰة)

هو فی الحقیقة کل سبیل یطلب فیه رضاه فیتناول سبیل طلب العلم وصلاة جماعة وعیادة مریض وشهود جنازة ونحوها لکنه عند الاطلاق یحمل علی سبیل الجهاد الخ

(مرقات جلد ۷، ص۲۷۱)

من جهز غازیا فی سبیل اللهِ ای الجهاد -

(مرقات جلد ۷، ص۲۷۳)

جاء رجل الی النبی صلی الله علیه وسلم فقال الرجل یقاتل للمغنم والرجل یقاتل للذکر والرجل لیری مکانه فمن فی سبیل الله؟ قال من قاتل لتکون کلمة الله هی العلیا فهو فی سبیل الله ای لا غیر - (مرقات جلد ۷، ص۲۸۴)

فی سبیل الله ای بالاستمرار فی القتال مع الکفار خصوصا فی خدمة سید الابرار - (مرقات جلد ۷، ص۲۹۳)

ویطلق (ای لفظ الجهاد) ایضاً علی مجاهدة النفس والشیطان والفساق - (فتح الباری جلد ۶، ص۳)

عن النبی علیه السلام قال الروحة والغدوة فی سبیل الله ای الجهاد ("باب من اغبرت قدماه فی سبیل الله" فتح الباری جلد ۶، ص۱۴)

ان المتبادر عند الاطلاق من لفظ فی سبیل الله الجهاد

(فتح الباری جلد ۶، ص۲۹ باب فضل الصوم فی سبیل الله)

قال ابن الجوزی اذا اطلق ذکر سبیل الله فالمراد به الجهاد وقال ابن دقیق العید العرف الاکثر استعماله فی الجهاد عن ابی هریرة بلفظ ما من مرابط یرابط فی سبیل الله فیصوم یوما فی سبیل اللهِ - الحدیث

(فتح الباری جلد ۶، ص۴۸ باب افضل النفقة فی سبیل الله)

عن النبی صلی الله علیه وسلم من انفق زوجین فی سبیل الله الخ فی هذا الحدیث ان الجهاد افضل الاعمال -

(فتح الباری جلد ۶، ص۴۹)

وَاَنْفِقُوا فِی سَبِیْلِ اللهِ ای فی الجهاد (تفسیر مظهری پ۲ ص۲۱۵)

اِذَا ضَرَبْتُمْ فِی سَبِیْلِ اللهِ: للجهاد (مظهری ص۱۹۹ سورۂ آل عمران)

لِمَا اَصَابَهُمْ فِی سَبِیْلِ اللهِ فی اثناء القتال -

(روح المعانی جلد ۴ ص۸۳)

فِی سَبِیْلِ اللهِ اَیْ فِی الجهاد - (روح المعانی جلد ۴ ص۱۰۴)

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُقَاتِلُوْنَ فِی سَبِیْلِ اللهِ : سیق لتشجیع المؤمنین وترغیبهم فی الجهاد ای المؤمنون انما یقاتلون فی دین الله -

(روح المعانی جلد ۵، ص۸۴)

وَقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ: اَلْمُقَاتلۃ فِیْ سبیل اللّٰہ ھو الجھاد لاعلاء کلمۃ اللّٰہ واعزاز الدین۔ (کشّاف جلد ۱ ص ۲۳۵)

اَلَّذِیْنَ اُحْصِرُوْا فِیْ سبیل اللّٰہ: ھم الّذین احصرھم الجھاد۔ (کشاف جلد ۱ ص ۳۱۸)

یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ جَاھِدِ الْکُفَّارَ: بالسیف۔ (کشاف جلد ۲ ص ۲۸)

مندرجہ بالا حوالہ جات کے علاوہ اور بھی کئی کتب سے حوالے دیے جاسکتے ہیں مگر طوالت کے خوف سے ان ہی پر اکتفاء کرلیتا ہوں۔ ان تمام بیان سے لفظ جہاد، جھاد فی سبیل اللّٰہ، جھاد فِی سبیل اللّٰہ فِی سبیل اللّٰہ کا معنی اور مفہوم واضح ہو جاتا ہے جس سے معلوم ہوا کہ لفظ جہاد کا عام معنی اگرچہ مشقّت اور تکلیف ہی ہے مگر اِس کا شرعی معنی خاص ہے، یعنی کافروں سے جنگ میں کوشش کرنا۔

علامہ عینی، عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں جہاد فی اللّٰہ اور جہاد فِی سَبِیْلِ اللّٰہ کا فرق واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جہاد لغوی طور پر اس کی اصل جُہْدٌ ہے اور وہ مشقّت ہی ہے اور شریعت میں کافروں کے ساتھ جنگ میں مشقّت اور کوشش کرنا ہے اور جہاد فِی اللّٰہ اعمال نفس میں مشقّت اور کوشش کرنا اور نفس کو شریعت کے راستے میں ذلیل کرنا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کتب وتفسیر واحادیث میں ہے کہ جہاں جہاد فی سبیل اللّٰہ مطلق ذکر ہو وہاں فی سبیل اللّٰہ سے وہ جہادِ اکبر ہی مراد لیتے ہیں اور جہاں دوسرے معنی مراد ہوں تو وہاں پر قید اور سیاق وسباق سے جو بھی معنی مفہوم ہو وہی مراد ہوگا۔ ہر جگہ پر عام معنی اور لفظ کو تمام محتملہ معانی پر

محمول کرنا کسی بھی کتاب سے ثابت نہیں ہے بلکہ ایسا کرنا دین وشریعت کے قواعد کے خلاف اور دین میں تحریف کرنے کے مترادف ہے۔ مثلاً رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا فرمان ہے اَلْعَیْنُ حَقٌّ لفظ عَیْن چشمِ انسان کو بھی کہتے ہیں۔ چشمِ سورج کو بھی اور جاسوس کو بھی کہتے ہیں تو گھٹنے کو بھی۔ تو کیا اب تک علماءِ حق میں سے کسی نے بھی یہ کہا ہے کہ آنکھ حق ہے۔ مفہوم کلی کے اعتبار سے یہ تمام معانی یہاں مراد ہیں لیکن اس ارشاد میں صرف یہی معنی مراد لیا گیا ہے کہ نظرِ بد کا لگنا برحق ہے اسی طرح دیگر الفاظ کے معنی بھی اپنے سیاق وسباق ہی سے مُراد لیے جاتے ہیں اور اسی مناسبت سے لفظ کی تعبیر عام لفظ وغیرہ سے کی جاتی ہے۔ تفسیر مظہری کو بار بار دیکھنے کے بعد یہ کہیں پر بھی نظر نہیں آیا کہ مذکورہ (انچاس کروڑ) ثواب نام نہاد تبلیغی جماعت کو بھی ملے گا اور نہ ہی یہ کہ تبلیغی پروگرام اعلاء کلمۃ اللّٰہ کا ایک فرد ہے۔ تفسیر مظہری نے مذکورہ بالا (ابنِ ماجہ اور ابو داؤد کی) حدیثوں میں فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہ سے مُراد عام معنی قطعاً نہیں لیا ہے یہ صرف صاحبِ رسالہ کا اُس پر جھوٹ باندھنا ہے اگرچہ مشکوٰۃ شریف کی حدیث میں اس بات کی تصریح موجود ہے کہ جو شخص طلب علم کے لیے نکلا تو وہ تادمِ واپسی فی سبیل اللّٰہ ہی شمار ہوگا لیکن آج تک کسی بھی محدّث یا شارح نے یہ نہیں کہا کہ رائے ونڈ والے نام نہاد تبلیغی بھی فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ کے زمرے میں شامل ہیں، اپنے طور پر انھیں فی سبیل اللّٰہ میں داخل وشمار کرنا خود کو شارع کا رتبہ دینا ہے، جو صریح کُفر ہے۔

تفسیر بحر المحیط جلد ۲ میں ابو حیان نے ذکر کیا ہے۔

وَقَدْ وَرَدَ الْقرآنُ بِاَنَّ الْحَسَنَۃَ یعنی قرآن شریف نیکی کے تمام اعمال

فِی جَمِیْعِ اعمالِ الْبِرِّ بِعَشَرَۃِ اَمْثَالِھَا، وَاقْتَضَتْ ھٰذِہِ الْآیَۃُ
(ای آیت ۲۶۱ البقرۃ)
اَنَّ نَفَقَۃَ الْجِھَادِ بِسَبْعِمِائَۃِ ضِعْفٍ وَمِنْ ذَالِكَ الْحَدِیْثِ الصَّحِیْحِ
(انتہیٰ)

پر دس گنا ثواب کا ارشاد فرماتا ہے اور یہ آیت مبارکہ (سورہ بقرہ کی آیت ۲۶۱) جہاد کے خرچہ پر سات سو گنا ثواب کا تقاضا کرتی ہے اور اس بارے میں صحیح حدیث بھی اسی طرح وارد ہوئی ہے

ابو حیان کی مذکورہ تحقیق نے ثابت کر دیا ہے کہ رائے ونڈ والے تبلیغی پروگرام پر مذکورہ (انچاس کروڑ کا) ثواب نہیں ملے گا اور نہ ہی یہ تبلیغی پروگرام اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے مساعی کا فرد ہے کیونکہ قرآن شریف اور صحیح حدیث سے یہ ثواب انفاق فی الجہاد کے ساتھ خاص ہے اس کے علاوہ ابنِ ماجہ کی حدیث اور قرآن میں وَاللّٰہُ یُضَاعِفُ لِمَنْ یَّشَاءُ وارد ہوا ہے اور ابوداؤد کی حدیث میں یُضَاعف علی النفقہ فی سبیل اللہِ آیا ہے اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اجر و ثواب کی زیادتی اس قدر ہے کہ جس کا علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے انسان کے علم میں زیادتی اس سے بالاتر ہے، یہی وجہ ہے کہ صاحبِ معارف القرآن یُضَاعِفُھَا کی تفسیر میں یوں رقمطراز ہیں۔

"اور آخرت میں چند در چند ثواب بڑھا کر نوازیں گے"

مزید لکھتے ہیں

"اور اللہ کی ذات تو کریم ذات ہے وہ اپنی بے پایاں رحمت سے بڑھا کر دے دیتے ہیں کہ حساب و شمار میں بھی نہیں آتا۔

(معارف القرآن جلد ۲ صـ ۴۲۰)

فصل یہ بات تو اظہر من الشمس ہے کہ تعلیم و تعلّم امر بالمعروف وَنھی عن المنکر یعنی تبلیغ اور جہاد یعنی کافروں کے ساتھ جنگ کرنا، یہ تینوں الگ الگ چیزیں ہیں یہی وجہ ہے کہ مشکوٰۃ شریف اور اسکے علاوہ دیگر کُتب حدیث میں بھی ان تینوں کے جُداگانہ ابواب وعنوانات قائم کر کے ہر ایک کے فضائل اور احکامات کو اِن ابواب و ابحاث میں ذکر کیا گیا ہے اور چونکہ مذکورہ بالا احادیث کو ابنِ ماجہ اور ابو داؤد نے کتاب الجہاد میں ذکر کیا ہے جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ ان حدیثوں میں مذکورہ ثواب صرف مجاھدین (کافروں کے ساتھ لڑنے والوں) کے ساتھ خاص ہے اس کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے

عن معاذ بن جبل ان الغزاۃ المنفقین قد خباء اللہ تعالیٰ لَھُمْ من خزائن رحمۃ ما ینقطع (؟) عنہ علم العباد۔

خرچہ کرنے والے غازیوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے خزانوں میں سے وہ کچھ مخفی و پوشیدہ کر رکھا ہے جس کا ادراک بندوں کا علم نہیں کر سکتا۔

(تفسیر مراغی)

اور خود ابن ماجہ کی حدیث میں دو ایسے قرینے بھی موجود ہیں جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ یہ ثواب غازیوں کے لیے خاص ہے اور ابن ماجہ و ابو داؤد کی حدیثوں میں لفظ فی سبیل اللہ سے مراد صرف اور صرف غزوہ اور کافروں کے ساتھ جنگ کرنا ہے اسے کسی دوسرے معنی پر محمول کرنا اور اس سے رائے ونڈ والا عمل مراد لینا حدیث میں معنوی تحریف اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ارشاد کی کھلی خلاف ورزی ہے جس

سے اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اپنی حفظ و امان میں رکھے۔

اجر و ثواب کے متعلق حدیث ابنِ ماجہ میں نکتے کی بات

مذکورہ بالا حدیث میں ایسے نکتے موجود ہیں جن سے اجر و ثواب کی واضح تعیین ہو جاتی ہے اور اس کے بعد کسی طویل بحث یا دور از کار تاویل کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ حدیث کے شروع میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد ہے کہ مَنْ اَرْسَلَ بِنَفَقَةٍ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ وَاَقَامَ فِيْ بَيْتِهٖ جس نے گھر بیٹھے ہوئے ہی اللہ تعالیٰ کی راہ میں نفقہ (روپیہ وغیرہ) بھیج دیا اور اسی ہی حدیث میں آپ کا دوسرا فرمان کہ مَنْ غَزٰى بِنَفْسِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ وَاَنْفَقَ فِيْ وَجْهِ ذٰلِكَ جس نے بنفسِ نفیس خود غزوہ میں شرکت بھی کی اور اس میں خرچہ وغیرہ بھی کیا۔ آپ کے ان دونوں ارشادات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں پر صرف اور صرف غزوہ کا ثواب مراد ہے جو غازی کے لیے ہے، اب یہ کہنا کہ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ کا مفہوم کلّی ہے یا عام ہے۔ درحقیقت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی منشاء کے خلاف کرنا اور ان کے فیصلے کا انکار کرنا ہے اور خود کو قرآن شریف کے اس ارشاد کا مصداق بنانا ہے۔

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اس حکم کی طرف جو اللہ نے نازل فرمایا ہے اور (آؤ) رسول اللہ کی طرف تو آپ منافقین کی یہ حالت دیکھیں گے کہ وہ آپ سے پہلوتہی کرتے ہیں۔ (سورہ نساء)

لیکن یہ نام نہاد تبلیغی حضرات تو رائے ونڈ والے مشن کے خلاف نہ قرآن ماننے کو تیار ہیں اور نہ ہی سنّتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور نہ ہی دیگر دلائل شرعیہ کو۔

امام نووی نے حدیث رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شرح میں فرمایا

ہے کہ:

فَاَمَّا مَنْ لَيْسَ بِاَهْلِ الْحُكْمِ فَلَا يَحِلُّ لَهُ الْحُكْمُ فَاِنْ حَكَمَ فَلَا اَجْرَ لَهُ بَلْ هُوَ اٰثِمٌ فَلَا يَنْفُذُ حُكْمُهٗ سَوَآءٌ وَافَقَ الْحَقَّ اَمْ لَا لِاَنَّ اِصَابَتَهٗ اِتِّفَاقِيَّةٌ لَيْسَتْ صَادِرَةً عَنْ اَصْلٍ شَرْعِيٍّ فَهُوَ عَاصٍ فِيْ جَمِيْعِ اَحْكَامِهٖ سَوَآءٌ وَافَقَ الصَّوَابَ اَمْ لَا۔

(شرح مسلم بحوالہ مقدمہ میزان شعرانی ص ۳۰)

جو شخص حکم (فتویٰ و فیصلہ) دینے کے اہل ہی نہیں اس کا حکم دینا بھی درست نہیں اور اگر اس نے حکم دے بھی دیا تو اس کو اس کا اجر نہیں ملے گا بلکہ وہ اس حکم کی وجہ سے گنہگار ہی ہوگا۔ اس لیے اس کا حکم بھی نافذ نہیں ہو سکتا خواہ وہ حق کے مطابق ہو یا نہ ہو کیونکہ اس کی اصابت حق محض اتفاقی ہے کسی شرعی قاعدے کے موافق نہیں ہے لہٰذا وہ اپنے تمام فیصلوں میں گنہگار ہوگا خواہ اس کا فیصلہ حق کے مطابق ہے یا نہیں۔

یہ بات تو پہلے ہی بیان ہو چکی ہے کہ رائے ونڈ والا طریقہ تینوں بہترین ادوار میں سے کسی بھی دورِ مبارک میں نہیں تھا، نہ رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام کے دورِ مسعود میں اور نہ ہی تابعین و تبع تابعین کے مبارک زمانے میں اس طرح کی گشت لگانے یا تین روزہ چکّر یا چلّہ وغیرہ کا کوئی ثبوت ہے بلکہ یہ بدعتِ سیّئہ اور حادث طریقہ ہے جسے مولانا الیاس نے ۱۹۳۰ء میں ایجاد کیا تھا، قرآن و سنّت، فقہ اور تاریخ وغیرہ سے کہیں پر بھی اس کا وجود نہیں ملتا، بلکہ خود مولانا زکریا کا بیان اور تبلیغی نصاب پر تحریر عبارت "بانی سلسلۂ تبلیغ مولانا الیاس"، دو ایسی

شہادتیں ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ طریقہ نیا ہے کوئی ابتداء اسلام کے
شروعاتی دورِ مبارک کا طریقہ نہیں ۔

معارف القرآن میں خیر القرون کا طریقہ تبلیغ یوں بیان کیا گیا ہے" ان
کو پیغام پہنچانے کا طریقہ علمِ دین کی نشر و اشاعت تھی جس کو حضرات صحابہ
و تابعین نے پوری کوشش سے انجام دیا"، اس اعتبار سے رائے ونڈ والے
طریقہ کو راہِ خدا کہنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے ۔

مفتی محمد شفیع صاحب اپنی تفسیر میں فی سبیل اللہ پر بحث کرتے
ہوئے رقمطراز ہیں کہ لفظ فی سبیل اللہ کے لفظی معنی بہت عام ہیں، جو
جو کام اللہ کی رضاجوئی کے لیے کئے جائیں وہ سب اس عام مفہوم کے
اعتبار سے فی سبیل اللہ میں داخل ہیں، جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ
وسلّم کی تفسیر و بیان اور آئمہ تفسیر کے ارشادات سے قطع نظر محض لفظی
ترجمہ کے ذریعے قرآن سمجھنا چاہتے ہیں یہاں ان کو یہ مغالطہ لگا ہے کہ لفظ
فی سبیل اللہ دیکھ کر زکوٰۃ کے مصارف میں ان کاموں کو داخل کر دیا جو کسی
حیثیت سے نیکی یا عبادت ہیں، مساجد، مدارس، شفا خانوں، مسافر خانوں
وغیرہ کی تعمیر، کنویں، پل اور سڑکیں بنانا اور ان رفاہی اداروں کے
ملازمین کی تنخواہوں اور تمام دفتری ضروریات ان سب کو انھوں نے
فی سبیل اللہ میں داخل کرنے مصرف زکوٰۃ قرار دے دیا جو سراسر غلط
اور اجماعِ اُمّت کے خلاف ہے، صحابہ کرام جنھوں نے قرآن کریم کو براہ راست
رسولِ کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلّم سے پڑھا اور سمجھا ہے اس کی اور آئمہ تابعین
کی جتنی تفسیریں اس لفظ کے متعلق منقول ہیں ان میں اس لفظ کو حجّاج اور
مجاہدین کے لیے مخصوص قرار دیا گیا ہے معلوم ہوا ہے کہ فی سبیل اللہ

کے لغوی ترجمہ سے جو ناواقف کو عوم سمجھ میں آتا ہے وہ اللہ کی مراد نہیں ہے
بلکہ مراد وہ ہے جو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلّم کے بیان اور صحابہ و تابعین
کی تصریحات سے ثابت ہے ۔

میں کہتا ہوں کہ جب فی سبیل اللہ سے عموم رسول اللہ صلی اللہ
علیہ والہٖ وسلّم کے بیان اور صحابہ و تابعین کی تصریحات سے ثابت ہے، مراد
نہیں تو حدیث رسول صلی اللہ علیہ والہٖ وسلّم سے عموم لینا کیسے صحیح ہو سکتا ہے،
حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ والہٖ وسلّم کے لغوی ترجمہ سے جو ناواقف کو عموم سمجھ
میں آیا ہے وہ رسول اللہ کی مراد نہیں بلکہ مراد وہ ہے جو صحابہ و تابعین محدثین
کی تصریحات سے ثابت ہے اور صاحب ابن ماجہ و ابو داؤد نے جس
کے بارے میں گواہی دی ہے وہ جہاد ہے یعنی غزوہ اور کافروں سے
جنگ ہی ہے ۔

تفسیر معارف القرآن میں مفتی محمد شفیع صاحب رقمطراز ہیں مسلمانوں
کی سعادت اسی میں ہے کہ ہر کام میں کتاب اللہ اور سنّت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ والہٖ وسلّم کا اتباع کرے اور جس آیت یا حدیث کی مراد میں اشتباہ
ہو اس میں اسکو اختیار کرے جس کو جمہور صحابہ کرام نے اختیار فرمایا ہو۔ اسی
مقدّس اُصول کو نظر انداز کر دینے سے اسلام میں مختلف فرقے پیدا ہو
گئے کہ تعامل صحابہ اور تفسیراتِ صحابہ کو نظر انداز کر کے اپنی طرف سے جو
جی میں آیا اس کو قرآن و سنّت کا مفہوم قرار دے دیا، یہی وہ گمراہی کے
راستے ہیں جن سے قرآنِ کریم نے بار بار روکا اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ والہٖ
وسلّم نے عمر بھر بڑی تاکید کے ساتھ منع فرمایا اور اس کے خلاف کرنے
والوں پر لعنت فرمائی ۔ (معارف القرآن جلد ۳ صد ۵۰۳ - ۵۰۴)

تو پھر اس کے باوجود بھی رائٹے ونڈ والے عمل کو خدا کا راستہ کہنا جائز ہو سکتا ہے ؟

ہجرت کی اقسام

صاحبِ معارف القرآن سفرِ ہجرت کی اقسام پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ قرطبی نے بحوالۂ ابنِ عربی لکھا ہے کہ وطن سے نکلنا اور زمین میں سفر کرنا کبھی تو کسی چیز سے بھاگنے اور بچنے کے لیے ہوتا ہے اور کبھی کسی چیز کی طلب وجستجو کے لیے، پہلی قسم کا سفر جو کسی چیز سے بھاگنے اور بچنے کے لیے ہو اس کو ہجرت کہتے ہیں اور اس کی چھ قسمیں ہیں۔

اوّل دار الکفر سے دار الاسلام کی طرف جانا یہ قسم سفر عہدِ رسالت میں بھی فرض تھی اور قیامت تک بشرطِ استطاعت وقدرت فرض ہے۔ (جب کہ دار الکفر میں اپنے جان و مال اور آبرو کا امن نہ ہو یا دینی فرائض کی ادائیگی ممکن نہ ہو) اس کے باوجود دار الحرب میں مقیم رہا تو گناہ گار ہوگا۔

دوسرا دار البدعت سے نکل جانا، ابنِ قاسم کہتے ہیں کہ میں نے امام مالک سے سُنا ہے کہ کسی مسلمان کے لیے اس مقام میں قیام کرنا حلال نہیں جس میں سلفِ صالحین پر سبّ وشتم کیا جاتا ہو، ابن عربی یہ قول نقل کر کے لکھتے ہیں کہ یہ بالکل صحیح ہے کیونکہ اگر تم کسی منکر کا ازالہ نہیں کر سکتے تو تم پر لازم ہے کہ خود وہاں سے زائل یعنی علیحدہ ہو جاؤ جیسا کہ ارشادِ ربّانی ہے۔ وَاِذَا رَاَیْتَ الَّذِیْنَ یَخُوْضُوْنَ فِیْٓ اٰیٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْھُمْ ط (معلوم ہوا کہ گذرے نیک لوگوں کو بُرا بھلا کہنے والے بدعتی ہیں۔)

تیسرا وہ سفر ہے کہ جس جگہ پر حرام کا غلبہ ہو وہاں سے نکل جانا۔ کیونکہ طلبِ حلال ہر مسلمان پر فرض ہے۔

چوتھا جسمانی اذیّتوں سے بچنے کے لیے سفر، یہ سفر جائز اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعام ہے کہ انسان جس جگہ دشمنوں سے جسمانی اذیتوں کا خطرہ محسوس کرے وہاں سے نکل جائے تاکہ اس خطرہ سے نجات ہو۔ یہ چوتھی قسم کا سفر سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کیا۔ جبکہ قوم کی ایذاؤں سے نجات حاصل کرنے کے لیے عراق سے ملک شام کی طرف روانہ ہوئے اور فرمایا اِنِّیْ مُھَاجِرٌ اِلٰی رَبِّیْ ط اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایسا ہی ایک سفر مصر سے مداین کی طرف کیا۔ فَخَرَجَ مِنْھَا خَآئِفًا یَّتَرَقَّبُ ط۔

پانچواں سفر آب وہوا کی خرابی اور امراض کے خطرہ سے بچنے کے لیے ہے۔ شریعتِ اسلام نے اس کی بھی اجازت دی ہے جیسا کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے کچھ چرواہوں کو مدینہ سے باہر جنگل میں قیام کرنے کا ارشاد فرمایا کیونکہ شہری آب وہوا ان کو موافق نہ تھی، اسی لیے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم بھیجا تھا کہ دار الخلافہ اُردن سے منتقل کر کے کسی سطح مرتفع پرلے جائیں جہاں آب وہوا خراب نہ ہو، لیکن یہ اس وقت میں ہے جب کسی مقام پر طاعون یا وبائی امراض پھیلے ہوئے نہ ہوں۔

چھٹا سفر اپنے مال کی حفاظت کے لیے ہے۔ جب کوئی شخص کسی مقام میں چوروں ڈاکوؤں کا خطرہ محسوس کرے تو وہاں سے منتقل ہو جائے شریعتِ اسلام نے اس کی بھی اجازت دی ہے کیونکہ مسلمان

کے مال کا بھی ایسا ہی احترام ہے جیسا اس کی جان کا ہے۔

یہ چھ اقسام تو ترکِ وطن کی ہیں جو کہ کسی چیز سے بھاگنے اور بچنے کے لیے کیا گیا ہو اور جو سفر کسی چیز کی طلب وجستجو کے لیے کیا جائے اس کی نو قسمیں ہیں۔

(۱) **سفرِ عبرت** یعنی دنیا کی سیر و سیاحت اس لیے کرنا کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوقات اور قدرت کاملہ کا اور اقوام سابقہ کا مشاہدہ کرکے عبرت حاصل کرے، قرآن نے ایسے سفر کی ترغیب دی ہے۔ اَوَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا کَیْفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ ط

(۲) **سفرِ حج** اس کا چند شرائط کے ساتھ فرضِ اسلامی ہونا سب کو معلوم ہے۔

(۳) **سفرِ جہاد** (یعنی غزوہ کا سفر) اس کا فرض یا واجب یا مستحب ہونا بھی سب مسلمانوں کو معلوم ہے۔

(۴) **سفرِ معاش** جب کسی شخص کو اپنے وطن میں ضرورت کے مطابق معاشی سامان حاصل نہ ہو سکے تو اس پر لازم ہے کہ یہاں سے سفر کرکے دوسری جگہ تلاشِ روزگار کرے۔

(۵) **سفرِ تجارت** یعنی قدرِ ضرورت سے زائد مال حاصل کرنے کے لیے سفر کرنا، یہ بھی شرعاً جائز ہے حق تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ لَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّکُمْ ط ابتغاءِ فضل سے مراد اس آیت میں، تجارت ہے۔

(۶) **طلبِ علم کے سفر** اس کا بقدرِ ضرورتِ دین فرضِ عین ہونا اور زائد از ضرورت کا فرضِ کفایہ ہونا معلوم و معروف ہے۔

(۷) **سفرِ زیارت** کسی مقام کو مقدس اور متبرک سمجھ کر اس کی طرف سفر کرنا۔

(۸) **اسلامی سرحدوں کی حفاظت کے لیے سفر** جس کو رباط کہا جاتا ہے احادیث کثیرہ میں اس کی بڑی فضیلت مذکور ہے۔

(۹) **عزیزوں اور دوستوں سے ملاقات کے لیے سفر** حدیث میں اس کو بھی باعثِ اجر و ثواب قرار دیا ہے۔

[تفسیر قرطبی ج ۵ ص ۳۴۹ تا ۳۵۱
معارف القرآن جلد ۵ ص ۳۲۹ تا ۳۳۱ سورۃ نساء]

نظرِ انصاف

قارئین محترم! اگر آپ انصاف کو مدِ نظر رکھ کر مندرجہ بالا اقسامِ سفر کو بار بار غور سے ملاحظہ فرمائیں تو تبلیغ کے نام سے کیا جانے والا رائے ونڈ کا سفر اور نقل و حرکت ان اقسام میں سے کسی بھی قسم میں داخل و شامل نہیں جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ رائے ونڈ مارکہ طریقۂ تبلیغ کا سفر دراصل سفرِ معصیت اور بدعت و ناجائز سفر ہے اس کو اللہ تعالیٰ کا راستہ کہنا قطعاً صحیح نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ حکیم الامت اشرف علی تھانوی اپنی شہرہ آفاق تفسیر بیان القرآن ص ۱۲۸ پر لکھتے ہیں کہ:

"علم کے شرط ہونے سے معلوم ہو گیا ہو گا کہ آج کل جو اکثر جاہل یا کالجاہل وعظ کہتے پھرتے ہیں اور بے دھڑک روایات و احکام بلا تحقیق بیان کرتے ہیں سخت گنہگار ہوتے ہیں اور سامعین کو بھی ان کا وعظ

سننا جائز نہیں"۔

مفتی محمد شفیع صاحب نے بھی اس کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

"اگر کوئی شخص بلا تحقیق محض اپنے خیال سے کسی کو عالم و مقتدیٰ قرار دے کر اس کے قول پر عمل کرے اور وہ فی الواقع اس کا اہل نہیں تو اس کا وبال تنہا اس مفتی اور عالم پر نہیں ہے بلکہ یہ شخص بھی برابر کا مجرم ہے جس نے تحقیق کیے بغیر اپنے ایمان کی باگ ڈور کسی ایسے شخص کے حوالہ کر دی۔ ایسے لوگوں کے بارے میں یہ ارشادِ قرآنی ہے۔ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ! یعنی یہ لوگ جھوٹی باتیں سننے کے عادی ہیں اپنے مقتداؤں کے علم و عمل اور امانت و دیانت کی تحقیق کیے بغیر ان کے پیچھے لگے ہوئے ہیں اور ان سے موضوع اور غلط روایات سننے اور ماننے کے عادی ہو گئے ہیں"۔ (معارف القرآن جلد ۳ ص ۱۴۹)

مندرجہ بالا تحقیق سے ثابت ہوا کہ رائے ونڈ والا طریقہ اور عمل اللہ تعالیٰ کی راہ نہیں اور ابنِ ماجہ اور ابو داؤد کی حدیثوں کا اُسے مصداق گردانا تحریف فی الدین ہی ہے اللہ تعالیٰ ہمیں تحریف فی الدین اور محرّفین کے اتباع سے مامون و محفوظ رکھے۔ (آمین)

اہلِ رائے ونڈ کی علمی خیانت

آخر میں ہم رائے ونڈ والے حضرات کے اس قول پر بھی نظر کر لیں جس میں وہ اس راستے میں (رائے ونڈ کے طریقۂ تبلیغ کے لیے) نکلنے کو جہادِ اکبر کہہ کر سادہ لوح مسلمانوں کو خوب ورغلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ایک غزوہ (کافروں کے ساتھ جنگ) سے واپسی پر فرمایا تھا رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ ہم جہادِ اکبر کی طرف واپس ہو رہے ہیں۔ اس لیے اس راہ (رائے ونڈ کی تبلیغ) میں نکلنا جہادِ اکبر ہے۔

اب سوچنا یہ ہے کہ اہلِ رائے ونڈ کا اپنے اس جہادِ اکبر کے لیے مذکورہ حدیث کو بطورِ دلیل پیش کرنا درست بھی ہے یا ان لوگوں کی طرف سے حدیث میں معنوی تحریف ہے؟

درحقیقت بقولِ تفسیر بحرِ محیط جلد ۳ مصنف محی امام ابی محمد الحسین الفراء البغوی متوفّٰی ۵۱۶ھ حضور پاک صلی اللہ علیہ والہٖ وسلّم نے یہ ارشاد غزوۂ تبوک سے مدینے کی طرف واپس تشریف لاتے وقت فرمایا تھا اور حدیث شریف میں لفظ رَجَعْنَا ہے جس کا مادہ ہے رجوع اور رجوع کے معنی ہیں واپس ہونا، مڑنا، لوٹنا۔

(فیروز اللغات)

جس کا مطلب ہے کسی کام وغیرہ سے فارغ ہو کر واپس ہونا

لوٹنا جبکہ اہلِ رائے ونڈ کا مدعیٰ ہوتا ہے تبلیغ وغیرہ کے لیے نئے سرے سے جانا اس کے لیے گھر سے تیار ہو کر نکلنا وغیرہ۔

اب لفظ رجوع "نکلنا" یا "جانا" مراد لینا حدیث کے معنی میں کھلی تحریف نہیں ہے تو اور کیا ہے؟ کیا ایسا کرنے والے ان آیاتِ مبارکہ کا مصداق نہیں؟ وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰی مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَی الرَّسُوْلِ رَاَیْتَ الْمُنٰفِقِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ؕ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اس حکم کی طرف جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے اور آؤ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف (کہ آپ اس حکم کے موافق فیصلہ فرمائیں) تو آپ (اس وقت منافقین کی یہ حالت دیکھیں گے کہ آپ (کے پاس آنے) سے پہلوتہی کرتے ہیں۔ (معارف القرآن جلد ۲ صہ ۴۵۵)

فَلَا وَرَبِّكَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَكِّمُوْكَ الخ پھر قسم ہے آپ کے رب کی یہ لوگ (جو صرف زبانی ایمان ظاہر کرتے پھرتے ہیں عند اللہ) ایماندار نہ ہوں گے۔ الخ اور اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّیْنِ مَا لَمْ یَاْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ ؕ

آپ حضرات خود ہی فیصلہ فرمائیں کہ کیا ایسی کھلی مخالفتِ رسول اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تبلیغِ دین کہا جا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا

١٤٠١

اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو گن نہ سکو (القرآن)

جہادِ اکبر کی حقیقت اور فضیلت

صاحبِ تفسیر مظہری نے ذکر کیا ہے۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا عَمِلَ آدَمِیٌّ اَنْجٰی مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ ذِکْرِ اللّٰهِ اِلٰی اَنْ قَالَ قُلْنَا اَلْمُرَادُ بِالذِّکْرِ فِیْ هٰذَا الْحَدِیْثِ الْحُضُوْرُ الدَّائِمِیُّ الَّذِیْ لَا فُتُوْرَ فِیْهِ لَا الصَّلٰوۃُ وَالصَّوْمُ الَّذِیْنِ هُمَا حَظُّ الزُّهَّادِ وَهُوَ الْمُرَادُ مِنَ الْجِهَادِ الْاَکْبَرِ فِیْمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَقَدْ رَجَعَ مِنَ الْغَزْوِ رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ مُشْتَغِلًا بِالْجِهَادِ الْاَکْبَرِ قُلْنَا نَعَمْ کَانَ مُشْتَغِلًا بِذَالِكَ لٰکِنِ الْحَالُ تَتَفَاوَتُ بِمَزِیْدِ الْاِهْتِمَامِ۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ - (تفسیر مظہری پ ۲ صہ ۲۵۸)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے ذکر سے بڑھ کر انسان کو اللہ کے عذاب سے زیادہ نجات دلانے والا کوئی اور عمل نہیں ہے۔ آگے فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں ذکر سے مراد دائمی حضور ہے جس میں کوئی نقص وغیرہ نہ ہو، نماز اور روزہ مراد نہیں ہے جو کہ زاہدوں کا حصہ ہے۔ غزوہ سے واپسی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فرمان رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَی الْجِهَادِ الْاَکْبَرِ سے بھی یہی مراد ہے اور اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جہادِ اصغر میں ہوتے ہوئے جہادِ اکبر میں مشغول نہ تھے ہم کہتے ہیں کہ ہاں اسمیں مشغول تھے لیکن مزید اہتمام کے

بدولت حال تبدیل ہو جاتا ہے۔

یہی علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی تفسیر مظہری پ ۱۷ ص ۳۵۲ پر حَقَّ جِهَادِهٖ کی تفسیر میں لکھتے ہیں قَالَ عبد اللہ بن مبارک هُوَ مُجَاهَدَةُ النَّفْسِ وَالْهَوٰى وَهُوَ جِهَادُ الْاَكْبَرُ وَهُوَ الْجِهَادُ قَالَ بغوی وَقَدْ رُوِيَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَمَّا رَجَعَ مِنْ غَزْوَةِ تبوك قَالَ رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ قَالَ البغوی اَرَادَ بِالْجِهَادِ الْاَصْغَرِ الْجِهَادُ مَعَ الْكُفَّارِ وَبِالْجِهَادِ الْاَكْبَرِ الْجِهَادُ مَعَ النَّفْسِ وَاَخْرَجَ البيهقي فِي الزُّهْدِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَدِمَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ قَوْمٌ غُزَاةٌ فَقَالَ قَدِمْتُمْ خَيْرَ مَقْدَمٍ مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ قِيْلَ وَمَا الْجِهَادُ الْاَكْبَرُ؟ قَالَ مُجَاهَدَةُ الْعَبْدِ لِهَوَاهُ قَالَ البيهقي هٰذَا اسنادٌ فِيْهِ ضُعْفٌ مزید آگے ص ۳۵۴ پر لکھتے ہیں:

فائدہ قَوْلُهٗ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قدمتم خیر مقدمٍ من الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ يُفِيْدُ اَنَّ الْجِهَادَ الْاَكْبَرَ يَعْنِي الْمُجَاهَدَ مَعَ النفس اِنَّمَا يتاتى المريد بِمُصَاحَبَةِ الشيخ الكاملِ المكمل فَاِنَّهُمْ لَمَّا قدموا على النبي صلى اللّٰهُ عليهِ وسلم بَعْدَ المحاربة مع الْكُفَّارِ اِكْتَسَبُوْا بِبَرَكَةِ صُحْبَتِهٖ وَانْعِكَاسِ اَشِعَّةِ انوارِهٖ صَفَاءً فِي الْقَلْبِ وَفَنَاءً في النفس وقولهٗ رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ الضَّمِيْرُ للمتكلم مَعَ الْغَيْرِ وَالْمُرَادُ مِنْهُ اسنادُ الرُّجُوْعِ اِلٰى مَنْ مَّعَهٗ مِنَ الصَّحَابَةِ فَاِنَّهُمْ كَانُوْا فِي حَالَةِ الْجِهَادِ مَشْغُوْلِيْنَ بِمُحَارَبَةِ الْكُفَّارِ ثُمَّ

اِذَا صَارُوْا فِي الْمَدِيْنَةِ مُقِيْمِيْنَ مَعَ النَّبِيِّ لَمْ يَكُنْ حِيْنَئِذٍ اِلَّا الْاِقْتِبَاسُ لِاَنْوَارِهٖ وَالْاِقْتِفَاءُ بِمَعَالِمِ اٰثَارِهٖ وَاَخْذُ الْعُلُوْمِ الظَّاهِرَةِ وَالْبَاطِنَةِ مِنْ جَنَابِهٖ صلى اللّٰهُ عليه وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ۔

عبد اللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ نفس اور خواہشات کے خلاف مجاہدہ کرنا ہی اس کی راہ میں جہاد کا حق ادا کرنا ہے اور یہی جہادِ اکبر ہے۔

امام بغوی کہتے ہیں روایت ہے کہ حضور نبی مکرم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم غزوہ تبوک سے واپس ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ ہم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف واپس ہوئیں۔

امام بغوی کا کہنا ہے کہ یہاں جہادِ اصغر سے مراد کفار سے اور جہادِ اکبر سے مُراد نفس سے جہاد کرنا ہے۔

امام بیہقی نے کتاب الزہد میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ ایک مرتبہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس غازیوں کا ایک گروہ آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا تم لوگ جہادِ اصغر سے جہادِ اکبر کی طرف کیا ہی خوب آئے ہو (یعنی آپ کا آنا آپ کو مبارک ہو)۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پوچھا گیا کہ جہادِ اکبر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا بندہ کا اپنی خواہشات کے خلاف جہاد کرنا۔

قاضی ثناء اللہ صاحب "فائدہ" کا عنوان دے کر مزید لکھتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اس بیان قَدِمْتُمْ خَيْرَ مَقْدَمٍ مِنَ

الجہادِ الاصغرِ الی الجہادِ الاکبرِ سے یہ معلوم ہوا کہ جہادِ اکبر یعنی نفس سے مجاہدہ کرنا مرید کو کامل و مکمل شیخ کی مصاحبت سے حاصل ہوتا ہے اس لیے کہ وہ لوگ بھی جب کفّار کے ساتھ جنگ کے بعد حضور پاک صلّی اللہ علیہ والہٖ وسلّم کی بارگاہ میں حاضر ہوتے تھے تو وہ آپؐ کی صحبت کی برکت اور آپ کی ضیا پاشیوں کی تجلیات سے قلب میں صفائی اور فنا فی النفس کا مقام حاصل کرتے تھے۔ آپ صلّی اللہ علیہ والہٖ وسلّم کے فرمان رَجَعْنَا مِنَ الْجِہَادِ الْاَصْغَرِ الخ میں "نا" ضمیر متکلم مع الغیر ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ رجوع کی اسناد صحابہ کرام میں سے آپ کے ساتھیوں کی طرف ہے اس لیے کہ وہ لوگ حالتِ جہاد میں تو کفّار کے ساتھ لڑائی میں مشغول ہوتے تھے اور جب وہ مدینہ شریف میں آپؐ کے ساتھ ہوتے تھے تو اس وقت آپ صلّی اللہ علیہ والہٖ وسلّم کے انوار و تجلّیات سے اقتباس اور آپ کے آثار سے اکتسابِ فیض اور آپؐ کی بارگاہِ اقدس سے ظاہری و باطنی علوم کے حصول کے علاوہ ان کا کوئی اور کام ہوتا ہی نہیں تھا۔

دوسرے مقام پر علّامہ مظہری فَاِذَا فَرَغْتَ مِنْ جِہَادِ عُدُوِّكَ فَانْصَبْ کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ:-

قَالَ الحسنُ وَزَیدُ بن مسلم اذا فَرَغْتَ مِنَ جِہَادِ عُدُوِّكَ فَانْصَبْ فِی عِبَادَةِ رَبِّكَ وَھٰذا معنی قولہٖ صلّی اللہ علیہ وسلم رَجعنا من الجِہَادِ الْاَصْغَرِ اِلَی الجہادِ الْاَکْبَرِ۔ (تفسیر مظہری پ ۳۰ ص۲۹۴)

حسن اور زید بن اسلم نے کہا ہے کہ جب آپ اپنے دشمنوں کی لڑائی سے فارغ ہو جائیں تو اپنے رب کی عبادت میں محنت و مشقت برداشت کر اور نبی پاک کے اس فرمان رَجَعْنَا مِنَ الْجِہَادِ الْاَصْغَرِ اِلَی الْجِہَادِ الْاَکْبَرِ

کا بھی یہی معنی ہے۔

تفسیر کبیر میں ہے کہ نبی پاکؐ نے جو یہ فرمایا ہے کہ ہم جہادِ اصغر سے جہادِ اکبر کی طرف لوٹ رہے ہیں تو اس جہاد (جہاد اکبر) کا حاصل مطلب دل کو غیر اللہ کی طرف مائل ہونے کی بجائے اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت و طاعت میں مستغرق کرنا ہے۔ (تفسیر کبیر جلد ۲ ص۲۹۷)

نیز تفسیر بحر محیط میں ہے کہ جہاد دو قسم کا ہوتا ہے جہادِ اصغر اور جہادِ اکبر پس جہاد اصغر تو کافروں سے مقابلہ کرنا ہے اور جہادِ اکبر نفس کے خلاف لڑنا ہے اور اس کی دلیل نبی پاک صلی اللہ علیہ والہٖ وسلّم کا یہ فرمان ہے۔ رَجعنا من الجہادِ الاصغر اِلَی الجہادِ الاکبر اور نفس کے خلاف جہاد کرنا اس لیے جہادِ اکبر ہے کہ جس نے اپنے نفس کے خلاف جہاد کیا تو گویا اس نے دنیا کے خلاف جہاد کیا اور جو بھی شخص دنیا میں غالب آئے گا۔ اس کے لیے دشمنوں کے ساتھ مجاہدہ کرنا آسان ہو جائے گا۔

(تفسیر بحر محیط جلد ۳ ص۳۳۲)

حضرت ملّا علی قاری فرماتے ہیں۔ وفضل الجہادِ عظیمٌ وکَیفَ وَحَاصلُہٗ بزل اَعِزِّ المحبوب وَاِدخالُ اَعْظَمِ المشقاتِ علیہ وَھُوَ نفس الْاِنسان اِبْتِغَاءَ مَرْضَاةِ اللہِ وتَقَرُّبًا بِذَالِكَ الیہ تعالی وَاَشَقُّ مِنْہُ قصر النفسِ علی الطاعاتِ فی النشاطِ وَدافعُ الکس علی الدوم ومجانبۃُ اَھْوِیَتِھَا وَلِذا قال علیہ السلام وَقَدْ رَجَعَ مِنْ غزاۃٍ رَجَعْنَا مِنَ الجہادِ الاصغر اِلَی الجہادِ الاکبر وَیَدُلُّ علی ھذا اَنَّہٗ علیہ السَّلَامُ اَخَّرَہٗ فی الفضیلۃِ عن الصَّلوٰۃ عَلٰی وَقْتِھَا۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۷ ص۲۶۴ مکتبہ امدادیہ ملتان)

جہاد کی فضیلت بہت بڑی ہے اور کیونکر نہ ہو؟ اس لیے کہ جہاد کا اصل حاصل تو نفسِ انسان کا اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی اور اس کے قرب حاصل کرنے کے لیے محبوب ترین اشیاء کو خرچ کرنا اور سخت مشکلات و مشقتوں کو جھیلنا ہے اور اس سے بھی زیادہ مشکل یہ کہ نفس کو حالتِ خوشی میں اس کی عبادت پر پابند کرنا اور خود سے سستی و کاہلی کو ہمیشہ دور کرنا اور نفسانی خواہشات سے بچانا ہے یہی وجہ ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایک غزوہ سے واپس ہوتے وقت فرمایا تھا رجعنا من الجہاد الاصغر الی الجہاد الاکبر اور اس کی دلیل یہ ہے کہ آپؐ نے اِسے فضیلت کے اعتبار سے وقت پر نماز پڑھنے سے مؤخر فرمایا ہے۔

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی لامع الدراری علیٰ جامع البخاری جلد ۲ صـ۴۷ پر لکھتے ہیں اَلْجِهَادُ بِحَسْبِ الْاِصْطِلَاحِ قِتَالُ الْكُفَّارِ لِتَقْوِيَةِ الدِّيْنِ۔

یعنی اصطلاح میں جہاد، دین کی تقویت کی خاطر کافروں کے ساتھ قتال کرنے کو کہا جاتا ہے۔

مزید لکھتے ہیں کہ وَفِي اَوْجَز قَالَ رَاغِبُ اَلْجِهَادُ وَالْمُجَاهَدَةُ اِسْتِفْرَاغُ الْوُسْعِ فِي مُدَافَعَةِ الْعَدُوِّ وَالْجِهَادُ ثَلٰثَةُ اَضْرُبٍ مُجَاهَدَةُ الْعَدُوِّ الظَّاهِرِ وَالشَّيْطٰنِ وَالنَّفْسِ وَقَدْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ الْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهٗ كَذَا فِي المشكوة بروايت شعب البيهقي، وَقَالَ ابن العربي فِي الْعَارِضَةِ هٰذَا مَذْهَبُ الصُّوفِيَّةِ اَنَّ الْجِهَادَ الْاَكْبَرَ جِهَادُ الْعَدُوِّ الدَّاخِلِ وَهُوَ النَّفْسُ قَالُوا وَهُوَ الْمُرَادُ بِقَوْلِهٖ

تَعَالٰى وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَلَيْسَ الْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ الْعَدُوَّ الْمُبَايِنَ وَاِنَّمَا الْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ الْعَدُوَّ الْمُخَالِطَ وَلِذَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَقَدْ رَجَعَ مِنْ غَزَاةٍ رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ۔ اه مُخْتَصَرًا وَهٰذَا حَدِيْثٌ مَعْرُوْفٌ عِنْدَ الصُّوفِيَّةِ ذَكَرَ الغزالي فِي عِدَّةِ مَوَاضِعَ مِنَ الْاِحْيَاءِ۔

مولانا محمد زکریاؒ نے اوجز المسالک میں نقل کیا ہے کہ امام راغب نے فرمایا ہے کہ دشمن کے دفاع میں تمام تر کوشش کرنا جہاد اور مجاہدہ ہے اور جہاد کی تین قسمیں ہیں

(۱) ظاہری دشمن سے جہاد۔

(۲) شیطان سے جہاد

(۳) نفس سے جہاد

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مجاہد تو وہ ہے جو نفس کے خلاف جہاد کرتا ہے۔

شعب بیہقی کی روایت سے مشکوٰۃ شریف میں بھی اسی طرح ہی ہے۔

ابن عربی نے العارضہ میں فرمایا کہ صوفیاء کے مذہب کے مطابق داخلی دشمن یعنی نفس کے خلاف جہاد کرنا جہادِ اکبر ہے اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا سے بھی یہی مراد ہے، وہ شخص مجاہد نہیں جو خارجی دشمن سے جہاد کرتا ہے۔ مجاہد تو وہ شخص ہے جو مخلوط (اندرونی نفسانی) دشمن سے جہاد کرتا ہے اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے غزوہ سے واپس ہوتے وقت فرمایا تھا۔ رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ یہ حدیث

صوفیاء کرام کے نزدیک بہت ہی معروف حدیث ہے، امام غزالی نے بھی اِسے احیاء العلوم میں متعدد مقامات پر ذکر کیا ہے۔

مندرجہ بالا سطور میں مفسرین اور محدثین کی اس تحقیق سے یہ ثابت ہوا کہ اپنے گھر اور گاؤں میں رہتے ہوئے کامل علماء دین کی صحبت سے اکتسابِ فیض اور علم وعرفان حاصل کرکے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں دل وجان سے مستغرق و مشغول رہنا اور اس پر مداومت کرنا ہی جہادِ اکبر ہے نہ کہ عبادت کے نام پر گھر بار چھوڑ چھاڑ کر در در کی خاک چھانتے رہنا۔ (اس لیے بھی کہ ایسا کرنے سے نفس اور اہلِ خانہ کے حقوق کی پامالی بھی ہوتی ہے اور کوئی بھی شخص حقوق العباد کو پامال کرکے جہاد کا ثواب کبھی بھی حاصل نہیں کرسکتا۔) نصرانیت کے نزدیک تو ایسا کرنا عبادت ہوسکتی ہے لیکن اسلام نے اِسے رہبانیت قرار دیکر منع فرمایا ہے ملاحظہ ہو

تفسیر معارف القرآن جلد ۴ صفحہ ۴۶۹۔

تفسیر مراغی جلد ۷، صفحہ ۲۴

اور تفسیر جمل صفحہ ۳۸۲ پر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں مجاہدہ کرنا ہی جہادِ اکبر ہے۔

روح المعانی جلد ۲۱ صفحہ ۲۶ پر ہے کہ نفس کے ساتھ جہاد کرنا ہی جہادِ اکبر ہے۔

اس کے برعکس تفسیر وحدیث کے علماء میں سے کسی نے بھی یہ نہیں کہا کہ تبلیغ کے نام پر اہل وعیال کو چھوڑ کر ان کے معاشی ومعاشرتی حقوق سے صرفِ نظر کرکے نکل کھڑا ہونا جہاد اکبر ہے۔ وَمَن ادعیٰ فعلیہ البیان۔

اس لیے رائے ونڈ والے طریقۂ تبلیغ کی خاطر نکلنے کو جہاد اکبر

کرنے کے لیے مذکورہ حدیث کو دلیل بنانا قطعی بے علمی، واضح گمراہی ہے اور معاذ اللہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف کھلی جنگ اور خود کو شارع بنانے کے مترادف ہے محض اچھے نام رکھنے سے گناہ اور بُرا کام کبھی بھی اچھے اور عبادت نہیں بن سکتے بلکہ یہ دین کے نام پر قرآن اور سنّت کے ساتھ استہزاء ہے۔

قرآن وسنّت میں اپنی رائے داخل کرنا حرام ہے

سورۂ نساء کی آیت ۱۴۰ اور سورۂ انعام کی آیت ۶۸ کے تحت مفتی محمد شفیع تفسیر معارف القرآن جلد ۲ میں رقمطراز ہیں کہ ان آیتوں میں یہ بتلایا گیا ہے کہ ہم نے تو اصلاح انسانی کے لیے پہلے ہی یہ حکم بھیج دیا تھا کہ کفار وفجار کی مجلس میں مت بیٹھو اور تعجب ہے کہ یہ غافل لوگ اس سے بھی آگے بڑھ گئے کہ ان سے دوستی کرنے لگے اور ان کو عزت وقوت کا مالک سمجھنے لگے، ان دونوں آیتوں کا مفہوم مشترک یہ ہے کہ اگر کسی مجلس میں کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار یا ان پر استہزاء کررہے ہوں تو جب تک وہ اس بیہودہ شغل میں لگے رہیں ان کی مجلس میں بیٹھنا اور شرکت کرنا ہی حرام ہے پھر سورۂ انعام کی آیت کے الفاظ میں تعمیم اور مزید تفصیل ہے، اس میں آیاتِ الٰہیہ میں جھگڑا کرنا مذکور ہے جس میں کفر واستہزاء بھی داخل ہے اور آیت کی تحریفِ معنوی، یعنی آیاتِ قرآنی کے ایسے معنی نکالنا جو رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور صحابہ کرام کی تفسیر کے خلاف یا اجماعِ اُمّت کے خلاف ہوں۔ یہ بھی اسی میں داخل ہیں اسی لیے حضرت عبداللہ بن عباس سے بروایت ضحاک منقول ہے کہ اس آیت کے مفہوم میں وہ لوگ بھی داخل ہیں جو قرآن کی تفسیر غلط یا اس میں تحریف کرنے والے یا بدعات نکالنے والے ہیں' اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص قرآن کریم کے درس یا تفسیر میں تفسیر سلفِ صالحین کا پابند نہیں بلکہ ان کے خلاف معانی بیان کرتا ہے اس کے درس و تفسیر میں شرکت بنصِ قرآنی ناجائز اور بجائے ثواب کے گناہ ہے۔

تفسیر بحر محیط میں ابو حیان نے فرمایا کہ ان آیات سے معلوم ہوا کہ جس بات کا زبان سے کہنا گناہ ہے اسے کانوں سے با اختیار خود سننا بھی گناہ ہے۔ (معارف القرآن جلد ۲ صـ ۵۸۴)

حضرت مولانا شمس الحق افغانی نے عُلُومِ قرآن میں ذکر کیا ہے کہ ہر وہ تفسیر جو صحابہ و تابعین کی تفسیر کے خلاف ہوا اس کا مفسر غلطی کا مرتکب اور بدعتی ہے۔ (صـ ۹۴)

مزید لکھتے ہیں کہ قرآن کی ان تحریفات سے بڑھ کر اسلام اور مسلمانوں کے لیے کوئی اور مصیبت نہیں۔ (صـ ۹۶)

اسی طرح احادیثِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں تشریحِ سلف سے انحراف کرنا بھی ناجائز اور ممنوع ہے قرآن کریم کی طرح احادیث میں تحریف معنوی کرنا بھی حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے اپنی پناہ میں رکھے (آمین)

حرفِ آخر

جب مذکورہ بالا تحقیقات سے یہ بات واضح ہو چکی کہ رائے ونڈ کا طریقۂ تبلیغ میں قرآن پاک اور احادیثِ نبوی میں معنوی تحریف کی جا رہی ہے کیونکہ یہ طریقۂ تبلیغ تو بالکل نیا اور حال ہی میں چودھویں صدی ہجری میں پیدا کردہ ایک بدعت ہے اور بدعات کی مذمت بکثرت احادیث سے ثابت ہے اس لیے ہر مسلمان کو اس سے دامن بچانا بہت ہی ضروری ولازمی ہے۔

اور پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ (اگر اسے بدعتِ حسنہ بھی مان لیا جائے تو بھی) موجودہ طریقۂ تبلیغ رائے ونڈ مولوی الیاس کے طریقہ ومذہب کے مطابق نہیں رہا بلکہ ان کی وفات کے بعد ان کے فرزندِ "ارجمند" مولوی یوسف صاحب نے اپنی وہابیت کا اعلان کر کے اُسے خالص وہابی تحریک میں تبدیل کر دیا ہے۔ ان کا اعترافِ وہابیت "سوانح حضرت مولانا محمد یوسف امیر تبلیغی جماعت پاک وہند"، مطبوعہ ناشران قرآن لمیٹڈ اردو بازار لاہور صـ ۱۹۱ پر بایں الفاظ موجود ہے۔

"اور ہم خود اپنے بارے میں بھی صفائی سے عرض کرتے ہیں کہ ہم بڑے سخت وہابی ہیں"

اور اسی کتاب کے صـ ۱۹۳ پر "میں خود تم سے بڑا وہابی ہوں" کی شہادت موجود ہے اور بعد میں تو اس تحریک میں جہمیت، جبریت

مرجیت اور اعتزال کے عقائد نے جگہ پکڑ کر اس تحریک کو عظیم فتنہ کا ایسا روپ دے دیا کہ اس کے مقابلے میں قرآنی تعلیمات اور نہ ہی احادیث رسول کو دین سمجھا جاتا ہے بلکہ دین کو توان کے چھ نمبروں میں محدود کر کے من گھڑت اور بے بنیاد واقعات وامثال سے تعبیر کرنے لگے اور یوں اسے بالکل ہی اہلِ بدعت کی تحریک بنا دیا ہے اور مولوی الیاس کا وہ خدشہ حرف بحرف پورا ثابت ہوا جو انھیں اس تحریک کی چلت پھرت کی وجہ سے نظر آرہا تھا' چنانچہ انھوں نے فرمایا تھا کہ

"آپ لوگوں کی یہ ساری چلت پھرت اور ساری جد وجہد بے کار ہوگی اگر اس کے ساتھ علم دین اور ذکر اللہ کا پورا اہتمام آپ نے نہیں کیا بلکہ سخت خطرہ اور قوی اندیشہ ہے کہ اگر ان دو چیزوں کی طرف سے تغافل برتا گیا تو یہ جد وجہد مبادا فتنہ اور ضلالت کا ایک نیا دروازہ نہ بن جائے۔"

(ملفوظاتِ مولانا الیاس ص ۳۸)

حضرت مولانا سید شمس الحق افغانی نے علوم القرآن ص ۱۸۰ پر مسئلہ خاتم النبیین پر بحث کرتے ہوئے کیا خوب کہا ہے کہ "مرتد سازی کا تبلیغِ اسلام نام رکھ کر اس فیکٹری کی آمدنی میں کیا خوب اضافہ کیا گیا۔"

مولانا عبد الماجد تفسیر ماجدی میں آیت مبارکہ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ کے تحت فرماتے ہیں "یعنی اس نیک عمل پر ثواب وجزا جو بندہ اپنے ارادہ اختیار سے کرے۔ اور اس عملِ بد پر عذاب وسزا جو بندہ اپنے ارادہ واختیار سے کرے، یہ رد ہے ہندی و بدمت کے عقیدہ "کرم" کا یعنی انسان جو بھی کرے گا وہ لازمی نتیجہ ہوگا پچھلے جنم میں اس کے افعال واعمال

کا، گویا اس قالب میں انسان اپنے ارادہ واختیار سے کچھ بھی نہیں کر سکتا، یہ جبریت کی انتہائی شکل ہے اور تناسخ اور عقیدۂ جبریت لازم وملزوم ہیں، قرآن کریم نے اس فاسد عقیدہ پر ضرب کاری لگائی اور بتایا کہ نیکی اور بدی کی راہیں تو انسان کے اپنے اختیار کی چیزیں ہیں اور یہیں سے انصاریٰ کے عقیدہ کفارہ کا بھی رد نکل آیا جس کا ماحصل یہ ہے کہ انسان کو اب عملِ صالح کی ضرورت ہی نہیں الخ

(جلد ۱، ص ۱۲۰)

اسی طرح علامہ سید سلیمان ندوی مصنف سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلد ۴ میں مسئلہ جبر وقدر پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "اسی تقدیر الٰہی اور عملِ انسانی باہم مل کر انسانوں کی عملی تاریخ تیار کرتے ہیں عموماً لوگ اسی موقع پر جبر وقدر کے مسئلہ کو چھیڑتے ہیں یعنی یہ انسان اپنے عمل میں مجبور ہیں یا مختار؟

مزید لکھتے ہیں کہ "جس طرح اہلِ مذہب ارادۂ الٰہی اور ارادہ انسانی کی باہمی تطبیق میں حیران ہیں اسی طرح فلسفۂ الٰہیات کے معلّم علمِ الٰہی اور انسان کی عملی آزادی کے درمیان جو تصادم ہے اس کو بمشکل بچا سکتے ہیں۔"

آگے چل کر علامہ صاحب لکھتے ہیں "چنانچہ یہی چیز ہندو مذاہب میں تناسخ، آواگون اور کرم صورت میں ہے، عیسائیوں میں حضرت آدمؑ کے گناہ اور خدا کی مرضی کے پیرایہ میں ہے۔"

مزید لکھتے ہیں کہ "یہ بھی صداقت ہے کہ دوسری مخلوقات کو نہ سہی مگر انسان کو اپنے اعمال کے کرنے نہ کرنے کا کسی نہ کسی طرح اختیار ضرور بخشا گیا ہے اگر یہ اختیار نہ تسلیم کیا گیا اور انسان کو اسی طرح سراپا مجبور فرض کیا جائے جس طرح دوسری مخلوقات ہے تو پھر انسان کے لیے خیر وشر کا امتیاز

جزا وسزا، شریعت، کتاب، تعلیم اور انبیاء کی بعثت یہ تمام چیزیں بیکار محض ہو جائیں، ظلم وانصاف دنیا میں کوئی چیز باقی نہ رہے، انسان کا اپنے کسی فعل پر قابلِ مدح یا قابلِ ملامت ہونا بے معنی ہو جائے، کسی اچھے کام پر خدا کا اس کو انعام اور برے کام پر عذاب دنیا سراسر ظلم بن جائے بلکہ اس دنیا کی عدالت میں بھی وہ اپنے کسی فعل کا ذمہ دار نہ ٹھہرائے۔

مزید تفصیل وتحقیق کے لیے کتابِ مذکورہ اور لامع الدراری شرح صحیح بخاری جلد چہارم مصنف مولانا زکریا اور فیض الباری شرح صحیح بخاری جلد ۴ مصنفہ مولانا انور شاہ کشمیری صدر مدرس دار العلوم دیوبند اور نبراس شرح شرح العقائد نسفی وغیرہ مطالعہ فرمائیں۔

مندرجہ بالا تحقیق سے ثابت ہوا کہ نام نہاد فرقۂ تبلیغیہ کا پہلے کلمۂ طیبہ کا یہ معنی کرنا کہ ہمارا یقین ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ ہر کام کر سکتا ہے اور مخلوق کچھ بھی نہیں کر سکتی، لیکن جب ان پر اعتراضات شروع ہوئے کہ یہ تو کلمہ کے معنی میں تحریف ہے تو پھر کہنے لگے کہ یہ تو کلمہ کا مقصد ہے، دراصل اس طرح یہ لوگ جبریت، جہمیت، مرجیت اور ہندو بدھ مت وغیرہ عقائد کی تبلیغ کرتے ہیں نہ کہ مذہب اہلِ سنّت کی۔

یہ تھا وہ مختصر جائزہ جو یہاں ناظرین کی خدمت میں پیش کیا گیا ہے۔ اللہ نے اگر توفیق بخشی تو انشاء اللہ العزیز پھر کبھی اس بارے میں تفصیل پیش کی جائے گی۔

طالبِ دعا

مولوی محمد روشن حنفی، نقشبندی، دیوبندی، ساکن کوکاری ضلع سوات صوبہ سرحد

۲۴ر اگست ۱۹۹۱ء بوقتِ عشاء۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تبلیغی جماعت کے متعلق

اِستفتاء و فتویٰ

شیخ الحدیث پیر محمد چشتی

مہتمم جامعہ غوثیہ، بیرون یکہ توت، پشاور

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ
مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ
وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

استفتاء و فتویٰ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی فِی الْقُرْآنِ الْمَجِیْدِ
وَلْتَکُنْ مِّنْکُمْ اُمَّۃٌ یَّدْعُوْنَ اِلَی الْخَیْرِ وَیَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ
وَیَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ ھُمُ
الْمُفْلِحُوْنَ ○ (قرآن الکریم)

اس آیت کریمہ کے موجب مسلمانوں کے تمام مکاتبِ فکر اپنے اپنے انداز کے مطابق امر بالمعروف ونہی عنِ المنکر کے حوالہ سے اسلامی تبلیغ کا عظیم فریضہ انجام دیتے آئے ہیں۔

اندازِ تبلیغ کے مختلف ہونے کے باوجود اکثر مسائل سے متعلق ان سب کا دائرہ تبلیغ متفقہ اور غیر متنازعہ ہے اور اسلامی تبلیغ کے حوالہ سے مسلمانوں کے مختلف مکاتبِ فکر کے درمیان جن مسائل میں اختلاف ہے ان کے متعلق سب کے سب متفق ہیں کہ جس بات کو اسلام کے بنیادی اور متفقہ اُصول کے خلاف سمجھا جائے۔ اس کو رد کرنا لازم ہے ورنہ مداہنت یا سکوت عن الحق ہوگا جو عام حالات میں گناہِ کبیرہ ہے۔ مزید برآں ناجائز قول وفعل دیکھ کر حسبِ استطاعت اس کے ردّ نہ کرنے والے شخص کو ایک روایت میں گونگا شیطان بھی کہا گیا ہے، اسلام کے حوالہ سے فروعی مسائل یا اجتہادی احکام میں کافی وسعت موجود ہے۔ ایسے مسائل میں اپنے مخصوص فروعی نظریہ کے خلاف بات کو سننا اور برداشت کرنا نہ مداہنت ہے اور

نہ گناہ بلکہ وسعتِ ظرف اور روشن ضمیر ہونے کی نشانی ہے لیکن اسلام کے متفقہ اُصول اور صریح نصوص و غیر متنازعہ احکام کے خلاف کسی قول و فعل کو دیکھ کر حسبِ استطاعت اس کی تردید نہ کرنے والا شخص نہی عن المنکر کے عظیم فریضہ اسلام کا تارک اور اللہ جل جلالہٗ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عاصی و نافرمان، اسلام کا مجرم، ایمان کا خائن، گونگا شیطان ہو کر آخرت کے دن آتشِ جہنم کی لگام کا مستحق قرار پاتا ہے۔ قرآن و حدیث سے مستنبط اسی اُصول کی روشنی میں زیرِ نظر استفتاء کو قطع نظر خصوصیتِ مسلک مسلمانوں کے تمام مکاتبِ فکر علماءِ اسلام و مفتیانِ عظام کی خدمت میں حصولِ جواب کے لیے پیش کر رہا ہوں۔

محرکات مصحّحہ تقریبًا دو سال کے عرصہ سے تبلیغی جماعت سے وابستہ کچھ اشخاص کی زبان سے کلمہ طیبہ کا مقصد غیر اسلامی الفاظ میں سُن کر میری حیرت کی انتہاء ہوئی۔ اُنھوں نے کہا کہ کلمہ طیبہ کا شرعی مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ سے سب کچھ ہونے کا یقین ہے اور اللہ کے امر و حکم کے بغیر مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین ہے۔

حیرت اس لیے ہوئی کہ تبلیغ کے مقدس نام سے دنیا میں پھیلنے والی جماعت کی زبان سے خلافِ عقیدہ اہلِ سنّت و جماعت، شان الوہیت کی تنقیص، شریعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر بہتان کے غیر اسلامی الفاظ باعثِ تعجب تھے اور ساتھ ہی علّامہ اقبال کے یہ اشعار میری زبان پر آئے۔

عجم ہنوز نداند رموزِ دیں ورنہ	ز دیوبند حسین ابنِ احمد چہ بوالعجبی است
سرود بر سرِ منبر کہ ملّت از وطن است	چہ بے خبر ز مقامِ محمدِ عربی است
بمصطفےٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست	گر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی است

(ارمغانِ حجاز)

یہ غیر شرعی بات کان میں آئی اور گئی لیکن یقین نہ آیا کہ تبلیغ کے مقدس شغل کے ساتھ وابستہ ذمّہ دار علماء بھی اس غیر اسلامی عقیدہ میں مبتلا ہوں۔

محرّکاتِ باعثہ بتاریخ ۲۹ ستمبر ۱۹۹۱ء کو نشتر ہال پشاور میں وزارتِ اوقاف صوبہ سرحد کے زیرِ اہتمام منعقدہ صوبائی سیرت النبی کانفرنس کے موقع پر جس میں وزیرِ اعلیٰ سرحد مہمانِ خصوصی کے طور پر موجود تھے۔ حاجی محمد جاوید وزیرِ اُمورِ مذہبیہ حج و اوقاف و دیگر صوبائی وزراء و اراکین سرحد اسمبلی بھی موجود تھے، نشتر ہال علماء مشائخ و خواص سے بھرا ہوا تھا تبلیغی جماعت کے مرکزی امیر زین العابدین صاحب نے اپنی تقریر کے دوران بعینہ وہی الفاظ دہرائے یعنی "اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین اور اللہ کے امر کے بغیر مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین" ہے۔ اس غیر اسلامی عقیدہ اور غیر شرعی الفاظ کو سُن کر الٰہیات کا طالب علم اور شریعتِ محمدی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے امین ہونے کی حیثیت سے حسبِ استطاعت میں نے اس کی تغیر باللسان کر دی اور مذکورہ الفاظ و عقیدہ کی تردید کرتے ہوئے اس کو شانِ الوہیّت کی تنقیص، شریعتِ محمدی پر بہتان اور خلافِ عقیدۂ اہلسنّت و جماعت ہونے پر مختصر الفاظ میں جو دلائل بیان کیے تھے اس کی قدرے تفصیل اس استفتاء میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔

مذکورہ الفاظ و عقیدہ یعنی اللہ تعالےٰ سے سب کچھ ہونے کا یقین اور اللہ کے امر کے بغیر مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین خلافِ عقیدہ اہلسنّت، توہینِ شانِ الوہیّت، شریعتِ محمدی پر بہتان اور غیر اسلامی تبلیغ اس لیے ہے۔

دلیلِ اوّل کہ پہلا جملہ یعنی "اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین" اپنے عموم کے سبب، ان تمام چیزوں کو بھی شامل

ہے، جن کا قرآن وحدیث کی روشنی میں اللہ سے نہ ہونے کا یقین ہے جیسے
کھانا پینا، اُٹھنا، بیٹھنا، سیکھنا، عبادت کرنا، کفر وشرک، جھوٹ، ظلم، کسب،
ولادت علیٰ ہٰذا القیاس وہ تمام کام جو اللہ کی شانِ اقدس کے خلاف ہیں۔
قرآن وحدیث کے مطابق ان سب کا اللہ تعالیٰ سے نہ ہونے کا یقین ہے۔

دوسرا جملہ یعنی "اللہ کے امر کے بغیر مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین"
میں مخلوق سے صادر ہونے والے تمام معاصی از قسمِ کفر، شرک، قتل، زنا،
جھوٹ، چوری وغیرہ عیوب ونقائص کا اللہ تعالیٰ کے امر وحکم سے ہونے کا
عقیدہ ویقین ظاہر ہو رہا ہے جو نصوصِ قطعیہ کے خلاف، شریعتِ محمدی پر بہتان
اور اہلسنت وجماعت کے اجماعی ومسلّمہ عقیدہ کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ
نے فرمایا:۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ [١]

"بے شک اللہ بے حیائی کا حکم نہیں دیتا۔ اور دوسری جگہ میں ارشاد فرمایا

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ [٢]

"بے شک اللہ اپنے بندوں کے کفر پر راضی نہیں ہوتا۔" اور
تیسری جگہ میں ارشاد فرمایا:۔

وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ [٣]

"اور اللہ اپنے بندوں کے لیے ظلم کا ارادہ نہیں کرتا۔

١۔ سورہ الاعراف آیت ٢٨
٢۔ سورہ الزمر آیت ٧
٣۔ سورہ المومن آیت ٣١
٤۔ لسان العرب جلد ٦ صفحہ ١٦٨ نیز جلد ٢ صفحہ ٤٧٣
نیز لاروس اللغتہ باب "ق د س" اور "س ب ح" نیز المنجد باب "ق د س" اور "س ب ح"

دلیلِ دوم

یہ دونوں جملے اللہ تعالیٰ کی صفات (سُبُّوحٌ قُدُّوْسٌ) کے خلاف ہیں۔ اس لیے کہ لُغت اور شریعت کے حوالہ سے
ان دونوں صفتوں کے معنیٰ یہ ہیں کہ "ہر نامناسب چیز سے اچھی طرح پاک" یعنی
جو چیزیں اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق نہیں ہیں، ان سے اچھی طرح پاک، مقدس
منزّہ، مُبرّا۔

اور بحیثیتِ مومن ومسلمان اللہ تعالیٰ کی ان صفات پر ایمان لانے کا معنیٰ و
مطلب یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ان تمام چیزوں سے پاک، مقدس، منزہ ہونے
کا عقیدہ ویقین کیا جائے جو اس کی شان کے خلاف ہیں اور جتنے بھی کام ربّ
العزّت کے جلال وجمال وکمال کے لائق نہیں ہے۔ ان سب کا اللہ تعالیٰ
سے نہ ہونے کا یقین کیا جائے اور اس عقیدہ ویقین کو زبان سے بیان کیا جائے۔
قرآن وحدیث اور شریعت کی زبان میں اسی کو تسبیح وتقدیس کہتے ہیں۔

الشیخ زادہ علی البیضاوی میں ہے التسبیح تبعد اللہ تعالیٰ عن
السوء والنقصان بان یعتقد انہ سبحانہ وتعالیٰ منزہٌ فی ذاتہ
وصفاتہ وافعالہ عن کل سوءٍ ونقصانٍ ویتکلم بما یدل علیہ [١]

ترجمہ: "تسبیح کا معنیٰ ہر برائی ونقصان سے اللہ کو منزّہ جاننا ہے اس طریقے
سے کہ اللہ تعالیٰ کا اپنی ذات وصفات اور افعال میں ہر قسم کی برائی ونقصان
سے پاک ہونے کا عقیدہ رکھا جائے۔ اور اسی عقیدے پر دلالت کرنے والے
مناسب الفاظ کے ساتھ کلام کیا جائے۔ تفسیر قرطبی میں ہے التسبیح تنزیہ اللہ
من کل سوءٍ ونقص [٢]

---

١ شیخ زادہ علی البیضاوی جلد ١ صفحہ 251
٢ تفسیر قرطبی جلد ١ صفحہ نمبر 276

ترجمہ :- اللہ کی تسبیح کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ہر برائی و نقصان سے اس کے منزہ و مقدس ہونے کا عقیدہ کیا جائے تفسیر قاسمی میں ہے تنزیہ ذاتہ تعالیٰ عما یلیق بجلالہٖ [1]

ترجمہ :- اللہ کی تسبیح کرنے کا معنیٰ یہی ہے کہ اس کی ذات کو ان تمام چیزوں سے پاک ہونے کا یقین کیا جائے جو اس کے جلال کے لائق نہیں ہیں، تفسیر مظہری میں ہے القدوس المنزہ عما لا یلیق [2]

ترجمہ :- قدوس کا معنیٰ یہی ہے کہ جو چیزیں اس کی شانِ اقدس کے لائق نہیں ہیں ان سب سے منزّہ اور مقدس ہے۔ تفسیر روح المعانی میں ہے القدوس البلیغ فِی النزاھۃ عما یوجب نُقُصَانًا [3]

جن چیزوں کے اللہ تعالیٰ سے نہ ہونے کا یقین و ارادہ ضروری ہے ان تمام چیزوں سے اللہ تعالیٰ کے مبرّا منزّہ پاک ہونے کے عقیدہ کے ساتھ ساتھ ان چیزوں کا اللہ تعالیٰ سے نہ ہونے کا یقین اور اس کے یقین کا اظہار تسبیح و تقدیس کی صورت میں نہ صرف ہم ہی کرتے ہیں بلکہ تمام انبیاء سابقین کی شریعتوں کا بھی لازمی جز تھا۔ اور اسلام ملائکہ بلکہ سب کائنات کا مشترکہ عقیدہ ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ۔

ترجمہ :- اور کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو اللہ کی تعریف کے ساتھ اس کی تسبیح نہ کرتی ہو۔ یعنی جتنے کمالات اس کی شانِ اقدس کے مناسب ہیں۔ ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے متّصف ہونے کا اور جتنی چیزیں اس کی شانِ اقدس کے خلاف

---

[1] تفسیر قرطبی جلد ۱۰ صـ ۱۸۳

[2] تفسیر قرطبی جلد ۹ صـ ۲۷۵   [3] ۔ تفسیر قرطبی جلد ۲۸ صـ ۶۲

[5] سورۂ بنی اسرائیل آیت ۴۴

ہیں۔ ان کا اللہ تعالیٰ سے نہ ہونے کا عقیدہ و اظہار کرتے ہیں۔ اور یہی معنی و مطلب ہے یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ [1] وغیرہ تمام آیاتِ تسبیح کا اگر اللہ تعالیٰ سے سب کچھ ہونے کا یقین کرنا اسلامی الفاظ و عقیدہ ہوتا تو پھر اللہ تعالیٰ کی تسبیح کے متعلق مذکورہ آیات کا اور اللہ تعالیٰ کی سبّوحیّت و قدوسیّت کے ساتھ ایمان لانے کا کوئی معنی و مطلب ہی نہیں رہتا۔ لہٰذا مذکورہ الفاظ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات و افعال پر ایمان کے منافی ہو کر شریعتِ محمدی صلّی اللہ علیہ وسلّم پر بہتان اور شانِ الوہیّت کی توہین و تنقیص کو مستلزم اور غیر اسلامی تبلیغ ہے۔

دلیل سوم قرآن و حدیث اور اصولِ دین پر مشتمل اسلامی دستاویزات کے حوالہ سے جیسے اللہ تعالیٰ کے اوصاف اضافیہ مثل علیؔ، عظیم، اوّل، آخر اور اوصاف فعلیہ مثلِ خالق، رازق، مصوّر، المحیی الممیت اور اوصافِ ثبوتیہ حقیقیہ مثل علیم، قدیم، سمیع، بصیر، مرید کے ساتھ ایمان لانا ضروری ہے۔ ویسے ہی اللہ تعالیٰ کے اوصاف سلبیہ جیسے عرض، جسم، معدود، محدود، مرکّب مکیف وغیرہ کا نہ ہونا ضروری ہے۔

مذہب اہلسنّت و جماعت کے چاروں طریقوں و مذاہب کے آئمہ دین و متکلّمین اور اصولِ دین کے ماہرین نے بلا نکیر متفقہ طور پر اللہ تعالیٰ کے اوصافِ سلبیہ کے ساتھ یقین و عقیدہ کو ضروری قرار دیتے ہوئے لکھا ہے۔ لَیْسَ بعرضٍ ولا جوھرٍ ولا مصوّرٍ وّلا محدودٍ وّلا معدودٍ وّلا متبعض ولا متجز ولا مرکب ولا متناہٍ ولا یوصف بالماھیہ ولا بالکیفیۃ ولا یتمکن فی مکانٍ ولا یجری علیہ زمانٌ ولا یشبھہ شیٔ وّلا

---

[1] سورۂ الصّف آیت نمبر ۱

یخرج عن علمه وقدرته شیٔ [1]

اگر اللہ تعالیٰ سے سب کچھ ہونے کا یقین کرنا اسلامی عقیدہ ہوتا تو مذکورہ متفقہ عقیدہ یعنی اللہ تعالیٰ کے عرض، جسم، جوہر، معدود، محدود، متجزی، مرکب، متناہی وغیرہ چیزوں کے ساتھ متصف نہ ہونے کا عقیدہ بیان نہ ہوتا اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کے اوصافِ سلبیہ کے ساتھ ایمان لانا ضروری ہوتا لیکن مذکورہ چیزوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے متصف نہ ہونے کا عقیدہ تمام امتِ مسلمہ کا متفقہ اجماعی مسئلہ ہے نیز اللہ تعالیٰ کے اوصاف سلبیہ کے ساتھ ایمان لانا تمام اُمتِ مسلمہ کا اجماعی عقیدہ ہے۔ لہٰذا اللہ سے سب کچھ ہونے کا عقیدہ غیر اسلامی تبلیغ ہونے کے ساتھ ساتھ شریعتِ محمدی پر بہتان، اللہ تعالیٰ کے اوصافِ سلبیہ سے انکار اور شانِ الوہیت کی توہین، اکابرینِ اسلام کی واضح عبارات و مشترکہ اقدار سے انحراف کے سبب مردود و مطرود ہے۔

دلیلِ چہارم مخلوق سے صادر ہونے والے افعال و اعمال کے ہونے یا نہ ہونے اور کرنے یا نہ کرنے سے متعلق قرآن و حدیث اور اسلامی دستاویزات کی روشنی میں درج ذیل تفصیل ہے۔

۱۔ عصاۃ سے معاصی و گناہوں کا اللہ کے حکم و رضا کے بغیر صادر ہونے کا یقین و عقیدہ ہونا ضروری ہے یعنی تمام گناہ کے تمام کام شیطانی حرکت سے صادر ہوتے ہیں۔ جس پر اللہ کا نہ حکم ہے نہ رضا اور نہ امر۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

---

[1] شرح عقائد صفحہ ۲۷ مواقف صفحہ ۲۷۰، شرح مقاصد جلد دوم صفحہ ۶۱ تا ۱۰۷ احیاء العلوم جلد ۱ صفحہ ۱۱۱، اساس التقدیس صفحہ ۱۳ تا ۴۰ تفسیر کبیر جلد ۱ صفحہ ۱۱۶ تا صفحہ ۱۴۲، بریقہ محمودیہ جلد ۱ صفحہ ۲۰۱ قواعد الاحکام جلد ۱ صفحہ ۱۶۸ تا ۱۷۰، وسیلہ احمدیہ جلد ۱ صفحہ ۱۱۹ شرح اسماء الحسنیٰ امام رازی صفحہ ۱۸۶۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ [1]

ترجمہ: بے شک اللہ بے حیائی کا امر نہیں فرماتا۔ نیز فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَرْضٰی لِعِبَادِہِ الْکُفْرَ [2]

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لیے کفر پسند نہیں کرتا۔

۲۔ اہلِ اطاعت سے اطاعت اور نیکیوں کا حکم کے حکم و امر یا رضا سے صادر ہونے کا یقین و عقیدہ ضروری ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَاِنْ تَشْکُرُوْا یَرْضَہُ لَکُمْ [3]

۳۔ اطاعت و معصیت اور ہر قول و فعل کا اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے بعد صادر ہونے کا یقین و عقیدہ ضروری ہے یعنی بغیر تقدیر کوئی بھی فعل کسی بھی مخلوق سے صادر نہ ہونے کا یقین و عقیدہ رکھنا ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّا کُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰہُ بِقَدَرٍ [4]

نیز فرمایا وَکُلُّ شَیْءٍ فَعَلُوْہُ فِی الزُّبُرِ وَکُلُّ صَغِیْرٍ وَّکَبِیْرٍ مُّسْتَطَرٌ [5]

۴ مخلوق سے صادر ہونے والے اقوال و افعال، حرکات، سکنات، اطاعت و معصیت، اسلام، کفر توحید، شرک وغیرہ کا اور صادر ہوتے وقت جن اسباب سے یا کسب و اختیار سے وہ صادر ہوتے ہیں۔ ان سب کا اللہ تعالیٰ کے مقدور و مخلوق ہونے کا یقین و عقیدہ رکھنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

---

[1] سورۂ اعراف آیت نمبر ۲۸

[2] سورۂ الزمر آیت نمبر ۷

[3] سورۂ الزمر آیت نمبر ۷

[4] سورۂ القمر آیت ۴۹

[5] سورۂ القمر آیت ۵۲، ۵۳

اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ[1] "بے شک اللہ تعالےٰ ہر ممکن پر خوب قادر ہے"۔ نیز فرمایا

وَاللّٰہُ خَلَقَکُمۡ وَمَا تَعۡمَلُوۡنَ[2]

۵۔ مخلوق کے دخلِ عمل سے صادر ہونے والے اقوال وفعل وغیرہ اللہ تعالیٰ کے کاسِب نہ ہونے کا یقین وعقیدہ رکھنا ضروری ہے یعنی اللہ تعالیٰ کسب سے پاک ہے اور آلات واسباب کا محتاج نہیں۔ اللہ نے فرمایا:

وَاللّٰہُ الۡغَنِیُّ وَاَنۡتُمُ الۡفُقَرَآءُ[3]

۶۔ مخلوق سے صادر ہونے والے تمام نفس الامری کمالات وخوبی واطاعات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ارادہ مع الرضاء وابستہ نہ ہونے کا عقیدہ ویقین ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ یُرِیۡدُ اللّٰہُ بِکُمُ الۡیُسۡرَ وَلَا یُرِیۡدُ بِکُمُ الۡعُسۡرَ[4] نیز فرمایا فَمَنۡ یُّرِدِ اللّٰہُ اَنۡ یَّهۡدِیَهٗ یَشۡرَحۡ صَدۡرَهٗ لِلۡاِسۡلَامِ[5]

۷۔ مخلوق سے صادر ہونے والے نفس الامری نقص وعیب ومعصیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ارادہ مع الرضاء وابستہ نہ ہونے کا عقیدہ ویقین ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وَمَنۡ یُّرِدۡ اَنۡ یُّضِلَّهٗ یَجۡعَلۡ صَدۡرَهٗ ضَیِّقًا حَرَجًا کَاَنَّمَا یَصَّعَّدُ فِی السَّمَآءِ[6]

۸۔ مخلوق سے صادر ہونے والا نفس الامری نقص وعیب ومعصیت کے

---

(۱) سُورۃ البقرۃ آیت ۲۰ (۲) سُورۃ الصّٰفّٰت آیت ۹۶

(۳) سُورۃ محمد آیت ۳۸ (۴) سُورۃ البقرہ آیت ۱۸۵

(۵) سُورۃ الانعام آیت ۱۲۵ (۶) سُورۃ الانعام آیت ۱۰۷

ساتھ اللہ تعالیٰ کا ارادہ بغیر رضا یعنی ارادہ تکوینی وابستہ ہونے کا عقیدہ ویقین ضروری ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَوۡ شَآءَ اللّٰہُ مَاۤ اَشۡرَکُوۡا[1] نیز فرمایا وَلَوۡ شَآءَ رَبُّکَ مَا فَعَلُوۡهُ فَذَرۡهُمۡ وَمَا یَفۡتَرُوۡنَ[2]

۹۔ مخلوق سے جو اور جیسے بھی افعال واقوال، اطاعت ومعصیت عالم تفصیل اور عالم ظہور میں صادر ہوتے ہیں ان کی پیدائش سے قبل مرتبہ ازل میں حسبِ استعداد خلائق ان سب کا اللہ تعالےٰ کو علم ہونے کا یقین وعقیدہ ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَهُوَ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ[3]

۱۰۔ جو مخلوق اللہ تعالیٰ کے علمِ ازلی میں اپنے اختیار ورضا سے ایمان واسلام کا راستہ اختیار کر رہا تھا اور ازلی مؤمن وخاتمہ بالخیر ہو اس کے کفر کے ساتھ اللہ تعالےٰ کے ارادے کا وابستہ نہ ہونے کا یقین وعقیدہ ضروری ہے۔

حُجَّۃُ اللّٰہِ الۡبَالِغَہ میں ہے محال ان یتخلّف علمه عن شیء او یتحقق غیر ما علم فیکون جهلاً لا علماً[4]

یعنی اللہ کا علم خلاف ہونا محال ہے نیز تفسیرِ قرطبی میں ہے۔

تعلق العلم الازلی بکلّ معلوم فیجری ما علم واراد وحکم[5]

یعنی ہر معلوم کے ساتھ اللہ تعالےٰ کا علم ازلی متعلق ہوا ہے پس جس چیز کو اللہ نے جانا اور اس کے ہونے کا ارادہ تکوینی فرمایا اور فیصلہ کیا وہی ہوگا۔

۱۱۔ جو مخلوق اللہ تعالےٰ کے علمِ ازلی میں اپنے اختیار ورضا سے کفر وشرک

۱؎ سورۂ انعام آیت نمبر ۱۰۷

۲؎ سورۂ انعام آیت نمبر ۱۱۲

۳؎ سورۃ بقرہ آیت نمبر ۲۹

۴؎ حجۃ اللہ البالغہ جلد ۱ صفحہ ۶۵ ۵؎ تفسیرِ قرطبی جلد ۱۸ صفحہ ۱۳۲

کا راستہ اختیار کر رہا تھا اور خاتمہ بالکفر ہو اس کے مومن و مسلمان ہونے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے ارادے کا وابستہ نہ ہونے کا یقین و عقیدہ ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى [1]

اس آیت کی تفسیر میں صاحبِ تفسیر روح المعانی نے کہا وَلٰکِن لَّمْ یَشَاءْ ذالِکَ سبحٰنہ لِسُوءِ اختیارِھم حسب ما علمہ اللہ تعالیٰ منھم فی ازلِ الآزال [2]

١٢۔ مخلوق کے اقوال و افعال، اطاعت و معصیت کے متعلق اللہ تعالیٰ کے علمِ ازلی اور مخلوق کی استعدادِ ازلی کے خلاف قضاء و قدر کا اللہ تعالیٰ سے نہ ہونے کا یقین و عقیدہ ضروری ہے الحدیقۃ الندیہ میں ہے القضاء تابع للارادۃ والارادۃ تابعۃ [3]

صاحبِ تفسیر قاسمی نے فرمایا جرت عادتہ تعالیٰ مرعایۃ الاستعداد [4]

تفسیر بیضاوی میں ہے ارادۃ تعالیٰ تابعۃ لعلمہ سبحانہ و تعالیٰ [5]

١٣۔ مخلوق سے صادر ہونے والے تمام کارِ خیر و کارِ شر کا اللہ تعالیٰ کی قضاء و قدر کے مطابق ہونے کا عقیدہ و یقین ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَمَا تَشَاءُونَ اِلَّا اَنْ يَّشَاءَ اللّٰهُ [6]

نیز فرمایا وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوْهُ فِي الزُّبُرِ [7]

١٤۔ کائنات کے متعلق اللہ تعالیٰ کا علم[1]، معلوم[2]، مشیت[3]، ارادہ تشریعی[4] ارادہ تکوینی[5]، حکم تشریعی[6]، حکم تکوینی[7]، قضاء و قدر[8] یہ سب جدا جدا امور ہیں جن کے درمیان

[1] سورۃ الانعام آیت ٣٥ [2] تفسیر روح المعانی جلد ٧ صفحہ ١٣٩
[3] الحدیقۃ الندیہ جلد ١ ص ٢٥٦ [4] تفسیر قاسمی جلد ٦ ص ٢٧٦
[5] تفسیر بیضاوی جلد ٤ ص ٥٩٦ [6] سورۃ الدھر آیت ٣٠ [7] سورۃ القمر آیت ٥٢

فرقِ مراتب کو جاننا ضروری ہے ورنہ ایک کی جگہ دوسرے کو استعمال کر کے شریعت پر بہتان، شانِ الوہیت کی تنقیص اور خلافِ قرآن و حدیث عقیدہ کی تبلیغ کا ارتکاب ہو سکتا ہے (العیاذ باللہ)

اس تفصیل کی روشنی میں مذکورہ جملہ یعنی اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین ١، ٥، ٧، ١٢ کے خلاف ہے لہٰذا اسلامی دستاویزات کے خلاف ہو کر اسلام پر بہتان ہوا۔

نیز یہ کہ شانِ الوہیت کی توہین ہے اس لیے کہ اللہ سے سب ہونے کا یقین کر کے آلاتِ کسب کا بھی محتاج بنا دیا۔ اور معلومِ ازلی کے خلاف ہونے کا یقین کر کے اللہ کو جاہل بنا دیا (العیاذ باللہ)

نیز یہ کہ مخلوق کی استعدادِ ازلی کے خلاف اللہ کا علم، ارادہ، قضاء و قدر و حکم ہونے کا یقین کر کے اللہ تعالیٰ کو ظالم بنا دیا۔ (العیاذ باللہ)

نیز یہ کہ کفر و معصیت، عیوب و نقائص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے راضی ہونے کا یقین و عقیدہ کر کے اور حکم و امر کرنے کا یقین کر کے نہ صرف توہینِ ربّ العزّت کا ارتکاب کیا بلکہ نصوصِ قرآنیہ کے برعکس عقیدہ کا پرچار کر کے شریعت پر بہتان باندھا اور غیر اسلامی تبلیغ کا مظاہرہ کیا۔

فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ [1]

اور دوسری جگہ فرمایا۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ [2] اور تیسری جگہ فرمایا۔ وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ [3]

[1] سورۃ الزمر آیت نمبر ٧ [2] سورۃ الاعراف آیت ٢٨
[3] سورۃ القاف آیت نمبر ٢٩

اور چوتھی جگہ فرمایا وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ ۔ [1]

اور دوسرا جملہ یعنی اللہ کے امر کے بغیر مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین نمبر ۱، نمبر ۲، کے خلاف ہو کر شریعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان اور شانِ الوہیت کی توہین کے سبب غیر اسلامی تبلیغ ہے۔ اس لیے کہ جب اللہ تعالیٰ کے امر و حکم کے بغیر مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین ہو تو لازماً تمام معاصی از قسم کفر و شرک، قتل، زنا، چوری، جھوٹ وغیرہ کا صدور اللہ کے امر و حکم سے ہو گا۔ (العیاذ باللہ)

نیز یہ کہ اللہ تعالیٰ کو معاصی پر راضی ہونے کا عقیدہ و یقین کر کے اعتراف کر لیا کہ کفر و شرک، معصیت اور عیوب و نقائص پر اللہ تعالیٰ راضی ہے اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے امر و رضا سے ہو رہے ہیں۔ (العیاذ باللہ)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ ۔ اور دوسری جگہ فرمایا اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ

اس طرح سے یہ جملہ نہ صرف غیر اسلامی تبلیغ ہے بلکہ شریعتِ اسلامی پر بدترین بہتان اور توہینِ شانِ الوہیت کا عملی مظاہرہ ہے۔ (العیاذ باللہ)

دلیلِ پنجم اسلامی روایات اور مذہبی دستاویزات کے مطابق شریعتِ محمدیؐ کے حوالہ سے یقین صرف ان مسائل پر ہوتا ہے جن پر بلا شک و شبہ قطعی دلیل شریعت میں موجود ہو۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا واحد ہونا اور اپنی ذات و صفات و افعال میں بے مثل و لاشریک ہونا اور اپنی شان کے لائق تمام کمالات سے متصف ہونا اور اپنی شان کے خلاف کسی بھی کام کا نہ کرنا اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کے امر و رضا کے بغیر مخلوق سے معصیت کا ارتکاب ہونا اور اللہ تعالیٰ کی تقدیر

[1] سورۃ المؤمن آیت ۳۱

ارادہ تکوینی کے بغیر مخلوق سے کسی بھی کام کا نہ ہونا، اسی طرح تمام انبیاء علیہم السلام کے لیے لوازماتِ نبوّت کو تسلیم کرنا اور نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کی فرضیت کا عقیدہ یعنی اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین اور اللہ کے حکم و امر کے بغیر مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین کے جواز پر خفیف سی دلیل بھی اسلام میں موجود نہیں ہے۔ بلکہ یہ خود ساختہ عقیدہ اور بدعتِ ضلالہ کے قبیح الفاظ قرآن و حدیث کے خلاف ہونے کی بنا پر مردود اور واجب التفسیر ہیں۔

دلیلِ ششم اسلامی روایات اور تمام اُمّتِ مسلمہ اللہ تعالیٰ کے اسماءِ صفات، افعال کے توقیفی ہونے پر متفق ہیں یعنی جس اسم یا صفت یا فعل کی اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت کی جائے یا اللہ تعالیٰ پر اس کا اطلاق و استعمال کیا جائے قرآن و حدیث سے اس کا ثبوت ضروری ہے اور مذکورہ عقیدہ یعنی "اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین" میں سب کچھ ہونا فعل یا مصدر ہے جس کو اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت الی الفاعل کیا گیا ہے جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم فعل سے متصف ہونے کا یقین کیا جائے جو قرآن و حدیث کے نہ صرف خلاف بلکہ دینِ اسلام پر بہتانِ عظیم اور توہینِ شانِ الوہیت و غیر اسلامی عقیدہ ہے۔

دلیلِ ہفتم جس مسئلے پر یقین کرنا ضروری ہو اس کے منکر یعنی اس پر یقین نہ کرنے والے پر کفر لازم آتا ہے جیسا توحید، نبوّت، فرضیتِ نماز، روزہ وغیرہ لیکن مذکورہ عقیدہ و الفاظ یعنی اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین اور اللہ کے حکم کے بغیر مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین، صحابہ، تابعین، مجتہدین، محدثین، آئمہ دین میں سے کسی ایک سے بھی ثابت نہیں ہے ورنہ حوالہ پیش کیا جائے۔ بلکہ سب نے اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق تمام کمالات کے ہونے

کا یقین اور اس کی شانِ اقدس کے خلاف کسی بھی چیز کے نہ ہونے کا یقین
کیا ہے جیسے علمِ کلام کے حوالے سے۔

نیز اللہ تعالیٰ کے اوصافِ سلبیہ اور سبوحیت و قدوسیت کے حوالہ سے
بیان ہو چکا ہے تمام اکابرینِ اُمت کی تکفیر کی بجائے مذکورہ الفاظ و عقیدہ
خود شریعتِ اسلامیہ پر بہتان، شانِ الوہیت کی سبکی اور غیر اسلامی تبلیغ ہے
لہٰذا اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈر کر اس غیر اسلامی تبلیغ کو ترک کر کے اسلامی
تبلیغ کا آغاز کیا جائے۔

دلیل ہشتم مذکورہ عقیدہ یعنی اللہ تعالیٰ سے سب کچھ کا یقین اور اللہ کے
امر و حکم کے بغیر مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین کلمہ طیبہ کے
مقصد و مطلب کے طور پر بیان کیا جاتا ہے۔ حالانکہ کلمہ طیبہ کا اسلامی و شرعی
مقصد و مطلب اسلامی کتابوں میں بیان ہوا ہے یہ اس کے سراسر خلاف ہے۔
فتح الباری شرح بخاری میں ہے۔ ان المراد بالشهادة تصديق
الرسول فيما جاء به[1]

ترجمہ: یعنی بلاشک وشبہ کلمہ توحید کا مطلب و مقصد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی ہوئی شریعت کے تمام مسائل و احکام کی تصدیق کرنا ہے۔ اقتضاء
الصراط المستقیم میں ہے۔ والشهادة بان محمدا رسول الله تتضمن
تصديقه في كل ما اخبر وطاعته في كل ما امر فما اثبته وجب
اثباته وما نفاه وجب نفيه[2]
عمدة القاری شرح بخاری میں ہے ان الشهادة برسالته تتضمن
تصديقه بما جاء به[3]

[1] فتح الباری جلد ا صفحہ ۵۱ [2] اقتضاء الصراط المستقیم صفحہ ۴۵۲ [3] عمدة القاری جلد ا صفحہ ۱۸۳

اکابرینِ ملت کی ان سب تصریحات کا واضح مطلب یہی ہے کہ کلمہ توحید کا مقصد
یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کے تمام احکام کے
ساتھ تصدیق و یقین کیا جائے گویا کلمہ شہادت کلمہ طیبہ پڑھنے والا یہ اللہ تعالیٰ کے
ساتھ عہد کرتا ہے کہ اے اللہ اس کلمہ کے ضمن میں جتنے بھی احکام موجود ہیں میں
ان سب کو تسلیم کرتا ہوں۔ علامہ اقبال نے بھی کلمہ طیبہ کے اس مقصد کی طرف
اشارہ کیا ہے۔

؎ چوں می گویم مسلمانم بلرزم   کہ دانم مشکلاتِ لا الٰہ را

اکابرینِ ملت کے مذکورہ حوالہ جات سے واضح ہو رہا ہے کہ کلمہ کا یہ
مقصد کہ اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین اور اللہ کے امر و حکم کے بغیر مخلوق سے
کچھ بھی نہ ہونے کا یقین تمام اُمتِ مسلمہ کے اجتماعی عقیدہ کے خلاف ہو کر شریعت
پر بہتانِ عظیم اور تبلیغ کے نام پر غیر اسلامی تحریک ہے۔

نیز یہ کہ قرآن و حدیث کی روشنی میں پیشروانِ اسلام نے کلمہ توحید کا جو
مقصد بیان کیا ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کے تمام
احکام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق تسلیم
کرنا کے سراسر خلاف ہے۔

احکام ہائے اسلام کے مختلف طریقے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بتایا ہوا طریقہ و تعلیم شانِ الوہیت کے
بارے میں جدا ہے، شانِ نبوت کے بارے میں جدا حقوق اللہ کی بابت
جدا، نماز کا جدا، روزہ کا جدا الغرض ہر ہر چیز کی بابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

کے بتائے ہوئے طریقے مختلف ہیں۔ لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ [۱] کا ارشادِ خداوندی تمام احکامِ شریعت کو شامل ہے چاہے از قبیل اُصولِ دین ہو یا فروعِ دین اللہ تعالیٰ کی شانِ خالقیت ہو یا شانِ سبوحیت و قدوسیت کونسا اہلِ علم مسلمان اس بات کو نہیں جانتا کہ قرآن و حدیث کی روشنی میں شانِ الوہیت کی بابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بتایا ہوا طریقہ و عقیدہ یہ ہے کہ اللہ کی شان کے لائق ہر کمال کا اس سے ہونے کا یقین ضروری ہے۔ اور اس کی شانِ اقدس کے خلاف کسی بھی کمال یا صفت یا فعل کے ساتھ اس کے متصف نہ ہونے کا یقین کرنا ضروری ہے۔

دلیلِ نہم

قرونِ اولیٰ سے لے کر اب تک اسلامی دنیا میں ایمان کی دو قسمیں ہیں:۔

۱۔ ایمانِ مفصل

۲۔ ایمانِ مجمل

ایمانِ مجمل یہ ہے۔ اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ کَمَا ھُوَ بِاَسْمَائِہٖ وَصِفَاتِہٖ وَقَبِلْتُ جَمِیْعَ اَحْکَامِہٖ اِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَتَصْدِیْقٌ بِالْقَلْبِ۔

اور ایمانِ مفصل یہ ہے اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ ؕ

ایمانِ مجمل کے خلاف

مذکورہ الفاظ و عقیدہ یعنی اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین اور اللہ کے امر کے بغیر مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین ایمان کی ان دونوں قسموں کے خلاف اس لیے ہے کہ

[۱] سورۃ الاحزاب آیت ۲۱۔

ایمانِ مجمل کے اندر اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ کَمَا ھُوَ میں اللہ تعالیٰ کی ذات کا مع ان بے شمار اسماء و صفات و افعال و کمالات کے ذکر ہیں۔ جن کے ساتھ نفس الامری طور پر ذاتِ اقدس جلّ جلالہٗ متصف ہے شریعت میں اس کا استعمال و اطلاق ہوا ہو یا نہ ہوا ہو اور بِاَسْمَائِہٖ وَصِفَاتِہٖ میں اوصافِ ثبوتیہ اور اوصافِ سلبیہ کا ذکر ہے لہٰذا دونوں پر ایمان لانا ضروری ہے لیکن مذکورہ عقیدہ و الفاظ یعنی "اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین" میں ایک طرف اللہ تعالیٰ کی صفاتِ سلبیہ سے انکار کیا جا رہا ہے تو دوسری طرف اس کی شانِ اقدس و کبریائی کے خلاف کاموں کے ساتھ اس کو متصف کر کے شانِ عظمت کی توہین و تنقیص کی جا رہی ہے۔ مزید برآں اس ناپاک عقیدہ و الفاظ پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی بات ہونے کا لیبل لگا کر شریعتِ اسلامیہ پر بہتان اور غیر اسلامی تبلیغ کا مظاہرہ کیا جا رہا ہے

ایمانِ مفصل کے خلاف

اس لیے کہ ایمانِ مفصل میں اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ کا معنیٰ و مطلب قرآن و حدیث کی روشنی میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات و اسماء و افعال پر یقین اور اس کی شان کے لائق تمام کمالات کے ہونے کا یقین اور اس کی ذات کے خلاف کسی بھی صفت و فعل کے اس سے نہ ہونے کا یقین کرنا ہے اس طرح اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ کا جملہ نہ صرف توحید کے تمام مراتب کو بلکہ اللہ تعالیٰ کے تمام اوصاف ثبوتیہ و سلبیہ کو بھی شامل ہے۔

وَمَلٰٓئِکَتِہٖ کا جملہ فرشتوں کے تمام اوصاف کو بھی شامل ہے جو قرآن و حدیث سے ثابت ہیں جیسے عصمت و عبادت اور مَلٰٓئِکَتِہٖ میں جیسے فرشتوں کے وجود پر یقین ضروری ہے ویسے ہی ان کی عصمت و عابدیت پر یقین و عقیدہ ضروری ہے۔ اور عابد ہونا مخلوق کا کمال ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی شانِ کبریائی کے خلاف جس وجہ سے عبادت کا اللہ تعالیٰ سے نہ ہونے کا یقین کرنا ضروری ہے۔ وَکُتُبِہٖ

میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ تمام آسمانی کتابوں پر مع ان تمام مسائل و احکام واذکار جو ان میں موجود ہیں یقین کرنا ضروری ہے اور یہ تمام آسمانی کتابیں اللہ تعالیٰ کی تقدیس و تسبیح اور اللہ کی شان کے خلاف کاموں کا اللہ سے نہ ہونے کے یقین کی تعلیم و تبلیغ پر مشتمل ہیں وَرُسُلِہٖ میں حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سمیت تمام انبیاء و مرسلین کی حقانیت پر مع لوازمات و تعلیماتِ نبوّت و رسالت یقین کرنا ضروری ہے اور ہر پیغمبر کی تعلیمات میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس شامل ہے وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ میں اس دُنیا کے زوال اور اللہ تعالیٰ کے سِوا تمام موجودات کے فنا ہونے، نظامِ کائنات کے موجودہ نقشے کے تبدیل ہونے پر یقین ضروری ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی ذات کا کسی بھی تغیّر و تبدّل کے ساتھ متصف نہ ہونے کا یقین کرنا ضروری ہے۔

وَالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ میں تقدیرِ ازلی یعنی قضاء و قدر پر یقین ضروری ہے۔ مطلب اس کا یہ ہے کہ کائنات میں جتنے بھی حرکات و سکنات اقوال و افعال اچھے، بُرے، اطاعت و معصیت جو کچھ ہو رہا ہے وہ اللہ کی قضاء و قدر اور تقدیر کے مطابق ہو رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَمَا تَشَاءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ [1]

نیز فرمایا وَكُلُّ صَغِيْرٍ وَّكَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ [2]

نیز فرمایا وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوْهُ فِي الزُّبُرِ [3]

لیکن ہر کام کا تقدیر کے مطابق ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ اللہ کی رضا یا امر و حکم یا ارادہ تشریعی سے بھی ہو جیسے پہلے ہم بیان کر چکے ہیں کہ

---

[1] سورۃ الزمر آیت ۳۰ [2] سورۃ القمر آیت ۵۳

[3] سورۃ القمر آیت ۵۲

مخلوق سے صادر ہونے والے عیوب و نقائص، معصیت اللہ تعالیٰ کی تقدیر و قضاء و ارادہ تکوینی اور حکمِ تکوینی و خطابِ تکوینی و تخلیق سے ہیں لیکن اللہ کے امر اور رضا و ارادہ تشریعی کے ساتھ ہرگز وابستہ نہیں ہیں۔ لہٰذا ایمان بالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ میں جیسے مخلوق سے صادر ہونے والے ہر قسم کے افعال و اقوال وغیرہ کے مطابق ارادہ تکوینی ہونے کا یقین و ارادہ ضروری ہے اسی طرح مخلوق سے صادر ہونے والی ہر قسم کی اطاعت و عبادت کا مطابقِ قضا و قدر ہونے کے ساتھ ساتھ مطابقِ حکم و امر یا مطابقِ ارادہ تشریعی ہونے پر بھی یقین ضروری ہے۔

نیز یہ کہ مخلوق سے صادر ہونے والی ہر معصیت کا مطابقِ قضا و قدر ہونے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے حکم و امر تشریعی اور رضا کے بغیر ہونے کا یقین و ارادہ ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ [1]

نیز فرمایا اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ [2]

وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ میں حساب و کتاب جزا و سزا اور مجازاۃِ اعمال کے لیے مخلوق کے زندہ ہونے اور اس کی زندگی سے متعلقہ مراحل و احوال جیسے وزنِ اعمال، پل صراط، شفاعتِ کبریٰ، جنّت، دوزخ وغیرہ پر ایمان ضروری ہے۔ الغرض ایمانِ مفصّل میں مذکورہ اسمِ جلالت سمیت تمام چیزوں میں اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق تمام کمالات کا اللہ تعالیٰ سے ہونے کا یقین اور اللہ تعالیٰ کی شانِ تقدّس کے خلاف کسی بھی صفت و فعل کا اللہ سے نہ ہونے کا یقین و عقیدہ ضروری ہے۔

---

[1] سورۃ القمر آیت نمبر ۷ [2] سورۃ الاعراف آیت نمبر ۲۸

خلاصۂ دلیل

قرآن وحدیث اور اسلامی دستاویزات کی روشنی میں ایمانِ مجمل و ایمانِ مفصل کی تشریح کو سمجھنے کے بعد مذکورہ الفاظ و عقیدہ رکھنے "اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین اور اللہ کے حکم و امر کے بغیر مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین" غیر اسلامی عقیدہ ہونے کے ساتھ شریعت اسلامیہ پر بہتان اور تنقیص و توہین شانِ الوہیت قرار پاتا ہے۔

دلیلِ دہم

مذکورہ الفاظ و عقیدہ یعنی "اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین اور اللہ کے امر و حکم کے بغیر مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین" اہلسنت و جماعت کا طریقہ ہرگز نہیں ہو سکتا بلکہ فرقۂ جبریہ کا عقیدہ ہے جو فرقۂ معتزلہ کی ایک شاخ ہے۔ اُصولِ دین پر لکھی ہوئی سب کتابوں میں مخلوق سے صادر ہونے والے افعال و اقوال کے متعلق اہلسنت و جماعت کا عقیدہ بیان کرنے کے ساتھ ساتھ فرقہ قدریہ، فرقہ جبریہ دونوں کا رد کیا گیا ہے یہ دونوں فرقے معتزلہ مذہب کی دو متضاد شاخیں ہیں۔ فرقہ قدریہ مخلوق کو خود اپنے افعال کا خالق مانتا ہے اور فرقہ جبریہ ایمانِ مفصل میں واقع وَبِالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ کے متفقہ و اجتماعی عقیدہ سے دھوکہ کھا کر اللہ سے سب کچھ ہونے کا اور اللہ کے حکم و امر کے بغیر مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا عقیدہ رکھتا ہے یہ دونوں عقیدے چونکہ خلاف عقیدہ اہلسنت و جماعت اور غیر اسلامی تھے اس لیے اُصولِ دین کے ماہرین اور علمائے کرام نے ان دونوں کا رد کیا ہے۔ اَلْفَرْقُ بَيْنَ الْفِرَقِ میں ہے
إِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ خَالِقُ الْأَجْسَامِ وَالْأَعْرَاضِ خَيْرِهَا وَشَرِّهَا وَأَنَّهٗ خَالِقُ أَكْسَابِ الْعِبَادِ وَلَا خَالِقَ غَيْرُ اللّٰهِ وَهٰذَا خِلَافُ قَوْلِ مَنْ زَعَمَ مِنَ الْقَدَرِيَّةِ أَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَمْ يَخْلُقْ شَيْئًا مِنْ أَكْسَابِ الْعِبَادِ وَخِلَافُ قَوْلِ

الْجَهْمِيَّةِ أَنَّ الْعِبَادَ غَيْرُ مُكْتَسِبِيْنَ وَلَا قَادِرِيْنَ عَلٰى اِكْتِسَابِهِمْ [1]
شرح عقائد میں اہل سنت و جماعت کا مذہب بیان کرنے کے بعد کہا گیا ہے۔ لَا كَمَا زَعَمَتِ الْجَبْرِيَّةُ أَنَّهٗ لَا فِعْلَ لِلْعَبْدِ أَصْلًا [2]
ترجمہ: اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ایسا نہیں ہے جیسا فرقہ جبریہ نے عقیدہ جمایا کہ اللہ کے حکم و امر کے بغیر مخلوق سے کچھ نہ ہونے کا یقین۔ نبراس میں ہے وَثَانِيْهَا لِلْجَبْرِيَّةِ هُوَ اَنَّ الْفِعْلَ بِقُدْرَةِ اللّٰهِ وَحْدَهَا وَلَيْسَ لِلْعَبْدِ قُدْرَةٌ اخْتِيَارٌ [3]
ترجمہ: مخلوق سے صادر ہونے والے افعال کے متعلق معتزلہ کے دوسرے فرقہ جبریہ کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ کے امر و حکم کے بغیر مخلوق کچھ بھی نہیں کر سکتی اور مخلوق کو کسی بھی قسم کی قدرت واختیار موقوف نہیں ہے وَقَالُوْا لَا قُدْرَةَ لِلْعَبْدِ أَصْلًا [2] ترجمہ:۔ جبریہ نے کہا کہ مخلوق کو کسی قسم کی قدرت نہیں ہے۔

عذرِ گناہ بدتر از گناہ

اس سوال کو ترتیب دینے کے دوران مفتی زین العابدین مرکزی امیر تبلیغی جماعت پاکستان کے دو متقدر علماء کرام میرے پاس تشریف لائے۔ شاید مفتی زین العابدین یا دیگر امراء و عظماءِ جماعت سے ملنے کے بعد آئے ہوں۔ اُنھوں نے میری گرفت کا جواب اس طرح دیا کہ مفتی زین العابدین اور تبلیغی جماعت کے ساتھ وابستہ علماء کلمہ توحید کا جو مقصد بیان کرتے ہیں یعنی "اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین اور اللہ کے حکم و امر کے بغیر مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین" اس کا مطلب یہ ہے کہ اچھے کاموں اور کمالات کے ہونے کا یقین ہے بُرے کاموں اور نقصان و غلط کام مراد نہیں ہیں۔ نیز یہ کہ

[1] الفرق بین الفرق صفحہ ۳۳۸ وھٰذا فی الفتاویٰ الکبریٰ جلد نمبر ۲ صفحہ ۳۳۲۔
[2] شرح عقائد صفحہ ۴۶ [3] نبراس صفحہ ۲۷۲

اللہ کے حکم و امر کے بغیر مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے بغیر مخلوق کچھ نہیں کر سکتی۔

ازالۂ شبہ اس وقت میں نے جو جواب دیا اس کی تفصیل درج ذیل سطور میں تحریر کر رہا ہوں تاکہ کسی بھی قسم کا خفا و تردد باقی نہ رہے۔

پہلے جملے کی مذکورہ توجیہہ خالص مغالطہ یا اشتباہ ہے۔

۱۔ اس لیے کہ اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین ہے کے الفاظ موجبہ کلیہ کے ہیں جو اپنے عموم کے اعتبار سے ہر اچھے برے ینبغی، لا ینبغی سب کو شامل ہیں۔ لہٰذا شانِ الوہیت کے متعلقہ ظاہر الغلط اور مردود لفظ استعمال کرنے کے بعد اس سے توبہ کرنے کی بجائے اس قسم کی توجیہات میں پڑنا، عذرِ گناہ بدتر از گناہ کے مصداق ہے۔

قواعد الاحکام میں ہے لایُصرَف اللفظ عن ظاہرہ اذا کان خلاف المقصد۔ لہ

ترجمہ: اپنے مقصد کا خلاف سمجھ کر لفظ کو اس کے ظاہری معنی سے پھیرنا جائز نہیں ہے۔

۲۔ اس لیے کہ کلمہ توحید کی تشریح میں اکابرینِ اسلام نے اس کے معانی، مطالب، مقاصد، فضائل و مسائل کی بابت بہت کچھ لکھا ہے لیکن اس قسم کے موہم کفر الفاظ و جملہ کسی سے ثابت نہیں ہیں۔ لہٰذا شانِ الوہیت کی تنقیص کے موجب الفاظ کی توجیہہ کرنے کی بجائے اس کو ترک کر کے توبہ کرنا بہتر ہے۔

۳۔ اس لیے کہ سب کمالات کا اللہ سے ہونے کا یقین کرنا بھی غیر اسلامی عقیدہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے کمالات اس کی شان کے لائق ہوتے ہیں اور مخلوق

لہ قواعد الاحکام جلد ۲ صفحہ ۱۰

کے کمالات اور اس کی شان کے لائق ہوتے ہیں۔ خالق کا کمالاتِ مخلوق سے پاک و مقدس و منزّہ ہونے کا یقین و عقیدہ ضروری ہے اور مخلوق کا کمالاتِ خالق میں شریک نہ ہونے کا یقین و عقیدہ رکھنا مومن و مسلمان کے لیے ضروری ہے۔ مثال کے طور پر منکسر المزاج و متواضع ہونا انسان کا کمال ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی بابت نقصان و عیب ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے متصف نہ ہونے کا یقین و عقیدہ ضروری ہے۔ روزِ قیامت شفاعتِ کبریٰ کے عظیم مرتبہ پر فائز ہو کر عذاب الیم سے خلائق کو نجات دلانا مخلوق (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کا کمال ہے۔ جو اللہ کی شان کے لائق ہرگز نہیں ہے۔ علیٰ ہٰذا القیاس گر فرقِ مراتب نہ کنی زندیق میشو۔

۴۔ اس لیے کہ انسان فطری طور پر اپنے گرد و پیش سے مانوس و متاثر ہوتا ہے لہٰذا اس جملہ یعنی (اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین ہے) کو سننے کیساتھ انسان کا دل و دماغ ان چیزوں کی طرف جاتا ہے جن کو وہ کمال سمجھتا ہے اور مشاہدہ کر چکا ہے یا کر رہا ہوتا ہے جیسے صنعت و حرفت میں کمال، تعلیم میں کمال، امورِ خانہ داری میں کمال، تہذیب الاخلاق و سیاستِ مدنی میں کمال، عبادت میں کمال اور سب پر عیاں ہے کہ قرآن و حدیث کی روشنی میں اس قسم کے کسی بھی کمال کو اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت کرنا شانِ الوہیت کی کھلی توہین و تنقیص ہونے کے ساتھ ساتھ غیر اسلامی عقیدہ ہے۔

۵۔ اس لیے کہ شانِ الوہیت کے متعلق عقیدہ کا مسئلہ ہے جس کا با دلیل قطعی و بلا شک و شبہ اور غیر مجمل واضح الفاظ میں ہونا ضروری ہے۔ مسائل فروعیہ کی طرح نہیں ہے جس میں دلیلِ ظنی یا شک و شبہ اور اجمال کے بعد تفسیر اور اطلاق کے بعد تقیید کی گنجائش ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اکابرینِ اسلام نے شانِ الوہیت

کے متعلق اسلامی عقیدہ کو توہین کی بو وشائبہ اور ہر قسم کے باعثِ اعتراض وتردّد و
شک وشبہ سے پاک واضح الفاظ میں بیان کیا ہے۔

۶۔ اس لیے کہ شانِ الوہیت کے متعلق اس طرح کا موہم کفر وغیر اسلامی جملہ و
الفاظ استعمال کرنے کے بعد علماءِ حق کی گرفت سے بچنے کے لیے توجیہات کا
سہارا ڈھونڈنا انبیاء کرام کے طریقۂ تبلیغ کے سراسر خلاف ہے اور جو تبلیغ طریقۂ
پیغمبر کے خلاف ہو وہ اسلامی تبلیغ ہرگز نہیں ہوسکتی۔ شانِ الوہیت کے متعلق عقیدہ
کی تبلیغِ نبوی یہ ہے کہ ہر پیغمبر نے غیر مشکوک اور واضح الفاظ میں اللہ تعالیٰ کی صفات
کو بیان کیا ہے۔

فتاویٰ کبریٰ میں ہے۔ وطریقۃ الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسّلام
اثبات صفات الکمال علی سبیل التفصیل لا الاجمال[1] یعنی عقیدہ
شانِ الوہیت کے متعلق طریقہ تبلیغ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کی صفات
ثبوتیہ کمالیہ کو غیر مشکوک اور واضح الفاظ میں تفصیل کے ساتھ بیان کرنا ہے نہ کہ
مجمل ومشکوک الفاظ میں اور یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید وحدیث کے وہ مقامات
جن میں متعدد انبیاء ومرسلین صلوٰۃ اللہ وتسلیماتہ علیہم اجمعین کی طرف سے اوصاف
ثبوتیہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی توصیف بیان ہوئی ہے ان سب میں غیر مشکوک
وغیرہ مجمل واضح اور باادب الفاظ کے مبارک جملے موجود ہیں کسی میں بھی باعثِ
شک وشبہ یا موجب تردد و موہم کفر اور مجمل الفاظ نہیں ملتے۔

۷۔ اس لیے کہ جو قول وفعل خرابی عقیدۂ عوام کا سبب بنے اس کا کرنا ناجائز اور
ترک ضروری ہوتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے
لاتقولوا ماشاء اللہ وشاء محمدٌ۔

۱؎ فتاویٰ کبریٰ جلد نمبر ۶ صفحہ نمبر ۵۱۵ نیز اقتضاء الصراط المستقیم صفحہ نمبر ۴۶۵

اس کی وجہ محدثین نے یہی بیان کی ہے کہ اس قسم کے الفاظ سے عوام کا عقیدہ
خراب ہونے کا اندیشہ ہے۔

دوسری حدیث میں ہے کہ جس خطیب نے وَمَنْ عَصَاهُمَا کہا
تھا۔ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا۔
محدثین نے بھی اس کی یہی وجہ بتائی ہے کہ عوام کا عقیدہ اس قسم کے الفاظ سے
خراب ہونے کا اندیشہ ہوسکتا تھا۔

تیسری حدیث میں ہے کہ اپنے غلام یا لونڈی کو عبدی وامتی کہنے سے
منع فرمایا گیا اس کی بھی یہی وجہ بتائی گئی ہے کہ خرابی عقیدہ
عوام کے انسداد کے لیے ہے۔

چوتھی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اَطْعِمْ رَبَّكَ
وَضِّئْ رَبَّكَ وَاسْقِ رَبَّكَ وغیرہ[2] کہنے سے منع فرمایا۔ اس کی وجہ
بھی ماہرینِ حدیث نے یہی بیان کی ہے کہ یہ انسداد سببِ فساد عقیدہ کے لیے
ہے۔ اس سلسلہ میں اور بھی بے شمار حدیثیں موجود ہیں غنیۃ المستملی شرح
منیۃ المصلی میں ہے ومنھا ان العامۃ یعتقدونھا سنۃ[1]
یعنی صلوٰۃ غائب کے ناجائز ہونے کے دلائل میں سے ایک دلیل یہ بھی ہے کہ عوام کو اس
کی سنّت اور حکم شرعی ہونے کا عقیدہ ہوسکتا ہے اور جو چیز خرابی عقیدہ عوام کا سبب
ہو وہ ناجائز ہوتی ہے۔

مذکورہ الفاظ یعنی ”اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین“ سادہ لوح مسلمانوں
کو بطور عقیدہ یاد کرا کے ان کا عقیدہ خراب کرنے کے بعد توجیہات وتاویلات
کے چکر میں پڑنے کا کیا فائدہ ہے جبکہ اسلام اور کفر اور ادب وبے ادبی اور

۱؎ غنیۃ المستملی ص ۴۳۳ ۲؎ بخاری شریف جلد نمبر ۲ ص ۳۴۶

جائز و ناجائز کا دارومدار عُرف پر ہوتا ہے اور عرف شرع میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم یا امر کا مطلب ہمیشہ تشریعی حکم ہوتا ہے۔ المستصفیٰ میں ہے ان الحکم عندنا عبارۃ عن خطاب الشرع اذا تعلق بافعال المکلفین فالحرام هو المعقول فیه اترکوه ولا تفعلوا والواجب هو المعقول فیه افعلوه ولا تترکوه والمباح هو المعقول فیه ان شئتم فاترکوه فان لم یوجد هذا الخطاب من شرع فلا حکم[1]

فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت میں ہے: وهو عندنا معشر اهل السنة خطاب الله المتعلق بافعال المکلفین اقتضاء او تخییرا[2] یعنی حکم کا معنیٰ و مطلب شریعت کے عرف میں اہل السنّت والجماعت کے مذہب میں اللہ تعالیٰ کا وہ خطاب ہے جو مکلّف بندوں کے افعال کے ساتھ اقتضاءً یا تخییرًا متعلق ہو۔

نهایة السئول میں ہے۔ وصار بعد اصطلاح الاصولیین علیه حقیقة عرفیة[3] یعنی علماء اُصول و فقہاء اسلام کی اصطلاح اس پر ہونے کے بعد حکم کا معنی حکم تشریعی میں حقیقۃ عرفیہ بن گیا۔

منہاج الاصول میں ہے۔ الحکم خطاب الله تعالیٰ المتعلق بافعال المکلفین بالاقتضاء او التخییر[4]

یعنی اہل سنّت و جماعت کے مذہب میں اللہ تعالیٰ کی طرف جو حکم نسبتًا ہو اس کا معنیٰ اللہ تعالیٰ کا وہ خطاب ہے جو مکلّف بندوں کے افعال کے ساتھ کرنے یا نہ کرنے کے تقاضا کے ساتھ یا اختیار کے ساتھ متعلق ہو۔

۱ے المستصفیٰ جلد نمبر ۱ صـ ۵۵ — ۲ے فواتح الرحموت جلد ۱، صـ ۵۴

۳ے نہایت السئول جلد ۱ صـ ۴۷ — ۴ے منہاج الاصول جلد ۱ صـ ۴۲

دوسرے شبہ کا ازالہ

دوسرا جملہ یعنی "اللہ کے حکم و امر کے بغیر مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین"، کی مذکورہ توجیہہ بھی خالص مغالطہ ہے یا اشتباہ۔

۱۔ اس لیے کہ اس طرح کی اُلٹی منطق کلمہ توحید کی تشریح میں اسلامی کتابوں سے ثابت نہیں ہے۔ ورنہ حوالہ پیش کیا جائے۔ اسلامی روایات کے خلاف ظاہر الغلط و موہم کفر لفظ استعمال کر کے عام مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے بجائے اس کو ترک کر کے قرآن و حدیث کے مطابق تبلیغ کرنا بہتر ہے۔

۲۔ اس لیے کہ اس طرح کا عقیدہ ابوجہل سمیت تمام مشرکین کا بھی تھا وہ بھی یہی کہتے تھے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی مشیت و ارادہ کے بغیر کچھ نہیں کر سکتے۔ قرآن مجید کی متعدد آیات میں مشرکین کا یہی عقیدہ ذکر کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَقَالَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ نَّحْنُ وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ ؕ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ○[1]

ترجمہ:۔ اور مشرکین نے کہا کہ اللہ نے ہمارے شرک کا ارادہ نہ کیا ہوا ہوتا تو ہم اور ہمارے آباؤ اجداد اس کے بغیر کسی اور چیز کی عبادت نہ کرتے اور نہ ہی اللہ کے حکم کے بغیر کسی چیز کو حرام قرار دیتے۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا سَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اَشْرَكْنَا وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَيْءٍ[2]

ترجمہ:۔ عنقریب کہیں گے وہ لوگ جنہوں نے شرک کیا ہے کہ اگر اللہ ہمارا شرک نہ چاہتا تو ہم اور ہمارے باپ، دادے شرک نہ کرتے ہوتے اور نہ ہی اس

۱ے سورۃ الانعام آیت ۱۴۸ — ۲ے سورۃ الزخرف آیت ۲۰

کے حکم کے بغیر کسی چیز کو حرام قرار دیتے۔

تیسری جگہ ارشاد فرمایا وَقَالُوا لَوْ شَاءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنَاهُمْ [1]

ترجمہ:- اور مشرکین نے کہا اگر اللہ چاہتا تو ہم ان بتوں کی عبادت نہ کرتے۔

مقامِ عبرت

اسلام اور مسلمانوں کو ایسی تبلیغ سے کیا فائدہ ہے جس کا چرچا چودہ سو سال پہلے ابوجہل بھی کر چکا ہے۔ اسلامی تبلیغ کا دارومدار امر بالمعروف ونہی عن المنکر پر ہے یعنی اسلامی عقیدہ یا اعمالِ صالحہ کو انسانی زندگی کے کسی بھی شعبہ میں ترک کیا جا رہا ہو وہیں پر امر بالمعروف کرنا فرض ہے اور اس طرح اگر غیر اسلامی عقیدہ یا منکرات کا ارتکاب کیا جا رہا ہو وہیں پر نھی عن المنکر کرنا فرض ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی مشیت وارادہ وَبِقَدْرِہٖ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ کے خلاف ہونے کا عقیدہ کسی مشرک کا بھی نہیں ہے۔ بلکہ مسلم وغیر مسلم سب کا متفقہ عقیدہ ہے تو پھر ایسی تبلیغ کے لیے مسلمانوں کو ان کے متعلقہ مشاغل ذریعہ معاش صنعت وحرفت وغیرہ ضروریات جن کا کرنا اسلامی روایات کے مطابق لازم ہے سے نکال کر گاؤں گاؤں پھرنا اسلام کی کونسی خدمت ہے؟ فَاعْتَبِرُوا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ۔

شبہ کا ازالہ

اس مقام پر یہ شبہ کیا جا سکتا ہے کہ اللہ کے امر کے بغیر مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا مطلب یعنی اللہ کے ارادہ کے بغیر مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین وعقیدہ اگرچہ ابوجہل کو بھی حاصل تھا اور موحِّد مشرک، مسلم وغیر مسلم سب کا غیر متنازعہ اور مسلمہ مشترکہ عقیدہ ہے لیکن اس کے باوجود موجودہ زمانہ میں اس قسم کی تبلیغ کرنے والوں کی صحبت میں رہنے سے انسان داڑھی، مسواک، نمازِ پنجگانہ کے پابند ہونے کے ساتھ ساتھ نسوار، سگریٹ، پان اور چرس وغیرہ بدفعلیوں سے نجات پا لیتا ہے۔

اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ نماز کا پابند ہونا اور بدفعلیوں سے بچنا یقیناً اچھی صفت ہے ایک بے نماز کے مقابلہ میں نمازی اور بدعمل کے مقابلہ میں نیک عمل انسان ہزارہا درجہ بہتر ہے لیکن عقیدہ خراب ہو جانے کے بعد نماز، روزہ وغیرہ کوئی بھی عبادت وغیرہ قبول نہیں ہوتی۔ اس لیے کہ اسلام کے حوالہ سے ہر قسم کی مقبولیت کے لیے عقیدہ صحیح ہونا اوّلین شرط ہے۔ دُنیاوی لحاظ سے اگرچہ ریش تراش کے مقابلہ میں باریش بدکار کے مقابلہ میں نیکوکار بے نماز کے مقابلہ میں نمازی کو مسلم معاشرہ میں پسند کیا جاتا ہے اور مذہب کے حوالہ سے، نیک، پرہیزگار، بزرگ مبلّغ وغیرہ باعزت الفاظ کے ساتھ یاد کیا جاتا ہے لیکن عِنْدَ اللّٰہِ وَعِنْدَ الرَّسُوْلِ اور اُخروی لحاظ سے بدعقیدہ نمازی کے مقابلہ میں صحیح العقیدہ بے نماز اور بدعقیدہ باریش کے مقابلہ میں صحیح العقیدہ ریش تراش بدرجہا بہتر ہے قرآن کریم نے اس موازنہ کو بایں الفاظ بیان کیا ہے:

اَجَعَلْتُمْ سِقَایَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجَاهَدَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ [1]

ترجمہ:- کیا تم نے حاجیوں کی سبیل اور مسجدِ حرام کی خدمت اس کے برابر ٹھہرالی جو اللہ اور قیامت پر ایمان لائے اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ وہ اللہ کے نزدیک برابر نہیں اور اللہ ظالموں کو راہ نہیں دیتا۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا۔ وَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ وَفِي النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ [2]

ترجمہ:- ان بدعقیدہ مشرکین کے اچھے اعمال ضائع ہو گئے اور وہ ہمیشہ آگ

---

[1] سورۃ توبہ آیت نمبر ۱۹ [2] سورۃ توبہ آیت نمبر ۱۷

میں رہیں گے۔

اور تیسری جگہ ارشاد فرمایا۔ لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ الخ[1]

یعنی بقبلہ ہونا اور عبادت بجا لانا اللہ کے نزدیک کوئی حیثیت نہیں رکھتا جب تک عقیدہ درست نہ ہو۔

چوتھی جگہ ارشاد فرمایا اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ[2]

یعنی کیا بدعقیدگی کے گناہ میں مبتلا لوگوں نے یہ گمان کر رکھا ہے کہ ہم اُن کی زندگی اور موت ان لوگوں کی طرح کریں جنہوں نے صحیح عقیدہ کے ساتھ عملِ صالح کیے ہیں وہ اپنی طرف سے جو فیصلہ صادر کر رہے ہیں وہ بہت بُرا ہے۔

پانچویں جگہ ارشاد فرمایا وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا[3]

یعنی غیر اسلامی عقیدہ والوں کے اچھے اعمال کو ہم نے ریزہ ریزہ کر کے ذرات بنا دیا۔

کلمہ توحید پر قرآن و حدیث کے مطابق عقیدہ رکھنا اوّلین بنیادِ اسلام ہے اور نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ سمیت تمام اعمالِ صالحہ کی قبولیت کی شرط ہے لیکن اس پر یقین کے نام سے قرآن و حدیث کے خلاف عقیدہ جما کر جہلِ

---

۱ سورۃ البقرہ آیت ۱۷۷ — ۲ سورۃ الجاثیۃ آیت ۔
۳ سورۃ الفرقان آیت ۲۳

مرکّب میں مبتلا ہونے کے بعد عند اللہ و عند الرّسول کسی قسم کی عبادت مقبول و مفید نہیں ہوگی۔ ورنہ عبداللہ ابنِ سلول جہنمی قرار نہ پاتا۔ حالانکہ وہ پکّا نمازی باریش تھا۔ اور اس کا نفاق ظاہر ہونے سے قبل اسلام کے حوالے سے متّقی پرہیزگار و معزز سمجھا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ جنگِ اُحد کے لیے تیاری کے سلسلے میں رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دیگر صاحب الرائے صحابہ کی طرح اس کو بھی مجلسِ مشاورت میں بُلا کر اس سے مشورہ طلب کیا بظاہر اِن تمام اچھائیوں اور عبادات کے باوجود وہ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِى الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ کا مصداق صرف اس لیے ٹھہرا کہ اس کا عقیدہ خراب تھا اور کلمہ توحید کی بابت درست عقیدہ نہ ہونے کی وجہ سے اس کی تمام نمازیں، عبادات وغیرہ ضائع ہوگئیں۔

۳۔ اس لیے کہ یہ توجیہہ معتزلہ کا عقیدہ ہے اَلصَّوَاعِقُ المرسلہ میں ہے۔ اَلْاِرَادَةُ بِمَعْنَى الْاَمْرِ عِنْدَ الْمُعْتَزِلَةِ[1] اور فتاویٰ کبریٰ میں ہے:۔ وجهم ومَنْ وافقه مِنَ المعتزلة اشركوا فى ان مشيئة الله ومحبته ورضاه بمعنى واحدٍ[2]

اہلسنّت و جماعت کے مذہب میں اللہ تعالیٰ کا امر و ارادہ جدا جدا چیزیں ہیں:

احیاء العلوم میں ہے۔ اَمْرُ اللّٰهِ غَيْرُ الْاِرَادَةِ[3]

نبراس میں ہے۔ اَلْاِرَادَةُ وَالْمَشِيَّةُ وَالتَّقْدِيْرُ مُتَعَلِّقٌ بِالْكُلِّ وَالرِّضَا وَالْمَحَبَّةُ وَالْاَمْرُ لَا يَتَعَلَّقُ اِلَّا بِالْحَسَنِ لَا الْقَبِيْحِ[4]

نهاية فى الشرح مِنْهَاجُ الْاُصُوْل میں ہے اِنَّ الارادة

---

۱ الصواعق المرسلہ صد ۱۰۸ — ۲ فتاویٰ کبریٰ ج ۸ صد ۴۷۴
۳ احیاء العلوم ج ۱ صد ۱۱۱ — ۴ نبراس صد ۲۷۶

لاتطلق علی الامر بل ھی بمعنی المرجع فقط عندنا وعِندَ ھم تطلق علی معنی الامر بمعنی الطلب [1]

۴۔ اس لیے کہ امر، نہی، حکم یہ تینوں الفاظ عرفِ شرع میں بمعنی حکمِ شرعی کے استعمال ہوتے ہیں۔ الحدیقۃ الندیہ شرح الطریقۃ المحمدیہ میں ہے۔ حُکْمُ اللّٰہِ ھُوَ الْاَمْرُ وَالنھی [2] یعنی عرفِ شرع میں اللہ کے حکم سے مُراد امر یا نہی ہوتے ہیں۔

المستصفٰی مِنْ عِلْمِ الْاُصول میں ہے اِنَّ الْحُکْمَ عِنْدَنَا عِبَارَۃٌ عَنْ خِطَابِ الشَّرْعِ اِذَا تَعَلَّقَ بِاَفْعَالِ الْمُکَلَّفِیْنَ فَالْحَرَامُ ھُوَ الْمَقُول فیہ اترکوہُ وَلَاتَفْعَلُوْہُ والواجب ھُوَ المقول فیہ افعلوہُ وَ لاتترکوہ والمباح ھو المقول فیہ ان شئتم فافعلوہ وَاِنْ شئتم فاترکوہ فان لم یوجد ھذا الخطاب من الشارع فلاحکم [3]

ترجمہ: بے شک اللہ کا حکم اہلِ سنّت وجماعت کے نزدیک خطاب شرعی سے عبارت ہے جب وہ افعال مکلّفین سے متعلق ہو پس حرام وہ حکم جس میں کہا جاتا ہے کہ چھوڑ دو اور اسے مت کرو اور واجب اللہ کا وہ حکم ہے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس کو کرو اور چھوڑو مت اور مباح اللہ کا وہ حکم ہے جس کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ چاہو اسے کرو، چاہو اسے چھوڑ دو۔ پس اگر شارع کی طرف سے یہ خطاب نہ پایا جائے تو اللہ کا حکم بھی نہیں ہوگا۔

مسلم الثبوت میں ہے الباب الثانی فی الحکم وھو عندنا خطاب اللہ المتعلق بفعل المُکلف اقتضاءً او تخییرًا [4]

---

[1] نہایۃ السول ج ۱ صد ۲۴۱ [2] الحدیقۃ الندیہ ج ۱ صد ۲۴۶ [3] المستصفٰی ج ۱ صد ۵۵ [4] مسلم الثبوت صد ۱۲

مذکورہ تصریحات سے واضح ہوا کہ اہلِ سنّت وجماعت کے چاروں مذاہب کے عرف ہیں اسلام کے حوالہ سے اللہ کا حکم یا امر کے الفاظ جب بھی استعمال کیے جاتے ہیں تو ان سے مُراد ہمیشہ حکمِ تشریعی ہوتا ہے نہ کہ معنی لغوی وغیرہ۔ یہی وجہ ہے کہ عقائد کی عبارت میں وَحُکْمِہٖ کے لفظ پر اعتراض ہو رہا تھا جس سے بچنے کے لیے شرح عقائد نے اس کی تاویل خطابِ تکوینی کے ساتھ کی ہے۔

خلاصہ مذہب اہلِ سنّت وجماعت

یہ ہے کہ مخلوق سے صادر ہونے والے ہر قسم کے اعمال وافعال اللہ تعالےٰ کی تقدیر وارادہ اور خطابِ تکوینی کے مطابق ظاہر ہوتے ہیں لیکن اچھے اور بُرے اعمال کا فرق یہ ہے کہ مخلوق سے صادر ہونے والے اچھے اعمال مطابق حکمِ تکوینی تابع تقدیر وارادہ ہونے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالےٰ کے حکم وامر یا رضا سے ہوتے ہیں اور بُرے اعمال مطابق حکم تکوینی وتابع تقدیر وارادہ ہوتے ہوئے بھی اللہ تعالیٰ کے حکم وامر اور رضا کے بغیر ہوتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا کہ اِنَّ اللّٰہَ لَایَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ [1]

۵ اس لیے کہ یہ الفاظ وعقیدہ کلمہ توحید کے مقصد کے طور پر بیان کیا جاتا ہے۔ حالانکہ معنی مقصودی اور مطلوب کلام کو شریعت کی زبان میں عبارۃ النص کہتے ہیں۔ جو صراحتہً آسانی کے ساتھ بلا تاویل وتوجیہہ مخاطب کی سمجھ میں آجائے۔ تحریر الاصول ابن ہمام کی شرح التقریر والتحبیر میں ہے فعبارۃ النص دلالتہ علی المعنی مقصودًا اصلیا [2]

اگر مذکورہ الفاظ وعقیدہ یعنی اللہ کے امر وحکم کے بغیر مخلوق سے کچھ نہ ہونے کا یقین کلمہ توحید کا مقصودی معنی ومطلوب ہوتا تو پھر اس قسم کی تاویلیں کرنے کی یوں

---

[1] سورۃ الاعراف آیت ۲۸ [2] التقریر والتحبیر جلد ۱ صد ۱۰۶

ضرورت پیش آتی ۔

حقیقت یہ ہے کہ کلمہ توحید میں کوئی لفظ بھی ایسا نہیں جو اس عقیدہ شنیعہ بدعیہ پر دلالت کرتا ہو ورنہ بتایا جائے وہ کونسا لفظ ہے ؟ انصاف یہ ہے کہ مذکورہ الفاظ عقیدہ یعنی "اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین اور اللہ کے امر کے بغیر مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین" بدعت ضلالہ، شانِ الوہیت کی توہین، شریعت محمدی پر بہتان اور غیر اسلامی تبلیغ ہونے کے سوا اور کچھ بھی نہیں ہے ۔ لہٰذا ایمان کا تقاضا یہی ہے کہ اس غیر پوشیدہ جرم سے اعلانیہ توبہ کرکے مطابقِ قرآن وحدیث امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے عظیم فریضہ اسلام کی ادائیگی کے لیے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ تبلیغ کے مطابق اسلامی تبلیغ کا انتظام کیا جائے ۔

استفتاء بخدمت علماء کرام ومفتیان عظام

حضرات کرام ہر قسم کے تعصب و جانبداری سے پاک حمیتِ اسلامی اور نہی عن المنکر کے مذہبی جذبہ کے باعث بغرضِ اصلاح جس عقیدہ و الفاظ کو اس سوالنامہ میں غیر اسلامی تبلیغ وعقیدہ اور توہین شانِ الوہیت وشریعتِ محمدیؐ پر بہتان ثابت کیا گیا ہے آپ بھی ہر قسم کے تعصب سے بالاتر رہتے ہوئے حسبۃ للہ ۔

۱۔ شان الوہیت کی بابت عقیدہ کی حیثیت سے اس پر غور فرمائیں ۔

۲۔ عقائدِ اسلامیہ کے محافظ کی حیثیت سے میری طرف سے بیان کردہ دلائل کا جائزہ لیجیے ۔

۳۔ اگر آپ نے اپنی تحقیق کی روشنی میں میرے دلائل سے اختلاف کیا تو میرے خلاف فتویٰ صادر فرما کر میری تسلی فرمائیں میں آپ کا شکریہ ادا کروں گا ۔

۴۔ اگر میرے دلائل کو قرآن وحدیث، و اسلامی دستاویزات، کے مطابق

پایا تو نہی عن المنکر کے اس مذہبی فریضہ کی ادائیگی میں تائید وتوثیق فرمائیے یا مستقل فتویٰ فرما کر سادہ لوح مسلمانوں کو اس اعتقادی گمراہی سے بچا کر اپنی مذہبی ذمہ داری انجام دیجیے ۔ اَجرُکُم عَلیَ اللہ ۔

المستفتی

پیر محمد چشتی

مرکزی صدر پاسبان اہل سنّت وجماعت صوبہ سرحد

مہتمم جامعہ غوثیہ معینیہ بیرون یکہ توت پشاور شہر

• خطیب جامعہ مسجد غوثیہ موچی لڑہ بازار پشاور

رُکن جماعت اہلسنّت پاکستان

رُکن متحدہ علماء کونسل پاکستان

رابطہ کے لیے فون :- ۶۴۵۴۵-۲۱۲۵۹۰-۲۱۱۰۶۵

وتعاونوا علی البر والتقویٰ

نیکی اور تقویٰ پر ایکدوسرے کی مدد کرو ۔ (القرآن)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شاہنشہِ ارض و سما بلغ العلیٰ بکمالہٖ

•

وصفِ رُخِ اُو والضحیٰ کشف الدجیٰ بجمالہٖ

•

قرآں با خلاقش گواہ حسنت جمیع خصالہٖ

•

صدقاً یقیناً راسخاً صلوا علیہ وآلہٖ

ماشاء اللہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ والمنۃ کہ دریں ایام پُر فتن ایں کتاب لاثانی
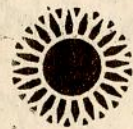
بتائید یزدانی

المسمّٰی بہٖ

اظہار الکمال علیٰ کشف جہل الجہال

یعنی

موجودہ تبلیغی جماعت کی شرعی حیثیت

مُصنّف و مؤلّف :

جناب مولوی سیّد احمد شاہ صاحب ولد حضرت نور شاہ صاحب سکنہ اخون کلے نیک پی خیل ضلع سوات
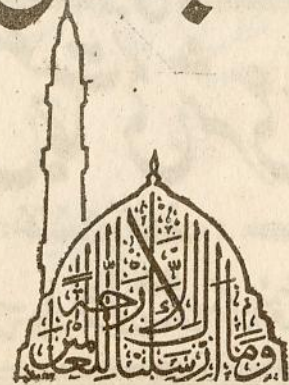
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وجہ تالیف

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم صنفان من امتی لیس لھما فی الاسلام نصیب ن المرجئۃ والقدریۃ۔ (مشکوٰۃ شریف)

(ترجمہ)، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اُمت کے دو فرقے ایسے ہیں جنہیں اسلام سے کچھ حصہ نہیں ملا ایک تو مرجئہ اور دُوسرا قدریہ۔

(ف) مرجئہ سے مراد فرقہ جبریہ ہے جو اسباب کا قائل نہیں یہ لوگ کہتے ہیں کہ کسی فعل کا انسان کی طرف نسبت کرنا ایسا ہے جیسے کسی فعل کو کسی جمادات کی طرف نسبت کرنا ہو۔ اس لیئے کہ جمادات کو یعنی اینٹ پتھر وغیرہ از خود حرکت کرنے یا اپنے پھینکے جانے پر کوئی اختیار نہیں جب کوئی انہیں پھینک دے تو حرکت میں آجاتے ہیں ورنہ جہاں پڑے ہیں وہیں پڑے ہیں۔ وُہ کہتے ہیں کہ اس طرح بندے کو اپنے کام میں کچھ دخل نہیں اور وُہ محض بے اختیار ہے۔

قدریہ سے مراد وُہ فرقہ ہے جو تقدیر کا منکر ہے۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ تمام فعل بندہ کے اپنے اختیار و قدرت سے ہوتے ہیں تقدیر کا اس میں کوئی دخل نہیں انسان جو چاہے اور جیسے چاہے کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ان دونوں فرقوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ یہ دونوں انتہا پر چلے گئے ہیں انہوں نے اعتدال کا راستہ چھوڑ دیا ہے۔

دونوں کے عقیدے غلط ہیں کیونکہ نہ تو یہ بات درست ہے کہ انسان بالکل بے بس اور بے اختیار ہے اپنے عمل اور فعل پر کوئی اختیار نہیں رکھتا۔ اور نہ یہ بات درست ہے

کہ سب کچھ انسان کے بس میں ہے کہ وُہ جو چاہے اور جیسے چاہے کرے اس پہ کوئی روک ٹوک نہیں.

اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنے فعل پر مختار بنایا ہے۔ اگرچہ اس کی تقدیر پہلے سے لکھ رکھی ہے. لیکن اسے نیک و بد راہ کے منتخب کرنے کا اختیار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کو نیک راہ پر پیدا کیا ہے۔ اسے نیکی اور بدی کی راہ سے آگاہ کر دیا گیا ہے۔ اب اس کی اپنی مرضی ہے۔ جس پر چاہے۔ ہو لے. نیکی کرے گا تو اجر پائے گا۔ بدی کرے گا تو سزا پائے گا۔ اس حدیث سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے۔ کہ نہ تو یہ سمجھ کر بے عمل اور گمراہ ہو جائیں کہ ہر کام کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ ہمارے کاموں کا مختار اور ذمّہ دار وہی ہے۔ اور نہ یہ سمجھ کر تقدیر سے انکار کریں کہ ہر کام کرنا یا نہ کرنا خود ہمارے بس میں ہے بلکہ اعتدال کی راہ اختیار کرنی چاہیئے. کہ اللہ تعالیٰ کو قادرِ مطلق اور مختارِ کُل سمجھیں اپنے آپ کو اپنے کاموں کا ذمّہ دار سمجھیں اور اس سے دُعا کریں کہ وُہ ہمیں نیک کام کرنے کی توفیق دے۔ تمام کام اللہ جل شانہٗ کی توفیق سے انجام پاتے ہیں۔ اس نے ہمیں نیت اور ارادہ پر اختیار دیا ہے۔ اور ساری جزا و سزا اسی نیّت اور ارادہ کے مطابق ملے گی.

ہمیں خوف ہے کہ رائے ونڈ تنظیم جو تبلیغی جماعت کے نام سے قائم ہے اس حدیث کا نشانہ بن رہی ہے۔ اور یہ عین یقین کے حد کو پہنچا ہے.

اَلْحَمْدُ لِمَنْ اَنْطَقَ لِسَانَ الْاِنْسَانِ بِنُطْقٍ فَصِيْحٍ لِيَسْتَدِلَّ عَلٰى تَوْحِيْدِ ذَاتِهٖ وَيَحْتَجَّ بِكَمَالَاتِ قُدْرَةٍ وَصِفَاتِهٖ وَالصَّلٰوةُ الْكَامِلَةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ بعثه الله تعالٰى برشادة الثقلين وعلى اٰله واصحابه الذين الباذلين الفهم فى سبيل الله لاعلاء الدين والايمان وهدم بنيان الكفر والطغيان لاسيما الخلفاء الراشدين الى الله تعالٰى واعين هم الذين عرجوا معارج الولاية والعرفان وبذلوا جهدهم لاعلاء كلمة الرحمٰن وعلى من

تبعهم باحسان الباذلين جهدهم فى استنباط الاحكام وبعد فيقول العبد المعتصم بحب الله المتين المدعو بسيد احمد شاه ولدحضرت نور شاه خاص سکین اخون کلے علاقہ نیک پی خیل تحصیل کبل ضلع سوات فهذه رسالة. یہ ایک رسالہ ہے جس میں حقیقت کی پہچان واضح اور ثابت ہے۔ یعنی تبلیغ، مراتب تبلیغ، اللہ اور رسول کے نزدیک مبلغین کون ہیں۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی فضیلت قرآنی آیات کے ساتھ، اقسام امر بالمعروف اور نہی عن المنکر، طریقہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے اہل کون ہیں اور رائے ونڈ تنظیم جو تبلیغی جماعت کے نام سے مشہور ہے کی جہالت کی وضاحت اکثریت جن کی جاہل یعنی اَن پڑھ ہے۔ جو مقدمہ، مقصدین اور خاتمہ پر مشتمل ہے.

"بحث المُقَدَّمَہ"

عن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنه قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم انما الاعمال بالنیات وانما لامرئٍ ما نوی. (الحدیث)

بے شک آدمی کے عمل کا دار و مدار اس کی نیّت پر منحصر ہے.

قوله انما الاعمال هٰذا الحديث اصل عظيم من اصول الدّين قال ابن مهدی وغیرہ. ينبغى لمن صنّف كتاباً ان يبداء بهذا الحديث تنبيهًا للطالب على تصحيح السنيه (مشكوٰة شريف) وليس غرضى من ذالك اى من التصنيف ان يدرج اسمى فى المؤلّفين وليشتهر اسمى فى العالمين بل المقصود ان يحصل العلم لمن لا يعلم جهلهم و كذبهم ويظهر كذبهم و تحريفاتهم اى المبلغين لسائر الناس بنصيحة عقد العزيز ج ۲ ص ۹۴

تبلیغی جماعت کے حضرات نے کہا ہے کہ ہم سے کتاب یا بیان میں کوئی غلطی

سرزد ہو چکی ہو تو اصلاح کرنی چاہیئے۔ اعتراضات کرنا مناسب نہیں (تبلیغی نصاب مترجم پشتو صفحہ ۹) ان کی پہلی بات تو درست ہے کہ ہم سے اگر کچھ غلطی ہو چکی ہو۔ اس لئے فان الانسان محل الغفلات وهو فقير بالذات ولو صار من اكبر ملوك الدنيا فهو فقيرٌ لان غناه عرضي عرض له من حصول الجاه والمال فما استغنى الا بغيره بخلاف الحق جل وا على (اليواقيت و الجواهر ج ۲ صفحہ ۲۰)

کہ انسان سے بھول چوک ممکن ہے کہ وہ غلطی کا پتلا ہے۔ چاہے وہ دنیا کا بڑے سے بڑا بادشاہ کیوں نہ ہو مگر پھر بھی وہ عاجز ہے کیونکہ اس کی جاہ حشمت مال و دولت ذاتی کمال سے نہیں بلکہ اللہ جلّ شانہ کی عطیہ سے ہے۔ ان کا دوسرا قول کہ اعتراضات کرنا مناسب نہیں۔ یہ قول ان کا تب درست ہو سکتا ہے۔ جب قرآن و سُنّت کے موافق ہو۔ اگر ان کا قول و فعل کتاب و سنّت کے خلاف ہو تو اعتراض کرنا لازمی ہے جیسا کہ الیواقیت والجواہر میں مذکور ہے وكان شيخ الاسلام المخزومي يقول لا يجوز لاحد من العلماء الانكار على الصوفيه الا ان يسلك طريقهم ويرى افعالهم واقوالهم مخالفة للكتاب والسنة (جلد اوّل صفحہ ۱۴) یعنی شیخ الاسلام مخزومیؒ فرماتے ہیں کہ کسی بھی عالم کو اُس وقت تک صُوفیا پر اعتراض کرنا جائز نہیں جب تک ان کا مسلک، افعال اور اقوال کو کتاب و سُنّت کے مخالف خود نہ دیکھ لے۔

فائدہ: تبلیغی جماعت کے عقائد اور اقوال کتاب و سنّت کے مخالف ہیں۔ غالباً ان کا عقیدہ ہے کہ کلمہ تمجید کا شروع بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ سے نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ بسم اللہ کلمہ تمجید کے ساتھ مکتوب نہیں ہے۔ ان کا یہ عقیدہ عین آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم پر اعتراض ہے۔ اسلیے کہ کل امر ذی الخ ہے۔ سیاتی تفصیلہ انشاءاللہ تعالیٰ۔

بیانِ فضیلت بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

منها من قرأ بسم الله الرّحمان الرّحيم ط يخلق الله لهذا القارى تسع عشر ملكاً يستغفرون له الى يوم القيامة. وايضاً قال عليه السّلام من قرأ بسم الله الرحمٰن الرّحيم ط يذب الشيطان كما يذب الرصاص فى النّار. وقال عليه السّلام من قرأ بسم الله الرحمٰن الرحيم يفتح عليه ابواب الجنة ويشد عليه ابواب النّار وايضاً قال عليه السّلام من قرأ بسم الله الرّحمٰن الرّحيم فكانما اعتق الف رقبة وايضاً قال عليه السّلام من قال بسم الله الرحمٰن الرّحيم ط مرة لو يبقى من ذنوبه ذرة (حاشیہ کنز المبارک جلد اول صفحہ ۱ تا صفحہ ۳)

ترجمہ: اس کی فضیلت میں سے یہ ہے جس نے بسم اللہ الرّحمٰن الرحیم پڑھا تو اللہ تعالیٰ انیس فرشتے پیدا فرماتے ہیں جو قیامت تک اس پڑھنے والے بخشش مانگتے رہتے ہیں۔ نیز فرمایا حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ لیتا ہے۔ شیطان اس طرح پگھلنے لگتا ہے جس طرح سیسہ آگ میں پگھلتا ہے۔

فرمایا حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جو کوئی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ لے تو اس کیلئے جنّت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے اس کیلئے بند کر دیئے جاتے ہیں۔

نیز فرمایا حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جو کوئی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ لے گویا کہ اس نے ایک ہزار غلام آزاد کر لیئے نیز فرمایا حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جو کوئی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ایک بار پڑھ لیتا ہے تو اس کے تمام گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں۔

فائدہ: بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم پڑھنے میں چودہ ۱۴ فائدے ہیں:

کلمۂ تمجید کی فضیلت کا بیان

عن ابی موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لہ قل لاحول ولا قوۃ الا باللہ فانہا کنز من کنوز الجنۃ۔

(رواہ البخاری ومسلم وابوداؤد والترمذی والنسائی و ابن ماجہ)

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھا کرو جو جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔ روایت کیا اسے بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من قال لاحول ولا قوۃ الا باللہ کان دواءً من تسعۃ وتسعین داءً ایسرھا الھم (رواہ طبرانی فی الاوسط والحاکم وقال صحیح الاسناد ترغیب ترھیب جلد ۳ صفحہ ۲۵۲ وص ۲۵۳)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھے یہ ننانوے بیماریوں کا علاج ہے اور سب سے آسان دل کا بوجھ ہے روایت کیا اسے طبرانی وحاکم نے اور اسے صحیح الاسناد جانا ہے (ترغیب ترہیب جلد تین صفحہ ۲۵۲ تا صفحہ ۲۵۳)

فائدہ: معلوم ہوا کہ کلمہ تمجید جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے تو بڑی ایک عظیم الشان نیکی۔ ہر کار نیک کا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے شروع کرنا سنت اور تمام انبیائے کرام کا طریقہ رہا ہے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

کل امر ذی بال لم یبدأ فیہ بسم اللہ فھو ابتر واقطع ومعنیٰ اقطع قلیل البرکۃ ای اقطع من کمال البرکۃ وھو ای الابتداء بالبسملۃ امر مستحب موجب لزیادۃ الثواب والبرکۃ اعلم ان فی تقدیم البسملۃ وجوھًا قولہ تعالیٰ اقرأ باسم ربک الذی خلق ای اقرأ مفتتحاً باسم ربک ای

قل بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وھٰذا یدل علیٰ ان البسملۃ مامور بھا فی ابتداء کل قراءۃ وخیر منھا حدیث البخاری فی کتاب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) الیٰ ھرقل بسم اللہ الرحمٰن الرحیم من محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) عبداللہ ورسولہ ومنھا انہ تعالیٰ متقدم بالوجود والقدیم الخالق ینبغی ان یکون ذکرہ ایضاً سابقاً وھٰذا لا یصح الا اذا کانت قراءۃ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سابقہ علیٰ سائر الاذکار وامور الخیر بنایہ شرح ھدایہ جلد اول ص ۱۳ وص ۱۵۔

ترجمہ: ہر کام شروع جس کا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے نہ کی جائے تو وہ بے نام و نشان اور اقطع ہے۔ اقطع کی معنی قلیل البرکت یعنی کمال برکت سے گرا ہوا یعنی بسم اللہ سے شروع کرنا ایک مستحب کام ہے۔ زیادتی ثواب اور برکت کا باعث ہے۔ جان لے۔ بسم اللہ کی تقدیم میں وجوہات ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ پڑھ اللہ کے نام سے جس نے پیدا کیا۔ یعنی پڑھ اپنے اللہ کے نام سے شروع کرتے ہوئے۔ اے پڑھ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ دلالت ہے اس بات پر کہ ہر قرأت اور بھلائی سے پہلے بسم اللہ سے شروع کرنے کا حکم ہے۔ اس کی ثبوت میں بخاری شریف کی حدیث دیکھ لو۔ ہرقل کے نام حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتدا جس کا بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ سے کیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جو خدا کے بندے اور رسول ہیں اور (ثبوت) میں سے یہ کہ اللہ تعالیٰ ذات کے لحاظ سے مقدم اور خالق ہونے سے مقدم اس لئے مناسب ہے کہ اس کا ذکر سب سے مقدم ہو۔ یہ تب درست ہو سکتا ہے جب بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا پڑھنا تمام اذکار اور بھلائی کے کاموں سے مقدم ہو۔ (بحوالہ بنایہ شرح ہدایہ جلد اوّل ص ۱۳ وص ۱۵)

فائدہ: جب شارع کی طرف سے ہر نیک کام کا شروع کرنا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے ضروری ہے اور سنت طریقہ ہے نیز تمام انبیائے کرام سے قولاً وعملاً ثابت ہے تو عقیدہ اس تبلیغی جماعت کا جو گلیوں میں گشت کرتی ہے کہ کلمہ تمجید کا بسم اللہ کے ساتھ پڑھنا شرعاً منع ہے تمام انبیائے کرم کے خلاف ہے بلکہ صریح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول اور فعل پر اعتراض ہے۔ خوب سمجھو۔

اعلموا یعنی جان لو۔ اے تبلیغی جماعت والو۔ خلاصہ اور منبع پڑھ لیں کہ تمہیں اپنے دین کا علم ہوجائے کہ تمہیں اُن امور کا پتہ چلے جن کا ابتدا بسم اللہ سے منع ہے اور تمہیں علم ہوجائے کہ دین فقہ میں ہے۔ اور تم نے فقہ سے اپنے آپ کو محروم رکھا ہے۔ کما فی غایۃ التحقیق ولم لیتم رائحۃ الفقہ ای اصول الفقہ ص۲۸۵

یعنی غایۃ التحقیق میں ہے کہ وُہ فقہ کی خوشبو نہیں سونگھ سکتا یعنی اصول فقہ نہیں جان سکتا۔

وُہ امور فقہاء کراموں نے بیان فرمائے ہیں۔ جن کا بسم اللہ سے شروع کرنا منع ہے۔ کما فی طحطاوی قولہ فعل المکلف من حیث ما یعرض لہ من الاحکام الخمسۃ وھی الوجوب والندب والاباحۃ والحرمۃ والکراھۃ والاتیان بالبسملۃ عمل یصدر من المکلف فلابد اُن یتصف بحکم ۔ فتارۃ[۱] یکون فرضًا کما عند الذبح وتارۃ[۲] یکون واجبًا علی القول بأنہا اٰیۃ من الفاتحۃ وان کان خلاف المذھب لان الاخبار واردۃ فیہا مع المواظبۃ تفید الوجوب۔ وتارۃ[۳] یکون سنۃ کما فی الوضوء واوّل کل امر ذی بال ومنہ الاکل والجماع ونحوھما وتارۃ[۴] یکون مباحًا کما ھی بین الفاتحۃ والسورۃ علی الراجح وفی ابتداء المشی والقعود۔

وتارۃ[۵] یکون الاتیان بہا حرامًا کما عند الزنا ووطی الحائض وشرب الخمر واکل مغصوب او مسروق وتارۃ[۶] یکون الاتیان بہا مکروھًا کما فی اول سورۃ براءۃ

دون اثنائہا فیستجر ومنہ عند شرب الدخان وفی محل النجاسۃ طحطاوی ص۳ یعنی جیسا کہ طحطاوی کا قول ہے کہ (بسم اللہ کے لیے) ہر مکلف پانچ امور سے سامنا کرتا ہے یا پڑھنا اس کا اس کے لیئے وجوب کا حکم رکھے گا یا ندب کا یا اباحت کا یا حرمت کا یا کراہت کا۔ اسے اس کے احکام جاننا لازمی ہے۔ کبھی[۱] اُسے بسم اللہ کا پڑھنا فرض ہوجاتا ہے۔ جیسا کہ ذبح کرتے وقت۔ اور کبھی[۲] اس کا پڑھنا

واجب ہوجاتا ہے کیونکہ یہ سورہ فاتحہ کی ایک آیت ہے۔ اگرچہ خلاف مذہب ہو کیونکہ اس کی دوام پر اتنی حدیثیں وارد ہوچکی ہیں جن سے اس کا وجوب ثابت ہوتا ہے اور کبھی[۳] اس کا پڑھنا سنت ہوتا ہے جیسا کہ وضو میں اور کل امر ذی بال (والی حدیث) مثلاً کھانا کھانا، جماع کرنا وغیرہ۔

کبھی اس کا پڑھنا[۴] مباح بن جاتا ہے۔ جیسا کہ سورہ فاتحہ اور سورت کے درمیان ترجیحاً، چلنے اور بیٹھنے میں۔

اور کبھی[۵] اس کا پڑھنا حرام ہوجاتا ہے جیسا کہ زنا کرتے وقت یا حیض کی حالت میں وطی کے وقت، شراب پینے، غصب اور چوری کا مال کھانے کے وقت۔

اور کبھی[۶] اس کا پڑھنا مکروہ ہوجاتا ہے جیسا کہ سورہ براءت کی شروع میں (حالانکہ اس سورت کے بغیر دیگر سورتوں کے ساتھ اس کا پڑھنا سُنّت ہے)۔

حقہ، سگریٹ پیتے وقت اور گندگی کی جگہ۔ (طحطاوی ص۳)

کلمہ طیّبہ اور تبلیغی جماعت

رائے ونڈ تنظیم یعنی تبلیغی جماعت کلمہ طیبہ کا معنی یوں کرتی ہے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کا مقصد اور مفہوم یہ ہے کہ خالق سے ہونے کا یقین کریں گے یعنی خالق سب کچھ کرسکتا ہے اور مخلوق کچھ نہیں کرسکتی۔ بالفاظِ دیگر جو کچھ ہوتا ہے خالق سے ہوتا ہے مخلوق سے کچھ نہیں ہوتا۔

سبحان اللہ۔ یہ تو عین عقیدہ جبریہ ہے اور یہ ایک کھلی حقیقت بھی ہے۔ وَالْحَقُّ ھٰذِہٖ ای عقید تھم عقیدۃ الجبریۃ لیست بتحقیقات بل تحریفات جواھر البھیہ ص۳۱۲۔ دیکھو جواہر البھیہ ص۳۱۲۔

تحریف کیوں! تحریف اس لئے کہ کلمہ طیّبہ قرآن پاک کا جز ہے اہلسنّت والجماعت کے نزدیک اس کا یہ معنیٰ اور مطلب نہیں ہے۔ میرے بھائیو! کلمہ طیّبہ اس

عالم کا رُوح ہے جیسا کہ مذکور انوار محمودیں۔ قولہ باب قیام الساعۃ من مات فقد قام قیامتہ قال العلماء ان روح العالم ھو الدنیا کلمۃ لا الٰہ الا اللہ فاذا خرج الرّوح وبقی اشرار الناس ای کافر تفسد العالم والدنیا جلد ثانی ۲۷۴۔ باب قیام الساعۃ میں اس کا قول ہے جو مرا اس کی قیامت برپا ہوئی۔ علماء کا قول ہے۔ کہ رُوح العالم یعنی دُنیا کی رُوح کلمہ طیبہ ہے۔ جب روح نکل جائے بدترین لوگ یعنی کافر باقی رہ جائیں تو عالم اور دنیا میں فساد برپا ہو جائے گا۔

تمام عبادات کلمہ طیبہ پر موقوف ہیں، ملاحظہ ہو بدائع کی عبارت واقرب من ذالک الایمان باللہ الذی ھو رأس العبادۃ۔ جلد اوّل صـ۳۳۴ یعنی اللہ پر ایمان لانا عبادت کی اصل ہے۔ ملاحظہ ہو رُوح البیان کی عبارت:

احسن الحسنات کلمۃ لا الٰہ الا اللہ اذا التوحید رأس الدّین فلا افضل منہ کما ان الرأس افضل الجوارح۔ سورہ الرعد پارہ ۱۳ صـ۳۴۴

یعنی سب سے بڑھ کر نیکی کلمہ توحید ہے جبکہ توحید دین کا سر ہے اس سے کوئی چیز افضل نہیں جیسا کہ سر جسم کے تمام اعضا میں افضل ہے۔

وایضاً فی روح البیان وکلمۃ التوحید مرکبۃ من النفی والاثبات نتنفی ماسوی المعبود وتثبت ما ھو المقصود ای المعبود برحق۔ جلد رابع صـ۲۶۲

نیز رُوح البیان میں ہے کہ کلمہ توحید (کلمہ طیبہ) نفی اور اثبات سے مرکب ہے۔ معبودِ غیر سے نفی اور اثباتِ مقصود ہے یعنی معبود برحق (جلد چہارم صـ۲۶۲)

حاصل کلام: لا الٰہ الا اللہ کلام استثنائی ہے جو نفی اور اثبات سے مرکب ہے۔ نفی لا الٰہ ہے۔ اثبات الا اللہ ہے۔ ذات سے نفی اور اثبات کیا جاتا ہے۔ نہ افعال سے کہ تم لوگ کہتے ہو کہ اللہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ اور مخلوق کچھ نہیں کر سکتی جب کہ حکم مرتب ہوتا ہے اُس چیز پر جو ذہن جلدی قبول کرتا ہو جیسا کہ فتح القدیر میں بحث ذبائح میں مذکور ہے۔

کلمہ طیّبہ کا یہ معنیٰ غلط سے غلط ترین اور فحش سے فحش ترین ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ پر اعتراض ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ خالق اور بندہ کا سبب ہے۔

اعلم اقسام اشخاص: اہلِ سنت والجماعت کے نزدیک تین طرح کے آدمی ہیں۔ عوام۔ خواص۔ اخص الخواص۔ معنی اور مطلب میں ایک دوسرے سے جُدا جُدا ہیں کما فی روح البیان قولہ تعالیٰ ربنا ما خلقت ھٰذا باطلا۔ سُبحٰنک فقنا عذاب النّار معنیٰ لا الٰہ الا اللہ للعوام لا معبود الا اللہ ومعنھا للخواص لا محبوب ومقصود الا اللہ معنھا لاخص الخواص لا موجود الا اللہ فانہ یکون فی تلک الحالۃ مستھلکا فی بحر الشھود فلا یشعر لشیٔ سوی اللہ ولا یریٰ موجودا (جلد ثانی سورۃ العمران صـ۱۳۶)

جیسا کہ رُوح البیان میں ما خلقت ھذا الخ کی تفسیر سے واضح ہے۔ لا الٰہ الا اللہ عوام کے لیئے۔ لا معبود الا اللہ خواص کے لیئے۔ لا محبوب لا مقصود، لا موجود الا اللہ یہ اخص الخواص کے لیئے ہے۔ یہ پڑھتے وقت اخص الخواص "شہود" کی سمندر میں غرقاب ہوتا ہے۔ اللہ کے بغیر نہ اُسے کوئی شعور ہوتا ہے اور نہ کوئی موجود۔ جلد دوم سورۃ العمران صـ۱۳۶۔

اہلسنّت والجماعت کے نزدیک کلمہ طیّبہ لا الٰہ الا اللہ کا معنیٰ

اہلسنّت والجماعت کے نزدیک کلمہ طیّبہ کا متفق علیہ معنیٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ذات، وجود، صفات اور افعال میں تمام مخلوقات سے مستغنی ہے۔ تمام مخلوقات اس کا محتاج اور عین معبود برحق ہے۔ عین واجب الوجود کا یہی معنیٰ ہے جیسا کہ جواہر البھیہ شرح عقائد النسفیہ میں مذکور ہے۔ قولہ ولا یحتاج الیٰ شیٔ اصلا یعنی لا فی ذاتہ ولا فی صفاتہ ولا فی افعالہ اذ معنی الالوھیۃ استغناء الالٰہ من کل ماسواہ وانتقاد کل ما عداہ الیہ۔

قولہٗ اصل میں کسی چیز کو محتاج نہیں۔ یعنی نہ اپنی ذات میں نہ وجود میں نہ صفات میں اور نہ صفات میں یہی مطلب الوہیت کا ہے۔ مستغنی ہونا سب سے مگر سب اُسی کے محتاج ہیں۔

فمعنی لا الٰہ الّا اللہ مستغنی عن کل ما سواہ ومفتقرًا الیہ کل ما عداہ الّا اللہ تعالیٰ واستغنائہ عن کل ما سواہ فھو یوجب لہ الوجود والقدم والبقا والمخالفۃ للحوادث والقیام بالنفس والتنزہ عن النقائص جلد اوّل ص۲۱۳ وفی حاشیۃ طحطاوی۔

واشھد ان لا الٰہ الا اللہ أی اصدق بقلبی واُقر بلسانی مع الاذعان والانقیاد انہ لا الٰہ الّا اللہ والقول الجامع المدفع عند الموانع فی معنھا انہ لا معبود مستحق للعبادۃ إلا الواجب الوجود المستحق لجمیع المحامد فی الواقع کما قال العصامؒ فی الاطول۔

قال السنوسي وإن شئت لا مستغنی علی العموم ولا مفتقر إلیہ علی العموم الّا اللہ عزّ وجلّ وھذا المعنیٰ اظھر من الاوّل واقرب منہ وھو اصل لہٗ إذ لا یستحق ان یعبد أی یذل لہ کل شئ الا من کان مستغنیا عن کل شئ مفتقرا الیہ کل شئ فظھر ان العبارۃ الثانیۃ أحسن من الاولیٰ لانھا تستلزم اندراج جمیع عقائد الایمان تحت ھذہ الکلمۃ الشریفہ ص۵۔

یعنی لا الٰہ اللہ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ماسوا کے غنی ہے اور سب کچھ اُسی کا محتاج ہے اور اس کا مستغنی ہونا تمام مخلوق سے۔ تمام مخلوق سے اُس کا مستغنی ہونا اُس کے لیئے واجب ٹھہراتا ہے کہ اسے وجود ہو۔ قدیم ہو۔ بقا ہو۔ حوادث سے پاک ہو۔ اپنی ذات سے قائم ودائم ہو۔ نقائص سے مبرا ہو (جلد اول صفحہ ۲۱۳)

طحطاوی کے حاشیہ پر ہے۔ گواہی دیتا ہوں کہ اس کے بغیر کوئی معبود نہیں دل سے تصدیق زبان سے اقرار کرتا ہوں۔ مکمل یقین سے گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے بغیر کوئی معبود برحق نہیں۔ اور یہ جامع قول ہے جو موانعات کو دفع کرتا ہے۔ یعنی اس کے معنیٰ میں موانعات کو دفع کرتا ہے۔ وُہ واجب الوجود مستحق عبادت اور مستحق جملہ محامد ہے۔ جیسا کہ عصام نے اُطوَل میں کہا ہے۔ سنوسی نے کہا ہے کہ جو کچھ اور سب کچھ اللہ عزّ وجلّ کو محتاج ہے۔ اور یہ مطلب پہلے مطلب سے زیادہ مضبوط اور ظاہر ہے کہ اسی کے بغیر کوئی عبادت کا مستحق نہیں مگر وہ ہے جسے ہر چیز عاجزی کرتی ہے۔ سوائے اللہ کے کوئی مستغنی نہیں۔ یہ دوسری عبارت پہلی سے اس لیئے اچھی ہے کہ اس مبارک کلمہ کے تحت تمام ایمانی عقائد کو جمع کر دیا ہے۔

سنوسی کے بیان کا مطلب اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں بیان ہوا ہے کہ

اللہ الصّمد کما فی الجواھر البھیہ فاثبت بقولہ اللہ الصّمد افتقار کل ما سواہ الیہ واستغنائہ عما سواہ إذ الصمد ھو الذی یصمد الیہ فی الحوائج ولا شك ان کل ما سواہ صامد الیہ مفتقرۃ الی اللہ ابتداءً وانتہاءً (جلد اوّل۔ صفحہ ۳۵۳)

ترجمہ: کہ اللہ بے نیاز ہے کہ تمام مخلوق اُس کا محتاج اور ماسوی سے وُہ غنی بے نیاز وُہ ہے جس سے حاجات مانگے جاتے ہیں اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اسکے بغیر تمام چیزیں (سب کچھ اُس کا محتاج ہے) شروع تا آخر جلد اوّل صفحہ ۳۵۳

وفی درالناصحین قولہ وأما کون لا الٰہ الّا اللہ من افضل الاذکار فلان فیہ معنی لا یوجد فی ذکر غیرہ ولان الوھیۃ تشتمل علی معنیین احدھما استغنائہ تعالیٰ عن جمیع ما سواہ والثانی افتقار جمیع عداہ الیہ تعالیٰ۔ فعلیٰ ھٰذا یکون معنیٰ کلمۃ التوحید لا مستغنی عن جمیع ماسواہ الا اللہ۔ فیجب لہ تعالیٰ الوجود القدم والبقاء اذ لو لم یجب لہ تعالیٰ ھٰذہ الصفاۃ لکان محتاجًا الی محدث لان انتفاء شئ من ھٰذہ الصفاۃ لستلزم

الحدوث وكل حادث مفتقر الیٰ محدث وكذا يجب له تعالىٰ التنزه عن النقائص ويدل فى التنزه عن النقائص وجوب السمع والبصر درالناصحين جلد ثانی ص۱۸۱

دُرالناصحین میں مذکور ہے کہ لا الٰہ الا اللہ سے کوئی ذکر افضل اس لیے نہیں کہ یہ مقصد کسی اور ذکر سے پورا نہیں ہوتا کیونکہ الوہیت دو مطالب پر مشتمل ہوتی ہے یہ کہ ماسوی سے استغنا دُوسرا تمام مخلوقات کا اسی کا محتاج ہونا جو سب سے بڑا ہے پس یہ مطلب کلمہ طیبہ سے خوب حاصل ہوتا ہے اس کے لیے بڑائی، وجود، تقدیم، باقی رہنا واجب ہے۔ اگر اللہ کو یہ صفات واجب نہ ہو جائیں تو محدّث کی حاجت پڑ جائے گی کیونکہ ان صفات کی نفی حدوث کا متقاضی ہے اور ہر نئی پیدا شدہ چیز محدث کی محتاج ہوتی ہے۔ اس لیئے اللہ تعالیٰ کو نقائص سے مبرا ہونا ثابت ہے اس کیلئے نقائص سے پاک ہونا سننے اور دیکھنے کا واجب ہونا لازمی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کلمہ طیبہ کو مومنوں کے دلوں میں مضبوط کر دیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

والذمهم كلمة التقوىٰ وكانوا احق بها واهلها وكان الله بكل شئ عليماؕ

اور کلمہ توحید کلمہ استثنائی ہے، كما فى التلويح فلان المجموع اى كلمة التوحيد المستثنىٰ منه والمستثناء والة الاستثناء ص۳۲۷۔

تلویح میں ہے کہ کلمہ توحید بنا ہے مستثنیٰ منہ، مستثنیٰ اور حرف استثنار یعنی مستثنیٰ منہ ہے لاالٰہ

مستثنیٰ اللہ اور حرف استثنا اِلّا ہے:

اعلم امام اعظم اور امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے درمیان استثنار کی لغوی اور شرعی معنیٰ میں کوئی اختلاف نہیں۔ کیونکہ لغت میں استثنار حرف تغیر کو کہتے ہیں ازروئے شریعت استثنار کہتے ہیں اُس چیز کے ذکر کرنے کو جو حکم کے لحاظ سے اصل کلام متغیر کرتا ہے۔

واختلفوا فى كيفية عمله اى عمل الاستثنار تلويح ص۳۲۶

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک عمل استثنار تکلم بالباقی بعد الثنیا ہے یعنی استثنار کے بعد جو جملہ رہ جاتا ہے اُس پر تلفظ کرنا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اخراج بعد الدخول بطریقہ معارضہ

جیسا کہ لفلانٍ على عشرة دراهم الا ثلاثة (تلویح ص۳۲۶)

یعنی فلاں کے میرے ذمے دس روپیہ مگر تین نہیں ہدایہ، عنایہ اور کفایہ میں۔

اقرار کا ۔ امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقر پر سات روپیہ لازمی نہیں۔ کیونکہ مقر نے خود اقرار کیا ہے کہ مجھ پر فلاں کے سات روپیہ ہے اور تین روپیہ پر تلفظ نہ کیا ہو۔ تب بھی امام شافعی کے نزدیک مقر پر سات روپیہ لازمی نہیں بر طریقہ معارضہ اس لیئے کہ کلام کے آخر میں الّا ثلاثة معارض ہو گیا ہے۔ پہلے کلام کے ساتھ کہ علی عشرةٌ ہے۔ معارضہ کے طریقہ کے ساتھ ثلاثة نکل گئے اور سبعة رہ گئے کیونکہ استثنار نفی سے اثبات کرنا ہے اور اثبات سے نفی۔ یہ امام شافعی کی دلیل ہے اور اس کی دوسری دلیل بغرض اعتراض امام اعظمؒ پر ہے۔ دربارہ توحید میں کہ آپکے نزدیک توحید باری تعالیٰ ثابت نہیں ہو سکتی۔ ولان قولهٗ لا اله الا الله للتوحيد اى اقرار بوجود بارى تعالى ووحدته۔

ومعناه النفى والاثبات فلو لو يكن عمل الاستثناء بطريق المعارضة واثباته حكمًا مخالفًا لحكم الصدر لما لزم الاقرار بوجود الله تعالىٰ بل ينفى الالوهية عما سواه و التوحيد لا يتم اثباته الذى هو المقصود بخلاف ما لو حملنا على سبيل المعارضة اذ يكون المعنىٰ حينئذٍ لا اله الا الله فانه موجود هذا اعتراض من جانب الشافعى علينا والجواب

واما كلمة التوحيد فقد كان المقصود نفى غير الله واما وجود الله فقد كانوا لانهم كانوا مشركين يثبتون مع الله تعالىٰ الها اخر قال

اللہ ولئن سألتهم من خلق السمٰوٰت والارض ليقولن الله نور الانوار ص۲۰۵
وتلویح ص۲۳۰ وفی التوضیح فلا بد من الجمع بينهما ای المذهبين
بحمل الاوّل على المجاز ص۳۲۸

حاصل کلام یہ ہے کہ حنفی مذہب کے پیروکاروں سے اس کا جواب یہ ہے۔
کہ اس مقام پر مقصود کلام اللہ غیر اللہ سے نفی ہے جو ثابت ہوا لا الٰہ کے ساتھ باقی رہا
اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اثبات اس کے لیئے بے شمار دلائل ہیں جیسا کہ غاية
التحقيق شرح جامی میں مذکور ہے:

وبعد وضوح الدليل لان الولاية على وحدانية الصّانع جلّ جلالهٗ
وكمال قدرته وعظمة الالوهية لا تعد كثرة ولا يخفى على من له
ادنى من لب كما قال ابو العتاهية. شعر،

فيا عجب كيف يعصى الالٰه ٭ ام كيف يجحده جاحد ففی كل شئ له اية
تدل على انه واحد ص۳۲۶.

دلیل واضح کرنے کے بعد بے شک آیت اللہ تعالیٰ کی وحدانیت صانع جل جلالہٗ
پر دلالت کرتی ہے اور اسی کی کمال قدرت، عظمت الوہیت پر اتنے دلائل ہیں جنہیں
نہیں گنا جا سکتا جسے تھوڑی سی عقل ہو جیسا کہ ابوالعتاھیہ نے کہا ہے ۔ بہت
افسوس اللہ کی نافرمانی کیونکر کی جائے ۔ انکار کرنے والا کیوں انکار کرتا ہے۔ جبکہ
ہر چیز اُس کی وحدانیت پر دلالت کرتی ہے۔

وایضاً فی غاية التحقيق وانما سمی هذا النوع ای الاستثناء بيان تغيير
لوجود كل واحد منهما فيه ۔فان التعليق والاستثناء يغيران موجب
الكلام اذ لو لم يوجد التعليق لوقع معلق فی الحال ولو لم يوجد الاستثناء
لثبت موجب المستثنیٰ منه بتمامه فكان فيهما معنى التغيير من
هذا الوجه ص۱۸۰

ترجمہ: اور اس طرح غاية التحقيق میں ہے۔ اس نوعیت استثناء کو بیان تغیر

موسوم کیا ہے پس تعلیق اور استثناء حکیم کلام کو متغیر کرتے ہیں۔ اگر تعلیق نہ ہوتا تو معلق بات
واقع ہو جاتی۔ اگر استثناء موجود نہ ہوتا تو مستثنیٰ منہ کا سارا حکم ثابت ہو جاتا۔ اس وجہ سے
اسے تغیر کا معنیٰ دیا گیا ہے۔

فائدہ، لا الٰہ الا اللہ کا اصلی معنیٰ اللہ تعالیٰ کا ہر چیز سے مستغنی ہونا اور ہر چیز
اُسی کا حاجتمند ہونا عبادت کی صرف وہی ذات مستحق ہونا اور وہ واجب الوجود ہے نہ کوئی
دُوسرا۔ یہ معنیٰ اہل سنت والجماعت کے نزدیک ہے۔

اعلم: جان لو میرے مسلمان بھائیو۔ ایک خلق ہے اور دُوسرا کسب۔
خلق: بغیر اسباب و آلات اور معاون کے کسی چیز کا ایجاد خلق کہلاتا ہے۔
کسب: اسباب، آلات اور معاون کے ذریعے کسی چیز کا ایجاد کسب کہلاتا
ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں خلق کی نسبت اپنی ذات مبارک کیطرف
کی ہے اور کسب کی نسبت عبد کی طرف۔ پس اللہ تعالیٰ خالق ہے اور کاسب نہیں اسلیئے
کہ وُہ اسباب، آلات اور معاون کا احتیاج نہیں رکھتا۔ عبد کاسب ہے خالق نہیں کیونکہ
وُہ اسباب، آلات اور معاون کا احتیاج رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہی حکم موافق ہے کہ عبد
مامور بالکسب ہے۔

ارشاد سراجُ الاُمّت امام اعظم رحمۃُ اللہ تعالیٰ

اسلام کی دو قسمیں ہیں (۱) فطری (۲) دوسرا کسبی۔ فطری اسلام میں مسلمان
اور کافر کی اولاد زمانہ بلوغ تک برابر ہیں۔ بعد از بلوغ اسلام اور کفر بندے کے اختیار
کے ساتھ کسب سے حاصل ہوتے ہیں کیونکہ سن بلوغ کو پہنچ کر بندہ خدا کی خطاب کا
اہل ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ اپنی کتاب فقہ اکبر میں فرماتے ہیں:

ثم خاطبهم عند البلوغ مع العقل وامرهم بالايمان والطاعة ونهاهم
عن الكفر والعصيان فكفر من كفر بفعله الاختياری وانكاره وجحوده الحق

بخذلان اللہ ایاہ وامن من امن بفضلہ الاختیاری واقرارہ باللسان و تصدیقہ بالجنان ای بالقلب بتوفیق اللہ تعالیٰ ایاہ ونصرتہ لہ شرح فقہ اکبر لابی حنیفۃ ص۱۶

یعنی پھر ہوش کے ہوتے ہوئے سن بلوغ کو پہنچنے کے بعد ان سے مخاطب ہوتا ہے انہیں ایمان اور اطاعت کا حکم دیتا ہے۔ انہیں کفر اور نافرمانی سے منع کرتا ہے پس جو اپنی فعل اختیاری سے کافر ہوا وہ کافر ہوا۔ حق سے انکار اور کفر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اسے ذلیل کرتا ہے اور جو کوئی اپنی فعل اختیاری سے مسلمان ہوا وہ مسلمان ہوا۔ زبان سے اقرار کیا دل سے تصدیق کیا اللہ تعالیٰ کی نصرت اور توفیق سے شرح فقہ اکبر بحنیفہ ص۱۶

فائدہ: یہ تبلیغی حضرات کلمہ طیبہ کی اصلی اور حقیقی معنی نہیں جانتے۔ التعجب والتعجب من ھٰذہ السخافۃ والحماقۃ والجھالۃ الجواھر البھیۃ ص۲۵۷

نہایت تعجب کی بات ہے کہ اپنے ایمان اور طریقۂ اسلام بھی نہیں جانتے اتنا بھی نہیں جانتے کہ کسبِ اسلام اپنے اختیار سے تعلق رکھتا ہے۔ کمافی روح البیان قولہ تعالیٰ وھو علیٰ کل شیٔ قدیر قال بعضھم قدرۃ اللہ تعالیٰ تصلح للخلق وقدرۃ العبد تصلح للکسب فالعبد لا یوصف بالقدرۃ علی الخلق واللہ تعالیٰ لا یوصف بالقدرۃ علی الکسب وھو الذی خلقکم فمنکم کافر ای فبعضکم مختار الکفر کاسب لہ حیث ما تقتضیہ خلقتہ قال فی فتح الرحمان الکفر فعل الکافر والایمان فعل المؤمن والکفر والایمان اکتساب العبد لقول النبی علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کل مولود یولد علی الفطرۃ الاسلام وقولہ فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیھا فلکل واحد من الفریقین کسب واختیار وکسبہ واختیارہ بتقدیر اللہ ومشیتہ فالمؤمن بعد خلق اللہ ایاہ یختار الایمان لان اللہ تعالیٰ اراد ذٰلک منہ وقدرہ علیہ وعلمہ منہ وھٰذا فریق اھل السنۃ انتھٰی وفی الاٰیۃ ردّ للجبریّۃ والدھریۃ والطبیعیۃ ومنکم مؤمن مختار للایمان

کاسب لہ ویندرج فیہ مرتکب الکبیرۃ الغیر التائب والمبتدع الذی لا تفضی بدعتہ الی الکفر وتقدیم الکفر علیہ لانہ الانسب بمقام التوبیخ روح البیان جلد عاشر سورۃ التغابن پارہ ۲۸ ص۴۔

جیسا کہ روح البیان میں اللہ تعالیٰ کی اس ارشاد وھو علیٰ کل شیٔ قدیر کی تفسیر کی گئی ہے۔

بعض نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت مخلوق کی اصلاح کرتی ہے اور بندے کی قدرت کسب کی اصلاح کرتی ہے۔ بندے کی یہ صفت نہیں ہو سکتی کہ پیدائش پر قادر ہو۔ اللہ تعالیٰ سے یہ زیب نہیں دیتا کہ کسب پر قدرت کرے (کسب میں اسباب آلات اور معاونت کی ضرورت ہوتی ہے اللہ ان سے منزہ ہے) ارشاد باری تعالیٰ ہے: وہ ذات ہے جس نے تم کو پیدا کیا پس تم میں سے (بعض) کافر ہیں یعنی تم میں سے بعض نے کفر کا کسب کیا جیسا کہ اس کی خلقت کا تقاضا تھا۔ فتح الرحمان میں ہے۔ کفر کافر کا فعل ہے اور ایمان مومن کا فعل ہے۔ کفر اور ایمان دونوں بندے کا کسب ہے جیسا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد ہے کہ ہر مولود فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے اور اس کا ارشاد ہے اللہ کی فطرت وہی ہے جس پہ لوگوں کو پیدا کیا ہے دونوں فریقوں میں سے ہر ایک کے لیئے کسب اور اختیار ہے۔ اس کا کسب اور اختیار تقدیر اور مشیتِ الٰہی سے ہے:

پس مومن کو اسے اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے کے بعد ایمان پسند ہوا کیونکہ اللہ تعالےٰ کی یہی مشیت تھی اللہ تعالیٰ کو اس کا علم تھا اس لئے اسے مقدّر کیا۔

اور یہی اہل سُنّت کا عقیدہ ہے آخر تک۔ اس آیت میں جبریہ' دھریہ اور طبیعیہ پر رد ہے اور تم میں مومن ہیں جس نے ایمان کو پسند کیا۔ جو اس کا کاسب ہے اور اس میں داخل ہوتا ہے اور کبیرہ گناہ کا ارتکاب کرنے والا بغیر توبہ کے اور وہ بدعتی جس کا بدعت کفر تک نہ پہنچتا ہو۔ جبکہ کفر کو مقدم ذکر کرنا توبیخ کے لحاظ سے زیادہ مناسب تھا۔ رُوح البیان جلد ۱۰ سورۃ التغابن پارہ ۲۸ ص۴

حاصل کلام یہ ہے کہ تبلیغی جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ مخلوق کچھ نہیں کر سکتی۔ یہ عقیدہ غلط اور فاسد ہے اور مخالف ہے کتاب اللہ سے کیونکہ بندے کو امور دین پر مکلف کیا گیا ہے اور فرائض کے بعد اسے کسب حلال پر مامور کیا ہے۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد ہے کسب الحلال فریضۃ بعد الفریضۃ (بیہقی) یعنی حلال کمائی فرض کے بعد فرض ہے۔ روایت کیا اسے بیہقی نے وقولہ تعالیٰ وابتغوا من فضل اللہ۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل یعنی رزق حلال تلاش کرو۔ شارع کا یہ حکم طلب رزق حلال سے متعلق ہے۔ یہ بھی ایک اہم فریضہ ہے۔ کما فی احیاء العلوم قولہ الرابع المحترف الذی یحتاج الی الکسب لعیالہ فلیس لہ ان یضیع العیال ویستغرق الاوقات فی العبادۃ بل وردہ فی وقت الصناعۃ حضور السوق والاشتغال بالکسب ولکن ینبغی ان لا ینسیٰ ذکر اللہ فی صناعتہ بل یواظب علی التسبیحات والاذکار وقراءۃ القرآن۔ ج ۱ صـ ۲۵۲

جیسا کہ احیاء العلوم میں مذکور ہے۔ وہ پیشہ ور جو اپنے بال بچے کے لیے کمائی کا احتیاج رکھتا ہو۔ اس کے لیے جائز نہیں کہ اپنے بال بچے کو ضائع کرے۔ تمام اوقات عبادات میں مشغول رہے بلکہ وہ اپنے پیشہ کے لیے بازار جائے۔ کمائی میں مشغول ہو مگر مناسب یہ ہے کہ اپنے پیشہ کے دوران ذکر الٰہی سے غفلت نہ برتے بلکہ تسبیحات، اذکار اور قرآن کریم کی تلاوت میں متواتر مشغول رہے۔

مطلب یہ ہے کہ اس کا فرض یہ ہے کہ اپنے بچوں کے لیے حلال روزی کمائے مگر اپنے اوپر ذکر الٰہی لازم پکڑے جو کمائی سے متصادم نہیں ہے۔ بیک وقت دونوں کام خوبی سے ہو سکتے ہیں یعنی کمائی اور ذکر الٰہی۔

وایضًا فی احیاء العلوم قولہ فان قدر علی الکسب بآلۃ فھو فقیر ویجوز ان یشتری لہ آلۃ وان قدر علی کسب لا یلیق بمروتہ وان کان متعبداً یمنعہ الکسب من وظائف العبادات واوراد الاوقات

فلیکتسب لان الکسب اولی من ذالک ای الوظائف۔ قال صلی اللہ علیہ وسلم طلب الحلال فریضۃ بعد الفریضۃ واراد بہ السعی فی الاکتساب للنفقۃ ج ۱ صـ ۲۹۱

اسی طرح احیاء العلوم میں آیا ہے اگر کسی آلہ کے ذریعے کمانے پر قادر ہو جاتا ہے اور وہ فقیر ہے تو اس کے لئے جائز ہے کہ آلہ خریدا جائے اگرچہ وہ کمائی جس پر وہ قادر ہے اس کے مروت کے خلاف کیوں نہ ہو۔

(مگر کرنا چاہیئے) اور اگر وہ عبادت گزار ہے۔ کمائی اس کے وظائف و اوراد میں مانع ہو پھر بھی کمائی کرے۔ کیونکہ کمائی کرنا اس کے وظائف سے بہتر ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد ہے۔ طلب رزق حلال فرائض کے بعد فریضہ ہے۔ اس سے مراد نان نفقہ کے لیے کوشش ہے۔

اقسام عبادت

جاننا چاہیئے کہ عبادت کی دو قسمیں ہیں ایک متعدی دوسرا لازمی۔ اپنے اہل و عیال کے لیے نان نفقہ پیدا کرنا اور اپنی حاجت سے زائد مال سے صدقہ کرنا عبادت متعدی ہے جو وظائف اور نفلی عبادات سے بہتر ہے۔ (وظائف وعملی عبادات عبادت لازمی ہے) کما فی احیاء العلوم قولہ وان داوم علی الکسب وتصدق بما فضل عن حاجتہ فھو افضل من سائر الاوراد التی ذکرناھا لان العبادۃ المتعدیۃ فائدتھا انفع من اللازمۃ والصدقۃ والکسب علی ھذہ النیۃ عبادۃ لہ ای للکاسب فی نفسہ تقرب بہ الی اللہ تعالیٰ ثم یحصل بہ فائدۃ للغیر وتجذب الیہ ای الی الکاسب برکۃ دعوۃ المسلمین ویتضاعف بہ الاجر۔ ج ۱ صـ ۲۵۳

جیسا کہ احیاء العلوم میں ہے اگر اس نے کسب اور ضروریات سے زائد یہ دوام

کیا تو یہ عمل ان سارے اوراد سے افضل ہے جس کا ہم نے تذکرہ کیا ہے. کیونکہ متعدی عبادت لازمی عبادات سے زیادہ فائدہ مند اور نفع بخش ہیں. اس نیت سے محنت مزدوری کرنا اس کے لیے یعنی کاسب کے لیئے عبادت ہے. اس کے ذریعے وہ خدا کا تقرب حاصل کرتا ہے. مزید یہ کہ اس کا فائدہ دوسرے کو پہنچتا ہے. برکت اسے آتی ہے. مسلمانوں کی دعاؤں کا حقدار بن جاتا ہے اور اجر بھی دو چند ملتا ہے. جلد اول ص۴۵۳ - اے تبلیغی جماعت والو! دین جاننے کی کوشش کرو تاکہ تمہیں اپنا نفع نقصان معلوم ہو جائے.

اقسام کسب

اعلم. جان لو. کسب کی چار اقسام ہیں: فرض. مستحب. مباح اور مکروہ. ملاحظہ ہو. الحدیقیۃ الندیۃ کی عبارت: قوله وقال فيه ايضاً اى فى الاختيار شرح المختار الكسب اى تحصيل امور المعيشة على وجه المشروع انواع اربعة الاوّل فرض وهو الكسب بقدر الكفاية اى مقدار ما يكفيه ويصد حاجته لنفسه وعياله وقضاء ديونه ثم قال يعنى فى الاختيار فان ترك الاكتساب بعد ذالك اى لبد تحصيل مقدار كفايته منه وسعه ذالك اى جاز له الترك وقال عليه الصّلوٰة والسلام طلب الكسب بعد الصلوٰة المفروضة اى الفريضة بعد الفريضة ولانه لا يتوصل الى اقامة الفرض الا به اى بالكسب فكان فرضا.

اسی کتاب میں اور المختار کی شرح الاختیار میں ہے کہ جائز طریقہ سے حصول امور معیشت کی چار قسمیں ہیں:

پہلی قسم فرض ہے وہ بقدر ضرورت کمائی ہے یعنی اتنی مقدار جو اس کے، اس کے عیال کے اور قرض کو کفایت کرے مزید الاختیار کی عبارت ہے. بقدر کفایت کمائی کے بعد اسے کمائی چھوڑنا جائز ہے.

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: رزق حلال کا طلب نماز فرض کے بعد دوسرا فریضہ ہے. اس میں حکمت یہ ہے کہ فرض نماز بدون اس کے قائم نہیں کر سکتا. مزید اقسام کا ذکر چھوڑتا ہوں. پھر رسالہ طویل ہو جائے گا جبکہ مقصود بھی یہی قسم ہے.

اقسامِ مخلوق باعتبارِ کسب

اعلم. جان لو. کمائی کے لحاظ سے لوگوں کی پانچ قسمیں ہیں، ملاحظہ حدیقیہ ندیہ کی عبارت:

قوله ويقال الناس فى الكسب على خمس مراتب منهم من يرى الرزق من الكسب فهو كافر ومنهم من يرى الرزق من الله تعالىٰ ويرى الكسب سبباً ولا يعصى الله لاجل الكسب فهو مومن مخلص ومنهم من يرى الرزق من الله تعالىٰ ويعصى الله تعالىٰ من اجل الكسب ولا يؤدى حقه فهو فاسق ومنهم من يرى الرزق من الله تعالىٰ ومن الكسب فهو مشرك ومنهم من يرى الرزق من الله تعالىٰ ولا يدرى ايعطيه ام لا فهو منافق شاك ذكره فى مشكوٰة الانوار وتنبيه الغافلين حديقيه نديه جلد اوّل ص۲۲۱ وص۲۲۲ وص۲۲۳ وص۲۲۴.

اس کا قول ہے اور کہا جاتا ہے کہ کمائی میں لوگوں کی پانچ مراتب ہیں. ان میں سے جو رزق کمائی میں دیکھتا ہے یعنی یقین کرتا ہے وہ کافر ہے ان میں سے جو رزق اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیکھتا ہے کمائی کو ذریعہ جانتا ہے اور کمائی کی وجہ سے خدا کی نافرمانی نہیں کرتا وہ مخلص مومن ہے. ان میں سے جو رزق اللہ کی طرف سے دیکھتا ہے کمائی کی وجہ سے خدا کی نافرمائی کرتا ہے اور اس کا حق ادا نہیں کرتا وہ فاسق ہے. ان میں سے جو رزق اللہ کی طرف سے اور مزدوری کی جانب سے بھی دیکھتا ہے. وہ مشرک ہے. ان میں سے جو رزق اللہ کی طرف سے دیکھتا ہے اور یہ نہیں جانتا کہ اُسے رزق

دیگا یا نہیں وُہ منافق ہے۔ اسے مشکوٰۃ الانوار، تنبیہہ الغافلین اور حدیقیہ ندیہ جلد اول صـ ۲۲۱ تا صـ ۲۲۴ ذکر کیا گیا ہے۔

اہلیّت توجہ کس کو حاصل ہے؟

اہلیّت توجہ مکلف سے متعلّق ہے جو عقل ہے۔ باقی رہا امور معترضہ کے اہلیّت انسان۔ اس کی دو قسمیں ہیں: ایک سماوی دوسرا کسبی۔ پھر سماوی کی گیارہ قسمیں ہیں اور کسبی کے سات قسمیں ہیں اور ان سات میں سے ایک قسم جہل ہے۔ ملاحظہ ہو غایۃ التحقیق شرح جامی کی عبارت صـ ۲۹۵ و صـ ۲۹۶، نور الانوار صـ ۲۸۶ اور بحر العلوم صـ ۸۰ وان ماجعلہ ای الجھل من المکتسبۃ وان لم یکن للعبد فیہ اختیار لان العبد قادر علیٰ ازالتہ بتحصیل العلم فکان ترک التحصیل العلم بالاختیار مع القدرۃ علیہ ای بزوال الجھل بمنزلۃ اختیار الجھل وکسبہ باختیار لبقائہ علی جھلۃ

یعنی جہل کو کسب سے گردانا گیا ہے اگرچہ اس میں بندہ غیر اختیاری ہو کیونکہ بندہ اس پر قادر ہے کہ اس جہل کو حصول علم سے زائل کرے۔ پس اس کا قدرت کا ہوتے ہوئے ترکِ تحصیلِ علم کا یہ مطلب ہُوا کہ اس نے جہل کو اپنے کسب سے حاصل کیا اور وُہ دائمی جہل پر رہے گا۔

اقسام جہل

جہل کی چھ قسمیں ہیں جن کا بیان اور حکم بحر العلوم شرح مسلم الثبوت صـ ۶۱۷ میں مذکور ہے۔ بعض اقسام میں عذر قبول ہے اور بعض میں نہیں۔ تبلیغی جماعت کو چاہیئے کہ ان سے واقفیت حاصل کرے اور اپنے جہل کی نوعیت کو پہچان لے۔

قدرت کی اقسام

اعلم۔ جان لو قدرت کی دو قسمیں ہیں۔ ایک قدرت قدیمہ مؤثرہ ہے جن سے خلق یعنی پیدائش تعبیر کیا جاتا ہے جو خاصہ خداوندی ہے۔ دُوسری قدرت حادثہ غیر مؤثرہ ہے جن سے کسب تعبیر کیا جاتا ہے کمافی قولہ تعالیٰ نحن خلقنٰکم فلولا تصدقون افرایتم ما تمنون۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ہم نے تمہیں پیدا کیا تم تصدیق کیوں نہیں کرتے۔ کیا تم نے دیکھا ہے جو منی تم ڈالتے ہو (اپنے بیویوں کے ارحام میں) ءانتم تخلقونہ ام نحن الخالقون۔ (بتاؤ) کہ تم اس (منی) سے (بنی آدم) کو پیدا کرتے ہو یا ہم پیدا کرتے ہیں؟ مطلب یہ ہے کہ تم لوگ جو منی ڈالتے ہو اس سے تم کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے اور میں اس منی سے انسان پیدا کرتا ہوں اور یہ وعدہ بھی تمہارے ساتھ کرتا ہوں (مدارک شریف صـ ۲۱۸ جلد چہارم سورۃ الواقعہ)

فائدہ: اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے بندے سے خلقیت کی نفی فرما دی۔ اور بندے کا کسب ثابت فرمایا جو منی گراتا ہے اپنی منکوحہ کی رحم میں۔ غور کا مقام ہے۔ تمام مسلمان سوچ لیں۔

یہ تبلیغی جماعت جو کہتی ہے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کے معنی ہیں خالق سب کچھ کر سکتا ہے اور مخلوق کچھ نہیں کر سکتی۔ سبحان اللہ! ان کا یہ اعتقاد غلط سے غلط ترین اور بُرے سے بُرا ترین ہے۔ وکیف لایکون غلطاً غلطی کیوں نہیں ہے! جو بہت سارے خرافات پر مشتمل ہے۔ ان میں ایک یہ کہ مخلوق کچھ نہیں کر سکتی۔ یہ سوچ بھی غلط ہے۔ کیونکہ استثناء میں مخلوق کا ذکر نہیں کیا گیا ہے جبکہ مستثنیٰ اور مستثنیٰ منہ میں ذات باری تعالیٰ مذکور ہے۔

دُوسرا یہ کہ کلمہ طیبہ کا یہ معنیٰ لینا کلام الٰہی میں عین تحریف ہے۔ اس لیے

کہ یہ قرآن کریم کا ایک جزء ہے۔

مزید برآں یہ عقیدہ کہ مخلوق کچھ نہیں کر سکتی۔ اللہ تعالیٰ پر عین اعتراض ہے کہ ارشاد ہے واللہ خلقکم وما تعملون۔ اس کے علاوہ یہ بھی ثابت ہو چکا ہے کہ کلمہ طیبہ اصل اور تمام عبادات اس پر موقوف ہیں۔ باقی رہا کلمہ طیبہ کا یہ معنیٰ کہ مخلوق کچھ نہیں کر سکتی بالکل فاسد ہے۔ ثابت ہوا کہ تبلیغی جماعت کے بیانات وعقائد فاسد ہیں۔ اس لئے کہ فاسد کا بنا فاسد ہوتا ہے۔ لان المبنی علی الاصل الفاسد فاسد فافہم

ثبوتِ کسب کی مزید مثالیں

وایضاً قولہ تعالیٰ افرایتم ما تحرثون ای ما یحرثونہ من الطعام ای تثیرون الارض وتلقون فیہا البذر ءانتم تزرعونہ تنبتونہ و تردونہ نباتاً ام نحن الزارعون ای المنبتون وفی الحدیث لایقولن احدکم زرعۃ ولیقل حرثۃ مدارک شریف جلد رابع سورۃ الواقعہ ص۲۱۸

وایضاً قال اللہ تعالیٰ واللہ ارکسہم ای ادھم الی حکم الکفار بما کسبوا من ارتدادھم ولحوقھم بالمشرکین۔ والآیۃ تدل علی مذھبنا فی اثبات الکسب للعبد والخلق للرب جلت قدرتہ۔ مدارک شریف جلد اول ص۲۳۱، ص۲۳۲۔

وایضاً قال اللہ تعالیٰ وما رمیت یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اذ رمیت ولکن اللہ رمی یعنی ان الرمیۃ التی رمیتہا انت لم ترمہا انت علی الحقیقۃ لانک لو رمیتہا لما بلغ اثرہا الا ما یبلغہ اثر رمی البشر ولکنہا کانت رمیۃ اللہ حیث اثرت ذالک اثر العظیم وفی الآیۃ بیان ان فعل العبد مضاف الیہ کسبًا والی اللہ خلقاً لاکما تقول

الجبریۃ والمعتزلۃ۔ مدارک شریف جلد ثانی ص۹۸ وایضاً فی الیواقیت و الجواھر جلد اول ص۲۲ ونبراس ص۶۲ و فی روح البیان فنحن معاشر اھل السنۃ والجماعۃ نقول العبد کاسب واللہ خالق۔

(سورۃ ھود جلد رابع ص۲۰۲ والیضاً فی غایۃ التحقیق شرح جامی ص۳۲۵)

ارشاد باری تعالیٰ ہے کیا تم نے دیکھا ہے جو تم بوتے ہو یعنی کھانے کی چیزیں بوتے ہو یعنی زمین جوت کر اس میں تخم ریزی کرتے ہو کیا تم اسے اگاتے ہو یعنی فصل میں تبدیل کرتے ہو یا ہم اگاتے ہیں۔ یعنی اسے اگانے والے ہم ہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ تم میں یہ کوئی نہ کہے کہ میں نے اگایا بلکہ یوں کہے میں نے کاشت کیا۔

بحوالہ مدارک شریف جلد چہارم سورۃ واقعہ ص۲۱۸۔ نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو کفار میں لوٹا دیا بسبب کسب اپنے کے۔ یعنی ان کا ارتداد اور مشرکین سے میل ملاپ ہمارے مذہب کے مطابق یہ آیت شریف بندہ کے لیے کسب اور اللہ جل جلالہ کے لئے خلقیت پر دلالت کرتی ہے۔

(بحوالہ مدارک شریف جلد اول ص۲۳۱ و ص۲۳۲)

مزید ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو نے کنکر نہیں پھینکے (تھے) جب پھینکے لیکن اللہ تعالیٰ نے پھینکے یعنی وہ پھینکنا جو تو نے پھینکا ہے۔ حقیقتاً آپ کا پھینکنا نہیں ہے۔ اگر تو پھینکتا تو اتنا اثر کرتا جتنا کسی بشر کے پھینکنے سے ہوتا ہے لیکن وہ پھینک (مار) اللہ کی پھینک تھی جس نے اتنا عظیم اثر کیا۔ اس آیت میں بندے کو کسب کی وضاحت اور اللہ تعالیٰ کو خلقیت کی اضافت کی گئی ہے۔ ایسا نہیں جیسا جبریہ اور معتزلہ کہتے ہیں۔

(بحوالہ مدارک شریف جلد دوم ص۹۸ الیواقیت والجواہر ص۲۲ جلد اول نبراس ص۶۲)

تفسیر روح البیان میں ہے کہ ہم اہلسنت والجماعت یہ کہتے ہیں کہ بندہ کاسب اللہ خالق ہے۔ جلد چہارم سورہ ھود ص۲۰۲ وغایۃ التحقیق شرح جامی ص۳۲۵

صرف نام کی تبلیغی گروہ کا کلمہ طیبہ کا یہ معنیٰ کہ اللہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ مخلوق کچھ نہیں

نہیں کرسکتی یہ عین جبریہ، قدریہ اور معتزلہ کا عقیدہ ہے ۔ ملاحظہ ہو عبارت عقائد النسفی
وللعباد افعال اختیاری یثابون بہا ان کانت طاعۃ ویعاقبون علیہا کانت
معصیۃ لا کما زعمت الجبریۃ ۔ انہ لا فعل للعبد اصلاً والجبریۃ
فرقتان جبریۃ خالصۃ لا یثبت للعبد قدرۃ لا مؤثرۃ ولا کاسبۃ
بل یجعلہ بمنزلۃ الجمادات کالجہمیۃ وجبریۃ غیر خالصۃ یثبت
للعبد قدرۃ غیر مؤثرۃ بل کاسبۃ والمراد ھھنا الفرقۃ الاولی ص۶۴ و
نبراس ص۲۷۲۔

بندوں کے لیئے افعال کا اختیار ثابت ہے ۔ اگر طاعت ہو تو ان کو ثواب ملتا
ہے ۔ اگر گناہ (نافرمانی) ہو تو ان کو عذاب دیا جاتا ہے ۔ ایسا نہیں جو جبریہ کا خیال ہے
کیونکہ قطعاً بندے کو فعل کی نسبت نہیں کرتے ۔ جبریہ کے دو فرقے ہیں ۔ خالص جبریہ
جو بندے کے لیئے کسی بھی قدرت سے انکاری ہے نہ غیر موثرہ نہ کسبی بلکہ اسے گرے
پڑے جمادات (اینٹ پتھروں) کی طرح گردانتے ہیں ۔ غیر خالص جبریہ وہ ہے ۔ جو
بندے کے لیئے غیر مؤثر قدرت ثابت کرتے ہیں بلکہ وہ کسبی ۔ یہاں پہلا گروہ مراد ہے ۔
تعجب کی بات ہے کہ اپنے آپ کو مسلمان اور تبلیغی کہتے ہیں اور عقیدہ عین جبریہ
اور دھریہ کا رکھتے ہیں ۔ فینبغی لہذہ الطائفۃ ان تبکی وتنوح علی فقد
العقل والعلم قبل ان تبکی علی فقد الدین (الجواھر البھیۃ ص۲۷۸)

چاہیئے کہ یہ گروہ روئے اور نوحہ کناں ہو فقدان عقل اور علم پر قبل اس کے
کہ روئے فقدان دین پر ۔ (بحوالہ جواہر البھیۃ ص۲۷۸)

ملاحظہ ہو عبارت کتاب الیواقیت والجواہر ان اللہ تعالیٰ خالق الافعال
العباد کما ھو خالق لذواتھم وان العباد مکتسبون لا خالقون خلافاً
للمعتزلۃ ص۱۷۱ وایضا فی الجواھر قولہ وملخص الامران من زعم ان
لا عمل للعبد اصلاً فقد عاند وجحد ص۱۷۳ قولہ قد ثبت الامر الالٰھی
للعبد بالعمل مثل اقیموا الصلوٰۃ فلا بد ان یکون لہ فی الفعل عنہ

تعلق من حیث الفعل بہ یسمی قابلا الجواھر ص۱۷۴
بے شک اللہ تعالیٰ بندوں کے افعال کا خالق ہے جس طرح ان کی ذاتوں کو
پیدا کیا ۔ بیشک بندے کاسب ہیں خالق نہیں ۔ بخلاف معتزلہ ص۱۷۱
نیز الجواہر سے ملخص نقل ہے بیشک جس نے یہ گمان کیا کہ بندے کے لیئے
عمل ثابت ہی نہیں تحقیق وہ معاند ہوا اور انکار کیا ص۱۷۳
اس کا قول ہے حکم الٰہی بندے کو عمل پر ثابت ہے ۔ جیسے نماز قائم کرنا پس کوئی
چارہ کار نہیں ہے منفعل کے لیے (قبول کرنے والے کیلئے) کہ وہ وہ فعل قبول نہ کرے ۔

قولہ وقال فی الواقع الانوار ایضاً محال من الحکیم ان یقول امش یا مقعد
او افعل یا من لا یفعل فان الحکمۃ لا تقتضیہ فبقی نسبۃ الفعل الی الفاعل
ینبغی ان یصرف ۔ انتھیٰ الیواقیت والجواھر ص۱۷۶ ۔ قولہ تعالیٰ واللہ خلقکم
وما تعملون اثبت الفعل للعبد بالضمیر الیواقیت والجواھر ص۱۷۷
قولہ اذا نزھت الحق تعالیٰ عن الشریک فقیدہ بالشرکۃ فی الملک دون
الشرکۃ فی الفعل ما صح تکلیفہ اذ لا بد من شرکۃ العبد فی الفعل الجواھر
ص۱۷۷ وفی التوضیح والتلویح فصل التکلیف بما لا یطاق غیر جائز لوجھین
الاول ان التکلیف لشیٔ استدعاء حصولہ واستدعاء حصول ما لا یمکن
حصولہ سفہ فلا یلیق بالحکیم بناء علی الحسن والقبح العقلیین والثانی
انہ مما اخبرہ اللہ تعالیٰ بعدم وقوعہ فی آیۃ کثیرۃ کقولہ تعالیٰ لا یکلف
اللہ نفساً الا وسعھا وما جعل علیکم فی الدین من حرج وکل ما اخبر اللہ
تعالیٰ بعدم وقوعہ لا یجوز ان یقع والا لزم امکان کذبہ وھو محال و
امکان المحال محال فبھذا الطریق یمکن الاستدلال بالآیات علی عدم
الجواز ص۳۵۸ ثم توفی کل نفس ما کسبت وھم لا یظلمون وفی ھذہ الآیۃ
نص علی ان الثواب والعقاب متعلق بکسب الاعمال وھو رد علی الجبریۃ
تفسیر القرطبی در آخر سورہ بقر فی الافعال المکتسبۃ قولہٗ تعالیٰ

تلك امة قد خلت لها ما كسبت ولكم ما كسبتم ولا تسئلون عما كانوا يعملون ٥ وقالت الجبرية بنفی اکتساب العبد وانه کالنبات الذی تصرفه الریاح وقالت القدریة والمعتزلة خلاف هذین القولین وان العبد یخلق افعال . تفسیر القرطبی ص۸۵

الواقع الانوار میں بھی یوں آیا ہے۔ دانا سے یہ ناممکن ہے کہ وہ شل آدمی سے کہہ دے کہ چل ۔ یا کر ۔ اسے وہ آدمی جو نہیں کر سکتا ۔ عقلمندی کے خلاف ہے ایسا کرنا تو لا محالہ کام کی نسبت فاعل کے ساتھ رہ گیا ۔ آخر تک ۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے ۔ اللہ نے تمہیں اور تمہارے اعمال کو پیدا کیا ۔ یہاں ضمیر کی رو سے بندے سے فعل ثابت ہوا ۔ اس کا قول ہے ۔ جب اللہ تعالیٰ شریک سے منزہ ہے اور یہ مالکیت میں شریک نہ کرنے کے ساتھ مقید ہے ۔ اگر فعل کی نسبت بندہ کی طرف نہ کی جائے تو بندے کو فعل میں مکلف نہ بناتا ۔

توضیح اور التلویح باب تکلیف مالا یطاق میں ہے ۔ مکلف کرنا اس امر سے جسے وہ طاقت نہیں رکھتا دو وجہوں سے جائز نہیں ۔

اول یہ کہ مکلف کرنے سے اُس سے کسی چیز کا تقاضا کیا جائے گا جس کا حصول ممکن ہو اور ایسا تقاضا جس کا حصول ناممکن ہو بے وقوفی ہے ۔ حکیم سے یہ زیب نہیں دیتا اس وجہ سے کہ حسن اور قبح عقلی ہیں ۔

دُوسرا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے بہت سی آیات میں خبر دی ہے کہ تکلیف جس کا وہ متحمل نہیں جائز نہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے ۔ اللہ تعالیٰ کسی کو مکلف نہیں بناتا مگر اُتنا جتنی اُس میں طاقت ہو ۔ پھر فرمایا دین میں تمہارے اوپر کوئی تنگی نہیں ڈالی گئی ہے ۔

جب اللہ تعالیٰ نے واقع نہ ہونے کی خبر دی ہے تو یہ جائز نہیں کہ واقع ہو جائے ورنہ جھوٹ کا امکان ہوگا جو محال ہے ۔ محال محال ہی ہوتا ہے ۔ اس اصول سے قرآنی آیات سے دلیل نہیں پکڑا جا سکتا کہ بندہ مکلف نہیں ہے ۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے ۔ پھر ہر نفس کو اس کی کمائی پوری ملے گی اور ان پر ظلم نہ ہوگا ۔

یہ آیت اس بات پر نص ہے کہ ثواب و عذاب اعمال پر موقوف ہے ۔ جس سے جبریہ فرقہ انکاری ہے ۔

تفسیر قرطبی سورہ بقر کی آخر میں لکھتا ہے اس بارے میں کہ افعال کسب سے تعلق رکھتے ہیں ۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ۔ یہ ایک امت تھی جو گزر گئی اس کے لیئے اپنی کمائی ہے اور تمہارے لیے اپنی تم سے اُن کے اعمال کے بارے میں پوچھ گچھ نہ ہوگی ۔

جبریہ بندہ سے کسب کی نفی کرتے ہیں وہ بندے کو اُن پودوں سے تشبیہ دیتے ہیں جن کو ہوا کے جھونکے حرکت دیتے ہیں جبکہ قدریہ اور معتزلہ ہر دونوں قول کیخلاف ہیں وُہ کہتے ہیں کہ بندہ افعال کا خود خالق ہے ۔

کلمہ طیبہ کے معنی میں مَیں نے یہ تحقیق اس لئے کہ تبلیغی جماعت کا ترجمہ کلمہ توحید درست ہو جائے کیونکہ ان کا عقیدہ ہے اور کلمہ طیبہ کا ترجمہ ہے کہ اللہ سب کچھ کر سکتا ہے اور مخلوق کچھ نہیں کر سکتی ۔ جب مخلوق سے فعل اختیاری کی نفی کی جائے تو قرآن کریم کے سارے احکام بالکل باطل ہو جائیں گے ۔ امر و نواہی ، وعد وعید میں جبریہ مذہب درست تصور ہو جائے گا ۔ اہل سنّت والجماعت کا مذہب باطل ہو جائے گا ۔ بلکہ قرآن کریم باطل ہو جائے گا ۔ ملاحظہ ہو مولانا محمد یوسف کا قول شرح حسامی میں :

قوله ان القدرة والطاقة والوسع ثابتة للعباد فی الافعال الاختیاریة عند اهلسنت والجماعة خلافاً لجبریة فانهم قالوا العبد مسخر مخلوق الله کالجمادات وفی هذا القول ابطال الامر والنهی والوعد والوعید بل الشریعة المطهرة بالکلیه . مولوی شرح حسامی ج ۱ ص۲۱۹

اس کا قول ہے ۔ بندوں کے لیے افعال اختیاری میں قدرت ، طاقت اور وسعت اہل سنت والجماعت کے نزدیک ثابت ہے ۔ جبریہ نے خلاف کیا ہے ۔ وُہ کہتے ہیں کہ بندہ مسخر ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے اسے جمادات کی طرح پیدا کیا ہے ۔ اس قول میں امر و نواہی ، وعد و وعید بلکہ پُوری شریعت مطہرہ کا مکمل طور پر ابطال ہوتا ہے ۔

اعلم . جان لو . تبلیغی جماعت کی جہالت ان پر خود شاہد ہے . ان کا عقیدہ غلط سے غلط ترین اور فحش سے فحش ترین ہے . کیونکہ تین امور کی حقیقت تین امور سے معلوم ہوجاتا ہے . ملاحظہ ہو عقد فرید جلد دوم ص۱۹۸

قال یحیٰ بن خالد ثلاثة اشیاء تدل علیٰ عقول اربابها . الکتاب یدل علی عقل کاتبه والرسول یدل علیٰ عقل مرسله والهدیة تدل علیٰ عقل مهدیها .

یحیٰ بن خالد نے کہا ہے . تین چیزیں اپنے ارباب کی عقول پر دلالت کرتی ہیں (کامل غیر کامل) کتاب اپنی کاتب کے عقل کا پتہ دیتی ہے اور بھیجا ہُوا اپنے بھیجے ہوئے کی عقل کا پتہ دیتا ہے . ہدیہ اپنے پیشکس والے کی عقل کا پتہ دیتی ہے .

پس ہمیں تبلیغی جماعت کے کتاب سے پتہ چلا علم یقینی کے ساتھ کہ کلمہ توحید کے بارے میں یہ کہتے ہیں . لا الہ کا مقصد ہے مخلوق کچھ نہیں کرسکتی . الا اللہ کا مقصد ہے اللہ سب کچھ کرسکتا ہے . ان جہال نے عبد سے فعل اختیاری کا نفی کیا . معلوم ہوا کہ ان کا عقیدہ عین جبریوں کا عقیدہ ہے جبکہ جبریہ فعل اختیاری کا نفی کرتے ہیں عبد سے اور عبد کو اینٹ پتھر کی طرح گردانتے ہیں . حقیقت میں ان کا گروہ اور جبریہ دونوں کا اللہ سے مقابلہ ہے . کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بندے کو فعل اختیاری ثابت کیا ہے اور اُسے امور دین میں مکلّف کیا ہے . اس لئے کہ تکلیف ما لایطاق محال ہے یعنی ایسا مکلف کرنا جو اس کے قوت سے باہر ہو محال ہے . فافہم . خوب سمجھو !

مقدمہ ختم شد

"المقصد الاول فی التبلیغ"

ونحن قائلون بعون الله وتوفیقه وتائیده وتسدیده فی العلم والادب فانهما القطبان اللذان علیهما مدار الدین والدنیا وفرق ما بین الانسان وسائر الحیوانات والکلام الوثیق الصدیق مصائد القلوب .

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اربعة من الکبائر لبس الصوف لطلب الدنیا وادعاء محبة الصالحین وترك فعلهم وذم الاغنیاء والأخذ منهم ورحل لایدی الکسب ویاکل من کسب النّاس . (روح البیان جلد ثانی ص۲)

فرمایا حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے چار خصلتیں کبیرہ گناہوں میں سے ہیں یہ کہ دنیا کی طلب کے واسطے صوفیوں کا لباس پہننا یہ کہ نیک لوگوں کی محبت کا دعویٰ کرنا اور ان کے طریقے کو چھوڑنا یہ کہ مالداروں کی برائی بیان کرنا اور ان کی صحبت بھی اختیار کرنا یہ کہ آدمی کا خود کچھ نہ کمانا اور لوگوں کی کمائی سے کھانا .

مراد یہ ہے کہ تبلیغی جماعت جو برائے نام تبلیغی گروہ ہے . ان میں دو بڑے کبائر موجود ہیں یہ کہ ان کا یہ اعتقاد کہ مخلوق قادر با لکسب نہیں ہے اور کلمہ طیبہ کے معنیٰ میں کہتے ہیں کہ مخلوق کچھ نہیں کرسکتی حالانکہ یہ مخلوق کی کسب سے منتفع ہوتے ہیں . مخلوق کی بنی ہوئی چیزیں استعمال میں لاتے ہیں سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب ان کا دعویٰ ہے کہ مخلوق کچھ نہیں کرسکتی پھر ان کی بنی بنائی چیزیں کیوں استعمال میں لاتے ہیں؟ یہ کہ یہ دعویٰ کرتے ہیں حُب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور حُب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اور کہتے ہیں کہ ہم کار رسول صلے اللہ علیہ وسلم کرتے ہیں جو صحابہ کرام کا بھی

کام تھا۔ یہ بھی دعویٰ کرتے ہیں کہ تہتر فرقوں میں ہماری جماعت ناجیہ ہے۔ ظاہر ہے کہ اس دعویٰ محبت میں یہ جھوٹے ہیں کیونکہ ان کا وضع کردہ طریقۂ کار بالکل خودساختہ کسی بھی مذہبی کتاب میں تبلیغ کا یہ طریقۂ کار منقول نہیں۔ اور نہ مذاہب اربعہ کے کسی بھی مسلک سے ثابت ہے۔ ثابت ہُوا کہ ان کا یہ طریقہ کار اور عمل حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم اور آثار صحابہ سے مخالف ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تبلیغی طریقۂ کار

مکہ مکرمہ میں حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی تبلیغ کفّار کو دعوت توحید تھی۔ مدینہ منورہ ہجرت کرنے کے بعد حضور صلے اللہ علیہ وسلّم اور صحابۂ کرام کی تبلیغ کا طریقہ یُوں تھا۔ کفّار پر قبولیت اسلام پیش کیا جاتا یا قبول جزیہ جو کفّار کے حق میں ایک ذلّت تھی یا جنگ بالسیف۔ تبلیغی جماعت کا یہ تبلیغی مخصوص طریقۂ کار کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ لہٰذا یہ اپنے دعویٰ تبلیغ اور دعویٰ محبّت میں جھوٹے ہیں۔ از روئے قرآن مقدس لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ یعنی جھوٹوں پہ اللہ کی لعنت ہے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد ہے: الکذب مقراض الایمان یعنی جھوٹ ایمان کی قینچی ہے۔ فافہم

وعن ابی ھریرۃ ولا یجتمع علی عبد غبار فی سبیل اللہ و دخان جھنم مشکوٰۃ شریف ص ۳۳۲ وفی مرقاۃ فکانما ضدان لا یجتمعان کما ان الدنیا والاخرۃ ضدان جلد سابع ص ۲۹۱ وعن ابی عبس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اغبرت قدما عبد فی سبیل اللہ فتمسہ النّار راہ البخاری۔ وفی مرقاۃ والمعنیٰ صارتا ذاتی غبارٍ فی سبیل اللہ فاذا کان من الغبار قدمیۃ دافعاً لمس النار ایاہ فکیف اذا سعی فیھا واستفرغ جھدہ والتقیٰ النفس النفیس علیھا لبشرا شرہ فقتل وقتل رواہ البخاری وکذا الترمذی والنسائی جلد سابع ص ۲۷۱ وفی روح البیان ولکن ینبغی

للمجاھد ان یصحح نیتہ ویثبت فی مواطن الحرب جلد ثالث سورۃ الانفعال ص ۳۵۳ وایضاً فی روح البیان ففی الجہاد فضائل لا تجد فی غیرہ وھو ای الجہاد حرفۃ النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام جلد ثالث سورہ توبہ ص ۵۳۴

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں اللہ کے راستے کا غبار اور جہنم کا دھواں اکھٹے نہیں ہو سکتے (بحوالہ مشکوٰۃ شریف ص ۳۳۲) مرقات میں ہے گویا کہ یہ دونوں ایک دُوسرے کے ضد ہیں۔ جیسا کہ دنیا اور آخرت آپس میں ایک دوسرے کے ضد ہیں۔ جلد ساتواں ص ۲۹۱

حضرت ابی عبس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ راہِ خدا میں ایک بندے کی پاؤں غبار آلود ہو چکے ہوں پھر اُسے جہنم کی آگ پہنچے روایت کیا اسے بخاری شریف نے اور مرقات شریف اس کا مطلب یُوں بیان کرتا ہے۔ راہ خُدا میں دونوں غبار آلُودہ ہوگئے جب دونوں پاؤں کا غبار آلود ہونا دافع آگ جہنم ہے۔ اُس کا کیا کہیئے جو راہِ خدا (جہاد) میں خود کوشش کرے اور تمام ترجہد فارغ کر کے خود اپنے جسم سے جہاد میں بڑھے خود قتل ہو جائے یا دُوسرے کو قتل کرے روایت کیا اسے بخاری نے ترمذی اور نسائی نے بھی جلد ساتواں ص ۲۷۱

رُوح البیان میں ہے مجاہد کے لیئے چاہیئے کہ اپنی نیت صحیح کرلے اور میدان جنگ میں ثابت قدم رہے۔ جلد سوم سُورہ انفال ص ۳۵۳ مزید رُوح البیان میں ہے جہاد کے فضائل جہاد کے بغیر کسی عمل میں نہیں ملتے کیونکہ جہاد حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کا پیشہ تھا (جلد سوم سورہ توبہ ص ۵۳۴)

فائدہ: حضور صلے اللہ علیہ وسلّم کا پیشہ تبلیغ بالسیف تھا۔ شہادت کا مرتبہ اُس مجاہد کے لئے ہے جس کی نیت جہاد بلندی کلمہ توحید ہو اور میدانِ جنگ میں ثابت قدم ہو جو کوئی یہی مراتب یہی اسمی مبلغ کے لیئے ثابت کرتا ہو تو یہ کھلا جھوٹ ہے۔ بلکہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ مقابلہ ہے۔ کیونکہ اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک تبلیغ شرعی کے تین مراتب ہیں۔ قبولیت اسلام یا قبولیّت جزیہ یا

جنگ جبکہ تبلیغی نصاب میں اس شرعی تبلیغ کا کوئی ذکر نہیں۔ پس ثابت ہوا کہ یہ صرف لغوی لحاظ سے مبلّغین ہیں۔ جو خود ساختہ طریقہ سے اپنے بڑوں کا خود ساختہ چھ نمبری دین لوگوں تک پہنچاتے ہیں فافھم

یاد رکھیں تبلیغ کے دو معانی ہیں ایک لغوی اور دُوسرا شرعی۔ لغت میں تبلیغ صرف پہنچانے کو کہتے ہیں۔ چاہے صدق ہو۔ چاہے جھوٹ ہو چاہے باطل چاہے قصص ہوں اور شرع شریف میں حضور صلے اللہ علیہ وسلّم کے طریقہ پر اس قوم کو دین پہنچانے کو کہتے ہیں جنہیں دین نہ پہنچا ہو۔ ملاحظہ ہو ارشاد حضور صلی اللہ علیہ وسلّم:

عن انس بن مالک رضی اللہ عنہما خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بسجد الحنیف من منیٰ فقال نضر اللہ ای جملہ اللہ وزینۃ امرأً سمع مقالتی فحفظھا دعاھا وبلغھا من لم یسمعھا

وعن جبیر بن مطعم قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالخیف خیف منیٰ یقول نضر اللہ عبداً سمع مقالتی فحفظھا ووعاھا وبلغھا من لم یسمعھا ترغیب ترھیب جلد اوّل صـ۸۶

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ہمیں منی کے مسجد حنیف میں خطاب فرمایا۔ فرمایا اللہ اسے سرسبز و شاداب رکھے جس نے میرا کہا سُنا اسے محفوظ کیا اور سنبھالا اور پہنچایا اُسے جس نے اسے سُنا نہ ہو۔ بحوالہ ترغیب ترھیب جلد اوّل صـ۸۶

یہاں کلام کی لغوی اور شرعی مفہوم کی وضاحت ضروری ہے۔ صحت کلام دونوں کے پہچان پر موقوف ہے۔ ملاحظہ غایۃ التحقیق کی عبارت قولہ لان الکلام لایصح الا بمعرفۃ معناہ وضعاً ای لغۃ واصطلاحاً ای شرعاً اذ لولم یکن لہ معنیٰ لم یکن مفیداً فکان مھملاً کالحان الطیور ولا یعتبر الا عند شرطہ لان التوقف المشروط علی الشرط کتوقف صحۃ الصلوٰۃ علی الطہارۃ وصحۃ النکاح علی حضور الشھود امرظاھر باب القیاس صـ۲۱۳

اس کا قول ہے کلام کی صحت تب ہو جاتی ہے جب اس کے مطلب کا پہچان ہو جائے جو مطلب اس کے لیئے رکھا گیا ہے۔ یعنی بلحاظ لغت، بلحاظ اصطلاح بلحاظ شریعت۔ اگر اس کا معنیٰ نہ ہو۔ تو وہ مفید نہیں ہوتا۔ وہ مہمل ہوتا ہے جیسا پرندوں کی آواز۔ شرط کے بغیر اس کا اعتبار نہیں ہوتا۔ شرط کا موجود ہونا اس کے لیئے شرط ہے جیسا کہ صحت نماز صحت طہارت پر موقوف ہے۔ صحتِ نکاح گواہوں کی موجودگی پر موقوف ہے۔ یہ ایک کھُلی بات ہے۔ (ماخوذ از باب القیاس صـ۲۱۳)

اس تحقیق کے پیشِ نظر تبلیغی جماعت کے لیئے دو امور لازمی ہیں: اوّل یہ کہ وہاں جایا کریں جہاں دین نہ پہنچا ہو۔ دارالسلام میں ان کا یہ گشتِ خود ساختہ بالکل جہالت اور بے وقوفی ہے۔ دُوسرا یہ کہ فضائل تبلیغ تو بیان کرتے ہیں۔ لیکن تبلیغ کے شرعی اور لغوی معانی بیان نہیں کرتے۔ ترغیب بیان کرتے ہیں اور ترہیب کا نام تک نہیں لیتے جو خلاف اولیٰ ہے سلفِ صالحین کا۔ ایمان کے فضائل بیان کرتے ہیں مگر ایمان کے لغوی اور شرعی شروط ارکان واقسام بیان نہیں کرتے۔ فضائل قرآن تو بیان کرتے ہیں مگر اس کا لغوی شرعی معانی تقسیماتِ اربعہ اور اقسام عشرین بیان نہیں کرتے فائدہ اس کا یہ ہوا کہ ان کا تبلیغی نصاب اور چھ نمبری دین مردود ہے۔

اعلم۔ جان لو۔ حکم خداوندی یہ ہے کہ مبلغین پر واجب ہے کہ قرآن وحدیث اور فقہ کی علم حاصل کرے حصُول علم کے بعد تبلیغ کر لیا کرے تاکہ علمی بصیرت کی وجہ سے قرآن وسُنّت کے موافق ہو۔

رہا تبلیغی گروہ یہ عموماً سب اَن پڑھ اور جاہل ہیں۔ بدون علم کے یہ بالکل بیوقوفی اور خسرانِ ایمان ہے۔ ملاحظہ ہو:

اضواء علی طریق الدعوۃ الی الاسلام۔ قولہ توجد فی العصر الحدیث جماعۃ تدعوا الی اللہ ولکنھا فی الغالب تتخبط علی غیر بصیرۃ۔ فالواجب علی دعاۃ الحق ان یکونوا علی بصیرۃ فاھمین مایدعون الیہ ومنصورین لہ ومؤمنین بہ قل ھٰذہ سبیلی اُدعوا الی اللہ علی بصیرۃ اُنا و من

اتبعنی - ھاتان صفاتان لاتباع محمّد صلی اللہ علیہ وسلّم القیام بواجب الدعوۃ أن یکسبوا البصیرۃ قبل ان یشرعوا فی الدعوۃ البصیرۃ ھی العلم الذی مصدرہ الوحی والفقہ الدقیق الذی یستفید منہ الداعیۃ الحکمۃ وحسن الأسلوب وکسب القلوب والتحبب الی الناس ص۲۱۷

اس نے کہا ہے۔ نئے زمانے میں ایک جماعت پیدا ہو گی جو اللہ کی طرف بلائیگی غالب گمان یہ ہے کہ وُہ بصیرت کے بغیر خطاب کرے گی۔ حق کے داعیوں پر واجب ہے کہ وُہ بصیرت والے ہوں۔ جس کے لیئے دُوسروں کو بلاتے ہیں۔ ان کو سمجھتے ہوں۔ اور اس کے لیئے فکر والے ہوں اور اُس پر ایمان والے ہوں یعنی تصدیق والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد قل ھٰذہ سبیلی الخ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی یہ دو صفتیں ہیں جس پر قائم رہنا واجب ہے دعوت دینے والے پر لازم ہے کہ وہ دعوت شروع کرنے سے پہلے بصیرت حاصل کرے۔

جو علم ہے اور علم کا اصل وحی، فقہ ہے جن کے ذریعے دعوت کا حکمت۔ عمدہ اسلوب دلوں کا میلان اور لوگوں میں محبوبیت پیدا ہوتی ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک شرعی تبلیغ کے انبیاء کرام مستحق ہیں اور وارثانِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم جو علمائے اہلسنت والجماعت ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ قل ھٰذہ سبیلی اعوا الی اللہ تعالیٰ علیٰ بصیرۃ انا ومن اتبعنی وسبحان اللہ وما انا من المشرکین یعنی کہو اے محمّد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) ھٰذہ السبیل التی ھی الدعوۃ الی الایمان والتوحید سبیلی ای طریقی ومن اتبعنی ای ادعوا الیہ أنا یدعوا الیہ من اتبعنی وفی نفائس المجالس قل ھٰذا سبیلی ای الدعوۃ الی التوحید الذاتی طریقی المخصوصۃ بی ومن اتبعنی ولا سبیل الی الدعوۃ علیٰ بصیرۃ الا بعد الاتباع قولاً وفعلاً وحالاً وھو النتیجۃ من الانتباع علی الظاھر والبصیرۃ قوۃ للقلب المنور بنور القدس یری بھا حقائق الاشیاء و

بواطنها بمثابة البصر للنفس یرٰی بہ صور الاشیاء وظواهرها واتباع الرسول صلی اللہ علیہ وسلم باب النجاة وطریق السعادة العظماء. قولہ علی بصیرة ای ببیان وحجة بصیرة ای واضحة مرشدة الی المطلوب۔ فان الدلیل اذا کان بصیراً یتمکن من الارشاد والهدایة بخلاف ما اذا کان اعمٰی ای غیر واضحة مرشدة الی المطلوب تفسیر روح البیان جلد رابع سورة یوسف صفحہ ۳۳۱ - ۳۳۰

کہو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہ میرا وہ راستہ ہے یعنی ایمان و توحید کی دعوت۔ یہی میرا طریق اور راستہ ہے جو میرا اتباع کرے۔ میں اس کی طرف دعوت دیتا ہوں اور وہ بھی اسی کی طرف بلاتے ہیں جو میرے پیروکار ہیں۔ نفائس المجالس میں ہے۔ قل هٰذہ سبیلی سے مراد توحید خالص کی دعوت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں یہ میرا طریقہ ہے جو میرے اور میرے پیروی کرنے والوں کے ساتھ مخصوص ہے بصیرت سے دعوت دینے کا مطلب یہ ہے کہ قولاً فعلاً اور حالاً اتباع ہو۔ اتباع کا یہی نتیجہ ظاہر ہے۔ بصیرت سے مراد قدوسی انوارات سے قوت دل منور ہونا جو اشیاء کی ظاہری باطنی حقائق کو دیکھنے والا ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع عظیم سعادت اور نجات کا دروازہ ہے۔

قولہ علی بصیرة۔ یعنی وضاحت کامل دلیل کے ساتھ۔ ایسی واضح جو ہدایت والی ہو مطلوب کی طرف۔ بصیرت کا دلیل مرشد و ہدایت ہے۔ خلاف اندھے کے۔ جو مطلوب کی طرف نہ واضح ہوتا ہے نہ ہدایت والا۔

بحوالہ تفسیر روح البیان جلد چہارم سورۂ یوسف صفحہ ۳۳۱ - ۳۳۰

حاصل کلام یہ ہے کہ توحید خالص انبیائے کرام کے ساتھ مخصوص ہے۔ اور وارثان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص ہے۔ ان پڑھ اور جاہل اپنے آپ کو مبلّغین اور ہدایت والے کہتے ہیں۔ ان کے اوپر علامہ نعمان آفندی الوجی کا حکم صادق آتا ہے۔

عبارت ملاحظہ ہو، قال فی تفسیر قولہ تعالیٰ قل هٰذہ سبیلی ادعوا الی
اللہ علی بصیرۃ أنا ومن اتبعنی وسبحٰن اللہ وما انا من المشرکین ہ بقولہ
وفی الآیۃ اشارۃ الی انہ ینبغی للداعی الی اللہ ان یکون عارفا بطریق
ایصال الیہ سبحانہ عالمًا بما یجب لہ تعالیٰ وما یجوز وما یمتنع جل
شانہ والدعاۃ الی اللہ تعالیٰ الیوم من ھٰؤلاءِ الذین نصبوا انفسہم الی الارشاد
بزعمہم أجھل من حمار الحکیم تامًا۔ وھم لعمری فی ضلالۃ مدلھمۃ و
مھامۃ یحار فیھا الخرّیتُ وھم یحسبون انھم یحسنون صنعاً ولبئس
ما کانوا یصنعون روح المعانی جلد ثالث عشر ص۸۳

ارشاد باری تعالیٰ ہے: قل هٰذہ سبیلی ادعوا الی اللہ علیٰ بصیرۃ انا ومن
اتبعنی وسبحٰن اللہ وما انا من المشرکین۔

علامہ نعمان آفندی الوصی یوں تفسیر فرماتے ہیں: آیت میں اشارہ ہے کہ اللہ کی
طرف داعی پہ لازم ہے۔ کہ وہ اللہ کی طرف پہنچنے کے راستے سے خوب واقف ہونے
یہ معلوم ہو کہ اس پر اللہ کی طرف سے کونسی واجبات ہیں۔ جائز کیا ہیں اور ناجائز کیا ہیں
لیکن آج کے داعی حضرات جو اپنی زعم میں رشد کا کام کرتے ہیں۔ جاہل اور محکم گدھے
ہیں۔ تمام عمر اس گھٹا ٹوپ گمراہی کے اندھیرے بھٹکتے پھریں گے۔ وہ گمان کرتے ہیں
کہ ہم اچھا کام کرتے ہیں۔ ان کا یہ پیشہ بہت برا ہے۔ (بحوالہ روح المعانی جلد تیرہ ص۸۳)

آفرین صد آفرین نعمان آفندی الوحی کے ایمان پر۔ جو فرماتے ہیں کہ میرے
زمانے کے مبلغین محکم گدھے ہیں۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے ذاتی اور فعلی صفات نہیں جانتے
اور نہ صفات واجبی جانتے ہیں۔

نہ جائز اور منع جو اللہ تعالیٰ نے منسوب کئے ہیں۔ بطریقہ وجوب جائز جواز پر اور ناجائز
منع پر۔ مقصد یہ ہے کہ جب نعمان آفندی الوحی کے زمانے کے مبلغین محکم گدھے ہوئے
تو ہمارے زمانے کے جاہل مبلغین جن کی جہالت اظہر من الشمس ہے۔ ہزار چند محکم گدھے
نہیں ملاحظہ فرمائیں۔ مدارک شریف کی عبارت علی بصیرۃ ای مع حجۃ واضحۃ و

واضحۃ وبرھان غیر عمیاءٍ ولا علی ھوی۔ یعنی بصیرت سے مُراد اندھے پن
اور خواہشات نفسانی کے بغیر واضح اور اکمل دلیل کے ساتھ۔ یعنی پوری بصیرت۔
ملاحظہ فرمائیں تفسیر خازن کی عبارت علی بصیرۃ یعنی علی یقین ومعرفۃ
والبصیرۃ ھی المعرفۃ التی یمیز بھا بین الحق والباطل جلد ثالث ص۴۶
بصیرت سے مراد یقین اور عرفان ہے۔ بصیرت وہ عرفان ہے جس سے حق اور
باطل میں تمیز ہوتی ہے۔ جلد سوم ص۴۶

ملاحظہ فرمائیں تفسیر ابن کثیر کی عبارت: علی بصیرۃ ای ویقین وبرھان
عقلی وشرعی جلد ثانی ص۴۹۶۔ بصیرت سے مراد یقین، عقلی اور شرعی دلیل محکم۔
جلد دوئم ص۴۹۶

حاصل کلام یہ ہوا کہ موجودہ تبلیغی جماعت جو تقریباً سب ان پڑھ ہیں ان پڑھ
اور جاہل کی مثال اندھے یا چوپائے کی ہوتی ہے۔ یہ حضرات شرعی تبلیغ کے اہل نہیں
ہیں البتہ اپنے بڑوں کا خود ساختہ چھ نمبری دین اپنے مخصوص وضع کردہ طریقہ سے
لوگوں تک پہنچاتے ہیں جو تبلیغ لغوی ہے۔ یہ حضرات اپنے آپ کو خدائی گرفت میں
لاتے ہیں۔

میرے مسلمان بھائیو! جان لو۔ فقہ، اصول، تفاسیر اور احادیث کا متفقہ فیصلہ ہے
جو جاہل ان پڑھ خود کو مبلغ یا مرشد یا واعظ یا عابد اپنے گمان فاسدہ کے ساتھ ظاہر کرے
تو وہ محض رہٹ کا گدھا ہے جو اپنی چکر پر ساری عمر گھومتا ہے اور دل میں کہتا ہے کہ میں
نے کوسوں سفر کیا۔

ملاحظہ ہو روح البیان کی عبارت فی تفسیر قولہ تعالیٰ ومن آیاتہ خلق السمٰوٰت
والارض واختلاف السنتکم ای لغاتکم والوانکم ان فی ذالک لآیات للعالمین
بکسر لام ای المتصفین بالعلم کما فی قولہ تعالیٰ وما یعقلھا الا العالمون
وخص العلماء لانھم اھل النظر والاستدلال دون الجھال المشغولین بحطام
الدنیا وزخارفھا وفی زماننا قوم لایُحصٰی عددھم غلب علیھم الجھل بمقام

العلم ولعبة بهم الاهواء والمتعبد بغير علم كحمار الطاحونة يدور ولا يقطع المسافة والعلماء رحمة للجهال والكبار رحمة للصغار والنبی صلی الله علیه وسلم رحمة للخلق والله تعالیٰ رحيم بخلقة. روح البيان جلد سابع سورة الروم ص ۲۰-۲۱.

فرماتے ہیں. یہاں علمار کو خاص کیا گیا ہے کیونکہ وہ صاحب استدلال اور صاحب نظر ہیں. نہ جہال. جو دُنیا کے زیب وزینت میں مشغول ہیں. ہمارے زمانہ میں ایک قوم ہے جو اُن گنت ہے. ان پر علم کی جگہ جہالت، خواہشات نفسانی کا اتباع غلبہ کر چکے ہیں اور بغیر علم کے عابد بن بیٹھے ہیں. ان کی مثال اُس گدھے کی ہے جو رہٹ کے گرد اپنا سفر پورا کرتا ہو. علمار جاہلوں، بڑوں اور چھوٹوں کے لیئے رحمت حضور صلی اللہ علیہ وسلّم تمام مخلوق کے لئے رحمت اور اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر رحیم ہے.

(رُوح البیان جلد سات صفحہ ۲۱-۲۰. سورہ رُدم)

فائدہ: جب علمائے اہل سنّت والجماعت جاہلوں کے لیئے رحمت ہیں تو اِن پر واجب ہے کہ علمار کے پاس آکر علم دین حاصل کریں. اور اپنے آپ پر مغرور نہ ہوں جیسا کہ رائے ونڈ تنظیم دار السلام میں پھیرتا ہے اور لوگوں سے کہتا پھرتا ہے کہ ہم تبلیغ کرتے ہیں.

جاننا چاہیئے کہ تبلیغ دین ایک اعلیٰ اور شریف منصب ہے. جس کیلئے اہل لوگ چاہیئے. مگر فی زمانہ مبلّغین جاہل اور اَن پڑھ ہیں. ان پر شیاطین کا تسلط ہوا ہے. جو احادیث جہاد بالسیف سے متعلق ہیں وہ اپنی رائے سے خود پر منطبق کرتے ہیں اور یہاں تک تجاوز کرتے ہیں کہ اس راستہ میں جو کوئی نکلے دو رکعت نفل کا ثواب اُنچاس کروڑ سے ملتا ہے. ایک روپیہ جو اپنے اوپر خرچ کریگا اسے اُنچاس کروڑ روپے کا ثواب ملے گا. یاد رہے کہ ان کا یہ راستہ خود ساختہ ہے.

ملاحظہ فرمائیں رسائل ابن العابدین کی عبارت:

قوله وان التبليغ منصب شريف قد قام به افضل الناس بعد الانبياء والمرسلين ذو المقام الحنيف فلابد معه من اجتناب ما احدثه جهلة المبلغين الذين

استولت عليهم الشياطين من منكراة ابتدعوها و محدثات اخترعوها بكثرة جهلهم وقلة عقلهم وعدم اعتنائهم باحكام ربهم وبعدهم عماهو سبب قربهم وانهماكهم فی تحصيل حطام الدنيا وترک العلم الموصل الی الدرجات العليا جلد اوّل ص ۱۴۲.

اس کا قول ہے تبلیغ ایک شریف منصب ہے جو انبیائے کرام اور رسولوں کے بعد بہترین لوگوں کا منصب ہے. پس جاننا چاہیئے کہ اجتناب کیا جائے. جاہل مبلغین سے جن پر شیاطین کا قبضہ ہوا ہے. جنہوں نے برائی کی بنیاد رکھی. کثرت جہالت کی وجہ سے اور کمی عقل کی وجہ سے ایک نئی بدعت نکالی. جس کی وجہ احکام خداوندی سے بے اعتنائی اور دُوری ہے. حالانکہ احکام خداوندی قرب کا سبب ہے یہ دُنیا کے باغ و بہار کے حصُول میں منہمک اور علم کے تارکین ہیں جو درجات علیا کا ذریعہ ہے.

مقام غور ہے. یہی عبارت رائے ونڈ تنظیم پر صادق آتی ہے کیونکہ ان کے دلوں پر شیاطین کا قبضہ ہے. اور اپنے اختیار سے جہالت کو علم پر ترجیح دی ہے اس لئے ان کو احکام خداوندی کا کوئی پاس نہیں جو مراتب عظیم مجاہد کے لئے ہیں وہ اپنی منکدر نفسوں پر منطبق کرتے ہیں جو سراسر خسران اور ایمان کا تاوان ہے. ملاحظہ فرمائیں: مفسر رُوح البیان کا بیان جو لعل وجواہر سے کم نہیں.

قوله ولاسائبة وهم الذين يدورون فی البلاد متلبسين خليعی العذار يدتعون فی مراتع البهيمة والحيوانية بلا لجام الشريعة وقيد الطريقة وهم يدعون أنهم اهل الحق قد لعب الشيطان بهم فاتخذوا الههم هواهم فهؤلاء الذين وضعوا هذه الطريقة وابتدعوها لايعلمون شيئاً من الشريعة والطريقة ولايهتدون الی الحقيقة فانهم اهل الطبيعة و الخديعة ولقدشاعت فی الآفاق فتنهم وكملت فيهم عزتهم ومالهم من دافع ولامانع ولاواضع.

(روح البیان جلد ثانی سورہ مائدہ ص ۴۵۲)

یہ وہ لوگ ہیں جو شہروں میں نسبت کرتے ہوئے پھرتے ہیں۔ جن کے چہروں کے گال بالوں سے صاف ہوں گے۔ کھانوں پر جانوروں کی طرح پڑیں گے۔ شریعت اور طریقت کا لحاظ کئے بغیر۔ وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم اہل حق ہیں۔ شیطان ان پر مسلط ہو چکا ہے۔ انہوں نے ہوائے نفسانی کو اپنا معبود پکڑا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو شریعت و طریقت اور حقیقت سے بالکل بے خبر ہیں اور اس طریقے کو رائج کر چکے ہیں۔ یہ اپنے مزاج اور طبیعت پر چلنے والے ہیں۔ ان کا فتنہ دنیا کے کونے کونے میں پھیل گیا ہے اور یہ اپنے تکبر میں کامل ہو چکے ہیں نہ کوئی دفع کرنیوالا ہے کہ انہیں دفع کرے اور نہ کوئی انہیں منع کرنیوالا ہے کہ ان کو منع کرے اور کوئی انہیں اپنے تکبر سے گرانے والا ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ رائے ونڈ تنظیم یعنی تبلیغی جماعت نے جو راستہ اور طریقہ وضع کیا ہے یہ بالکل خود ساختہ ہے۔ شریعت میں اس کا کوئی مدلل ثبوت نہیں۔ ان کا یہ یقین بنا ہے کہ آپ اس وقت مبلغ اور کامل مومن بن جائیں گے جب ساری عمر میں چار مہینے راہ خدا میں دے دے۔ مہینہ میں تین دن اور شب جمعہ کو تبلیغی مرکز میں حاضری۔

یہ تعینات ان کے بالکل خود ساختہ ہیں یہ ایسی بدعات ہیں جن کا شریعت مطہرہ میں کوئی ثبوت نہیں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے وایاکم ومحدثات الامور۔ تحذیرا منها ومن الرخی بها محدثات جمع محدثة وھی مالم یکن معروفا من کتاب ولاسنة ولا اجماع امة فان کل محدثة سیئة بدعة وکل بدعة سیئة ضلالة (شرح الشفا لعلی القاری جلد ثانی ١٧-١٨)

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ بدعات سے بچتے رہو۔ مختصراً بدعت وہ ہے جس کا کتاب، سنت اور اجماع امت میں کوئی ثبوت نہ ہو۔ نیا پیدا کردہ امر گناہ اور بدعت ہے۔ ہر بدعت گناہ اور گمراہی ہے۔

(بحوالہ شرح الشفا لعلی القاری جلد دوم ص ١٧-١٨)

جو قاعدہ اور طریقہ تبلیغی جماعت نے گھڑا ہے اگر اس کا وجود کتاب اللہ سنت اجماع امت اور قیاس میں ہو تو چاہیئے کہ یہ حضرات وضاحت کریں۔ اگر اس طریقہ کار کا وجود ان چاروں میں نہ ہو تو ان کا عقیدہ اور بیانات مردود ہیں۔ بلکہ عین خسارہ ایمان ہے ان کا یہ قول ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت تہتر ٧٣ فرقے بنے گی۔ تمام فرقے دوزخی ہوں گے مگر ہم جنتی ہوں گے کیونکہ ناجیہ فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں ہدایت پر ہیں اور کار رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کرتے ہیں جو تبلیغ ہے۔ سبحان اللہ۔ آیئے ملاحظہ فرمائیے۔ تفسیر روح البیان وایاك ومتابعة اهل الهوى فانهم ليسوا من اهل الهدى والميت لايقدر على تلقين الحى وانما يقدر الحى تلقين الميت۔ (روح البیان جلد سابع صفحہ ١٠٦-١٠٧) تو اہل ھوی کی متابعت سے بچارہ۔ اہل ھوی ہدایت والوں میں سے نہیں ہیں۔ ان کی مثال مردے کی ہے۔ مردہ زندہ کو تلقین نہیں کرسکتا۔ البتہ زندہ مردے کو تلقین کرسکتا ہے۔ (روح البیان جلد سات صفحہ ١٠٦-١٠٧)

فهذا القول منهم منكر متعجبٌ منه لغاية ظهور بطلانه فهلكوا واهلكوا خلقاً عظيماً فضلوا واضلوا عن سواء السبيل.

ان کا یہ قول منکر اور قابل تعجب ہے کیونکہ ان کا انتہائی بطلان ثابت ہوا۔ یہ خود ہلاک ہیں اور خلق عظیم کو ہلاک کیا۔ خود گم کردہ راہ ہیں اور دوسروں کو سیدھے راستے سے گمراہ کر دیا۔ ان کا یہ خود ساختہ تبلیغی طریقہ محض ہوائے نفسانی ہے۔ اتباع ہوائے نفسانی کی وجہ سے یہ مردے ہو چکے ہیں۔ ہدایت کے قابل نہیں رہے ہیں۔ ان کا اپنا قول ہے کہ اللہ سے کرنے کا یقین اور مخلوق سے نہ کرنے کا یقین پیدا کرلو یعنی مخلوق فعل اختیاری کا مالک نہیں۔ یہ تبلیغ لغوی کے مبلغین ہیں شرعی کی نہیں جیسا کہ بیان ہوا ہے۔ تبلیغ شرعی مستحق انبیائے کرام اور ان کے ورثاء ہیں؛

كما فى روح البيان والعلماء ورثة الانبياء فكما انهم اشتغلوا بالابلاغ والارشاد كذالك ورثتهم فكل مرشد من الورثة ينبغى ان يكون غرضه اقامة جاه رسول الله صلى الله عليه وسلم وتعظيمه بتكثير اتباعه ج ٣ ص ٥٢٧

والیضاً فی حاشیة نبراس کما ورد فی الصحیح الانبیاء مامورون بتبلیغ
الاحکام وارشاد الانام وذالك ای تبلیغ والارشاد بکمال لعقل وقوة الرأی
وقوة العلم لیکون دعوتھم وانعة علی ما یقتضیه الحکمة فی التبلیغ ص۷۹

رُوح البیان میں ہے ۔علماء انبیائے کرام کا ورثا ہیں جیسا کہ وہ تبلیغ وارشاد
میں مشغول تھے اسی طرح ان کا وارث ہے ورثا میں سے ہر مرشد کے لیئے مناسب
ہے کہ اس کا مقصد کثرت اتباع کے ساتھ ساتھ تعظیم اور شان نبوی علیہ الصلوۃ
والسلام اجاگر کرنا ہو

حاشیہ نبراس میں بھی اسی طرح ہے جیسا کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے
کہ انبیائے کرام احکام پہنچانے اور لوگوں کی ہدایت پر مامور تھے یہ تبلیغ اورہدایت
کمال عقل، کمال قوت رائے اور کمال قوت علم کا متقاضی ہے تاکہ ان کے دعوت
حکمت کا جو تقاضا ہے ۔اس پر پورا اُترے ۔

ثابت ہوا کہ مخلوق خدا کو ہدایت اور تبلیغ کمال عقل، کمال علم کے بغیر
ناممکن ہے ۔تو یہ گروہ جاہل اوران پڑھ ہے ۔ یہ تبلیغ شرعی کے اہل نہیں ہیں۔
البتہ اپنے بڑوں کے وضع کردہ خود ساختہ دین کو تبلیغ لغوی کی حیثیت سے
پہنچاتے ہیں ۔اپنے آپ کو دنیا اور آخرت میں تباہ کرتے ہیں اور دُوسروں کو بھی
تباہ کرتے ہیں ، رُوح البیان کی یہ عبارت محفوظ اور مضبوطی سے تھام لو۔
فانھم ای الجھلاء لیسوا من اھل الھدی والمیت لا یقدر علی تلقین
الحی۔

یہ تبلیغی حضرات دعوٰی کرتے ہیں کہ طریقہ رسول پر ہونے کی وجہ سے جنتی
ہیں جو تبلیغ ہے یہ کھلا جھوٹ ہے ۔اس لیئے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم اورصحابہ کرام
کا طریقہ یعنی حرفت جہاد تھا ۔ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: لی حرفتان الفقر
والجھاد میرے دو پیشے ہیں فقر اور جہاد۔

کما فی روح البیان فھی الجھاد فضائل لا تجد فی غیرہ وھوای

الجھاد حرفة النبی علیه الصلوٰۃ والتسلیمات رُوح البیان میں ہے کہ جہاد
کی جو فضیلت ہے ۔ وہ فضائل اس کے بغیر آپ کو نہیں ملیں گے ۔ یہ یعنی جہاد حضور صلی
اللہ علیہ وسلم کا طریقہ تھا۔

رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کسی نے عرض کیا اعتزلت
الناس فقال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم لا تفعل فان مقام احدکم ف
سبیل اللہ ای فی الجھاد افضل من صلاته سبعین عاماً۔

(روح البیان جلد ثالث سورہ توبہ ص۵۳۲)

یعنی کسی نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت عرض کیا کہ میں لوگوں سے گوشہ نشین
ہونا چاہتا ہوں حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا نہ کر تم میں سے اس کا مقام
جو اللہ کی راہ یعنی جہاد میں ہو اپنے (گھر پر) نماز سے ستر سال کی نمازوں سے افضل
ہے ۔ (رُوح البیان جلد ۳ سورۃ توبہ ص۵۳۲)

اعلم ۔المقصود من انزال الکلام مطلق الدعوة الی دین الحق والدین الحق
ھو الاسلام ۔ (رُوح البیان جلد اول سورۃ العمران ص۱۲)

جان لو۔ قرآن مقدس کے نزول کا مقصد دین حق کا مطلق دعوت ہے اور دین
حق صرف اسلام ہے ۔

اس لئے اللہ تعالیٰ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم فرماتے ہیں: یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیك
من ربك وان لم تفعل فما بلغت رسالته ۔ وفی تفسیر ابن جریر ذکرہ انه نفقصد عن
ابلاغ شئ مما انزل الیه الیھم فھو فی ترکه تبلیغ ذالك ۔ان قل ما لم یبلغ منه فھو
فی عظیم ما رکب بذالك من الذنب بمنزلة لو لم یبلغ من تنزله شیئاً وعن ابن
عباس وان لم تفعل فما بلغت رسالته یعنی ان کتمت آیة مما انزل علیك من
ربك لم تبلغ رسالتی (سورہ مائدہ)

وفی نیشابوری العالم ربانی بلغ ما انزل الیك بیندرج تحته الوحی والالھام مات
المنامات والوقائع والواردات والمشاھدات والکشوف والانوار والاسرار والاخلاق

والمواهب والحقائق ومعانی النبوة والرسالة فالرسول ان لم يبلغ بعض هذه الحقائق الی العباد لم يمكنهم الوصول الی الله فلا يحصل مقصود ما أرسل به فلم يبلغ رسالته ألأن للتبليغ مراتب كما انزل إليه فتبليغ بالعبارة وتبليغ بالاشارة وتبليغ بالتأديب وتبليغ بالتعليم وتبليغ بالتزكية وتبليغ بالتحلية وتبليغ بالهمة وتبليغ بجزبات الولاية وتبليغ بقوة النبوة والرسالة وتبليغ بالشفاعة وللخلق ايضاً مراتب ای بحسب قبول الدعوة بحسب الاستعدادات المختلفة. (سورہ مائدہ پارہ ۶ تفسیر نیشاپوری علیٰ حاشیہ ابن جریر ص ۱۶۴)

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اے رسول پہنچا جو کچھ تجھے تیرے رب کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ اگر تو ایسا نہ کرے تو تو نے اس کی رسالت نہیں پہنچائی۔ تفسیر ابن جریر نے یوں تفسیر کی ہے۔ اگر وہ کچھ بھی کمی کرے ان کو پہنچانے میں جو اس پر نازل ہوا ہے۔ تو وہ نہ پہنچانا متصور ہوگا۔

****

دانائی کی بنیاد اللہ کا خوف ہے (حدیث نبوی)

شرعی تبلیغ کے مراتب

شرعی تبلیغ کے گیارہ مراتب ہیں، ہر مرتبے کے لئے علیحدہ علیحدہ مبلغ الیہ ہے ہر مبلّغ پر لازم ہے کہ ہر حقدار کو اللہ تعالیٰ کی یہ امانات پہنچائے تاکہ کسی کی حق تلفی ہو جائے۔ اس کا متقاضی اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے۔

ان الله يأمركم ان تؤدوا الامانات الى اهلها پارہ ۵ سورہ نساء۔ اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتوں کو اپنے اہل تک پہنچاؤ تو (اپنے اپنے اہل کو ادا کرو)۔

لمحۂ فکریہ!

رائے ونڈ تنظیم یعنی تبلیغی جماعت اپنے دلوں میں خوب فکر کر لیں۔ کیا ان میں ان مراتب کے معلوم کرنے کا استعداد ہے کہ نہیں؟ اگر ان میں یہ استعداد و قابلیت ہو تو ان کا اپنے اوپر مبلّغین کا اطلاق درست ہے۔ اگر یہ استعداد قابلیت ان میں نہ ہو تو یہ حضرات روح المعانی کی رُو سے کامل گدھے ہیں۔ جیسا کہ ہم نے پہلے ذکر کیا ہے۔

ان کے چھوٹے بڑے تمام سوچ لیں۔ اہل سُنّت والجماعت کے نزدیک یہ سب جُہلا ہیں۔ ان سے اجتناب ضروری ہے جیسا کہ عبداللہ بن حسین نے اپنے بیٹے کو جاہل سے اجتناب کی وصیت کی ہے:

وقال عبد الله بن حسين لابنه محمد يا بُنيَّ أحذر الجاهل وان كان لك ناصحاً كما تحذر العاقل اذا كان لك عدوًا۔

(عقد الفرید جلد ثانی ص ۹۹)

ترجمہ، عبداللہ بن حسین نے اپنے بیٹے محمد سے کہا اے میرے بیٹے جاہل سے دور رہ اگرچہ وہ آپ بھلا چاہنے والا ہو جیسا کہ تجھ سے آپ کا عقلمند دشمن دور رہتا ہے۔

وایضاً قال الله تعالیٰ یا ایها الرسول بلغ جميع ما انزل اليك من ربك

مما یتعلق بمصالح العباد فلا یرد ان بعض الاسرار الالہیّۃ یحرم
افشائہ قال ابو ہریرۃ حفظت من رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم
وعائین من العلم فامّا احدھما فقد بثثتہ واما الآخر لو بثثتہ
لقطع ھذا الحلقوم ۔ والتحقیق انما یتعلق بالشریعۃ عام تبلیغہ
ومایتعلق بالمعرفۃ والحقیقۃ خاص ۔ ولکل منھما اھل فھو کالامانۃ
عند المبلغ یلزم دفعھا الی اربابھا ۔

(تفسیر روح البیان جلد ثانی صہ ۴۲۷ پارہ ۶ سورۂ مائدہ)

والیضاً فی تفسیر خازن ومدارک علی حاشیۃ خازن جلد اول صہ ۵۱۲

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے اے رسول پہنچا سب کچھ جو تیرے اور
تیرے رب کی طرف سے نازل ہوا ہے ۔ یہاں بعض امور بندوں کی مصلحت سے
تعلق رکھتے ہیں جنہیں رد نہیں کیا جاتا ۔ بعض الٰہیہ اسرار ایسے ہیں جن کا ظاہر کرنا
حرام ہے ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم
سے علم کے دو برتن بھر دیئے ہیں ایک کا منہ کھولا ہے یعنی خرچ کر ڈالا ہے ۔ اگر
دوسرے برتن کا منہ کھول دوں تو میرا گلہ کٹ جائے ۔ تحقیق یہ ہے جو کچھ شریعت سے
متعلق ہے اس کی عام تبلیغ کا حکم ہے جو معرفت اور حقیقت سے تعلق رکھتے ہیں
وہ خاص تک محدود ہے ۔ ان میں سے ہر ایک کے لئے اپنا اپنا اہل ہے ۔ مبلغ پر یہ
لازم ہے کہ اپنے اپنے مالک کو اس کی امانت پہنچائے ۔

مطلب یہ ہے کہ قرآن مقدس کی بعض آیات شریعت سے متعلق ہیں مبلغ
ان کا تبلیغ بطریقہ عموم کرے گا تاکہ ہر حقدار کو اس کا حق مل جائے اور بعض آیتیں
معرفت اور حقیقت سے متعلق ہیں مبلّغ ان کی تبلیغ بطریقہ خاص کرے گا ۔ اب
جاہل مبلّغ یہ تمیز کیسے جانے ؟ کہ شریعت سے کونسا حصہ متعلق ہے اور طریقت
سے کونسا حصہ متعلق ہے اور طریقت سے کونسا حصہ تعلق رکھتا ہے ۔
یہ رائے ونڈ ان پڑھ تنظیم یعنی تبلیغی جماعت جگہ جگہ پھرتی ہے ۔ مبلّغ

ہونے کا دعویدار ہے ۔ یہ محض دھوکے میں ہیں اور خسران ایمان کا شکار ہیں ۔
آیئے احکام القرآن للجصاص کی عبارت ملاحظہ فرمائیں :

بلغ ما انزل الیک من ربّک فیہ امر للنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم
بتبلیغ الناس جمیعًا ما ارسلہ بہ الیھم من کتابہ واحکامہ وان لا یکتم
منہ شیئًا خوفا من احد ومدارات لہ واخبرانہ ان ترک تبلیغ شیٔ
فھو کمن لم یبلغ شیئًا بقولہ تعالیٰ وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ فلا
یستحق منزلۃ الانبیاء القائمین باداء الرسالۃ وتبلیغ الاحکام ۔

(جلد ثانی پارہ ۶ سورۃ مائدہ صہ ۴۴۹)

بلغ ما انزل الیک من ربّک کی تفسیر میں فرماتے ہیں اس میں نبی کریم
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو حکم دیا گیا ہے کہ تمام لوگوں کو تبلیغ کرے ۔
کتاب واحکام سے جو کچھ دے کر ان کی طرف بھیجا گیا ہے ۔ نیز کسی سے خوف
یا اس کے لحاظ کے خاطر کوئی چیز نہ چھپائے اور اُسے مطلع کیا گیا اگر اس نے
پہنچانے سے کچھ بھی چھوڑا یعنی نہ پہنچایا تو گویا کچھ نہ پہنچایا جیسا کہ ارشاد
باری تعالیٰ ہے اگر ایسا نہ کرے تو تو نے اس کا بھیجا ہوا امر نہیں پہنچایا ۔
وہ اُن انبیائے کرام کی طرح نہیں ہیں جنہوں نے جم کر احکام کی تبلیغ فرمائی

قولہ تعالیٰ فان لم یستجیبوا فاعلموا انما انزل بعلم اللہ وان
لا الٰہ الا ھو فھل انتم منتھون ۔ وفی روح البیان وفی الآیات امور منھا
ان الوحی علی ثلاثۃ انواع نوع امر علیہ الصّلوٰۃ والتسلیمات بکتمانہ
اذ لا یقدر علی حملہ غیرہ ونوع خیر فیہ کالمباحات ونوع امر بتبلیغہ
الی العام والخاص من الانس والجن وھو ما یتعلق بمصالح العباد من
معاشھم ومعادھم فلا یجوز ترکہ وان ترتب علیہ مفسدۃ وضاق
بہ الصدر وسبیل التبلیغ الرسالۃ ھو اللسان علی رخصۃ فی الترک و
ان خاف ۔ (جلد رابع سورۃ ھود صہ ۱۶۱)

مختار قول یہ ہے کہ تبلیغ میں تاخیر جائز ہے کیونکہ احکام مکلف بندے کو ضرورت کے مطابق نازل ہو چکے ہیں۔ اس حاجت میں سُستی ہو یا تعجیل (فراخی ہو یا تنگی) ایک تھوڑی جماعت کہتی ہے کہ تبلیغ میں تاخیر جائز نہیں جب حاجت تبلیغ پڑ جائے تو بالاتفاق سُستی کرنا جائز نہیں۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ تاخیر سے شرعاً عقلاً رکاوٹ پیدا نہیں ہوتی۔ تھوڑی جماعت کی انکار کی وجہ یہ ہے کہ تاخیر میں عدم جواز کے حق میں وہ مکابرہ سے کام لیتے ہیں۔ شاید تاخیر کوئی مصلحت ہو جس پہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مطلع ہو جو جواز فی التاخیر سے منکر ہیں ان کا جواب یہ ہے : یاایھا الرّسول بلّغ الخ اور جلدی کا متقاضی ہے۔ وجوب تبلیغ میں چاہے باغور ہو یا دیر سے ہو دونوں گروہ برابر ہیں جیسا کہ رسالت کا تقاضا ہے کہ حاجت کی ظہور کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم یہ تسلیم نہیں کرتے کہ بہ جلدی کا متقاضی ہے۔ کیونکہ تبلیغ کا ظہور عقل تسلیم کرتی ہے اور اس کا فائدہ آشکارا ہے۔

یعنی اس لئے کہ عقل کو نقل کی وجہ سے تقویت ملتی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ دلالت اس بات پہ کہ یہ امر جلدی کے لیئے نہیں ہے۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے فان لم تفعل الخ مطلب یہ ہے اگر فی الحال تبلیغ نہ کرے تو اس کا یہ مطلب تو نہیں ہو سکتا کہ بالکل تبلیغ کیا نہیں یا تاخیر سے عدم وجوب ثابت ہوتا ہے۔

اعلم۔ جان لو۔ کتاب وسُنّت کی روشنی میں تبلیغ کی تین صورتیں ہیں: اوّل قبولیتِ اسلام۔ دوّم یا جزیہ دینا۔ سوّم یا تلوار سے جنگ کرنا۔ ملاحظہ ہو ابوداؤد شریف کی عبارت :

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذ لقیت عدوك من المشرکین ای الکفار فادعوھم الی احدار ثلاث خصال او خلال شک من الراوی فایتھا اجابوك الیھا فاقبل منھم وکف عنھم۔ ادعوھم الی الاسلام بیان الخصلۃ الاولی فانھم أبوا فادعوھم الی اعطاء الجزیۃ ھذا اشارۃ الی الخصلۃ الثانی فان اجابوا فاقبل منھم وکف عنھم فان ابوا ھذا اشارۃ الی الخصلۃ الثالثۃ

فاستعن باللہ وقاتلھم۔ (ابوداؤد شریف صـ۳۵۲-۳۵۱) باب فی دعاء المشرکین الی الاسلام وایضا فی ترمذی ج ا صـ۲۹۱ ولمعات وحاشیہ بخاری ۳۲۹

حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ہے اپنے دشمن کفّار سے جب تیرا سامنا ہو جائے تو ان کو تین میں سے ایک کی طرف بلاؤ۔ جو بھی وُہ قبول کرے تم بھی اسے تسلیم کر لو جنگ سے ہاتھ کھینچو۔ اسلام کی دعوت دو (پہلی شرط کا بیان) اگر انہوں نے یہ منظور کیا تو تم بھی اسے قبول کرو اور جنگ سے باز آجاؤ۔ اگر انکار کیا (تیسری شرط) تو اللہ سے مدد مانگ کر ان سے لڑو۔ حقائق سے معلوم ہوتا ہے کہ شرعی تبلیغ کے تین درجے ہیں جیسا کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کا خط مبارک بنام ھرقل۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خط فارس کو مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۴۳-۳۴۲

ایک واقعہ ملاحظہ فرمائیے بحوالہ معجزات صـ۱۲۴۔ جنگ یرموک کے دوران بھان نے حضرتِ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے کہا کہ صُلح کرتے ہیں۔ صلح ایک نیک اقدام ہے۔ حضرت خالد بن ولید نے جواب دیا۔

اے بھان صدق دل سے اسلام قبول کر لو۔ اگر قبول اسلام کے بغیر صُلح کرنا چاہتے ہو تو جزیہ دینا قبول کر لو۔ اس کے بغیر کوئی بات چیت نہیں ہو سکتی۔ بلکہ تلوار ہمارے درمیان فیصلہ کرے گی جبکہ معرکۂ یرموک میں دشمن کے لشکر کی تعداد سات لاکھ ساٹھ ہزار نفوس تھی۔

تبلیغی جماعت اپنے آپ کو مسلمان کہتی ہے۔ وہ ایک ہندو سے کہے کہ آؤ دین اسلام قبول کرو یا جزیہ دینا قبول کرو۔ یا پھر جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ۔

ہم دونوں ہاتھ جوڑ کر تبلیغی جماعت سے یہ وضاحت پوچھنا چاہتے ہیں کہ تم رائے ونڈ کس لیئے جاتے ہو؟

اگر وہاں پڑھنے کے لئے جاتے ہو تو درس نظامی کا حصُول رائے ونڈ مدرسہ پہ موقوف نہیں درس نظامی کے مدارس ہر جگہ موجود ہیں

اگر دوسروں کو سکھانے کے لئے جاتے ہو تو تم خود بے علم ہو۔ ان پڑھ ہو۔

توتم لوگوں کو سکھاؤ گے کیا؟

اگر یقین سیکھنے اور سکھانے کے لیے جاتے ہو تو نکلتے وقت جیب کا محاسبہ فرض کیوں سمجھتے ہو۔ گرمی وسردی کا لباس ترک کیوں نہیں کرتے ہو۔ گرمی اور سردی بھی مخلوق ہے جبکہ تمہارے عقیدہ کے مطابق مخلوق کچھ نہیں کر سکتی توتم گھٹڑیوں سے کب نجات پاؤ گے۔ بغل میں چھری منہ میں رام رام۔ لما تقولون مالا تفعلون ○ کبر مقتاً عند اللہ ان تقولوا مالا تفعلون ○

ہم نہایت ادب سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ جتنا تم رج کر کھاتے ہو کیا اتنا کھانا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، صحابہ کرام، ائمہ مذاہب اربعہ یا سلف صالحین سے ثابت ہے؟ کہتے ہو کار رسول کرتے ہیں۔ کیا تزکیۂ نفس کرنا کار رسول نہیں؟

اتمام تبلیغ

وفی تلویح فقد تم التبلیغ فی دیارنا ای فی دار الاسلام وانتشر شرائع الاسلام واحکامه ص۴۹۷ وفی المدارک ما علی الرسول الا البلاغ تشدید فی ایجاب القیام بما امر به وان الرسول قد فرغ مما وجب علیه من التبلیغ وقامت علیکم الحجة ولزتکم الطاعة فلا عذر لکم فی التفریط جلد اوّل ص۳۰۴

وفی جواهر البهیة قوله لایصد عن ذالک صاد الی ان اشرقة الدنیا برسالته ضیاء ابتهاجا ودخل النّاس فی دین اللہ افواجا وصارت دعوته سیر الشمس فی الاقطار وبلغ دین القیم ما بلغ اللیل والنهار وانتشرق دعوته فی مشارق الارض ومغاربها واتباعه علی دینه اکثر من اتباع سائر النبوّة ص۱۱ وایضاً فی الجوهرة النیریة فی کتاب السیر ص۳۱۸ وفی روح البیان ای لأن الشان لم یکن ربّک مهلک القری بظلم واهلها

غافلون المعنی بان لایجری علیه قلم تکالیف الشریعة الا بعد البلوغ بالاوامر والنواهی ثم ان الاحکام الالٰهیة قد بلغت الیٰ کل اقلیم وبلغ الشاهد الغائب الی یومنا هٰذا من قدیم وامتلأ الأذان من سماع الحق جلد ثالث ص۱۰۰ قوله تعالیٰ هو الّذی ارسل رسولهٗ بالهدیٰ ودین الحق لیظهره علی الدین کله ولو کره المشرکون وفی تفسیر ابن کثیر عن تمیم الداری رضی اللہ عنه قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلّم یقول لیبلغن هٰذا الامر ما بلغ اللیل والنهار ولایترک اللہ بیت مدر ولا وبر الا ادخله هٰذا الدین یعز عزیزاً ویذل ذلیلاً عزا یعز اللہ به الاسلام وذلا یذل اللہ به الکفر فکان تمیم الداری یقول قد عرفت ذالک اهلبیتی لقد اصاب من أسلم منهم الخیر والشرف والعز ولقد اصاب من کان کافراً منهم الذل والصغار والجزیة جلد ثانی ص۳۵۰ وایضاً فی ابن کثیر جلد ثانی ص۶۸-۶۶۔ شرح نقایه جلد ثانی ص۴۲۱۔

تلویح میں ہے۔ تحقیق ہمارے ممالک یعنی دار السّلام تبلیغ تکمیل کو پہنچا ہے اسلام کے شعائر اور احکام پھیل چکے ہیں۔ ص۴۹۷۔ تفسیر مدارک ما علی الرسول الا البلاغ کے تحت لکھتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنا منصب تکمیل کو پہنچایا ہے۔ تم لوگوں پر حجت قائم ہوئی ہے۔ نہ تمہیں تفریط کی اجازت ہے اور نہ کوئی عذر قبول تم پر اطاعت ہی لازم ہے۔ جلد اوّل ص۳۰۴۔ جواہر البھیۃ میں ہے۔ کوئی رکاوٹ ڈالنے والا رکاوٹ نہیں ڈال سکتا کہ اس کے رسالت نے تمام دنیا کو منور کیا ہے لوگ دین میں گروہ در گروہ داخل ہو گئے ہیں۔ اس کی دعوت سورج کی رفتار پر تمام اقطار پر پھیل گئی ہے۔ دین متین وہاں پہنچا ہے جہاں دن رات ہیں اس کی دعوت مشرق ومغرب روشنی کی طرح پھیل گئی ہے۔ اس کے دین کے متبعین تمام انبیاء کرام سے زیادہ ہیں ص۱۱۔

الجوہرۃ النیریۃ کتاب سیر ص۳۱۸ میں یہی لکھا ہے۔ تفسیر روح البیان لم یکن

ربك مهلك القرى الخ کی تفسیر میں لکھتا ہے ۔ مُراد وہ علاقے ہیں جہاں دین پہنچا نہ ہو کیونکہ احکام شریعت وہاں نافذ ہوتے ہیں جہاں اسلام پہنچا ہو ۔ اب احکام الٰہی دُنیا کے ہر کونے کو پہنچ چکے ہیں ۔ آج تک حاضر نے غائب کو دین پہنچایا ہے اور کان سماع حق سے بھر گئے ہیں ۔ جلد تیسرا صـ۲۰ھُوَ الَّذِی اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ الخ کی تفسیر میں ابن کثیر لکھتا ہے ۔ تمیم داری سے روایت ہے کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ۔ جہاں دن رات پہنچے ہیں وہاں تک یہ دین پہنچ کر رہے گا ۔ کچے مکانات اور جھونپڑیوں میں پہنچ کر رہے گا ۔ اس دین کی پہنچ سے عزت مند عزت مند ہو جائے گا ۔ ذلیل ذلیل ہو جائیگا ۔ معزز کے ذریعے اللہ تعالیٰ اسلام کو عزت دیگا اور اس کے ذریعے کفر ذلیل ہوگا ۔ تمیم داری فرماتے ہیں کہ جس گھر میں اسلام پہنچا وہاں شرافت عزت اور بھلائی پہنچی اور کافر کو جزیہ سے ذلیل کیا گیا ۔ ان تصریحات سے پتہ چلا کہ آواز دین مشرق سے مغرب تک پہنچا ہے ۔ تمام بنی نوع انسان چاہے کافر ہیں چاہے مسلمان مگر ان کے کانوں تک خدا کا نام ، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام اور قرآنِ مقدس کا نام پہنچا ہے ۔ ان کو تبلیغ کرنیوالے مبلغ شرعی نہیں کہا جاسکتا ۔ کیونکہ ان کو دین پہنچا ہے ۔

سوال : انبیائے بنی اسرائیل کو جیسے حضرت یوشع علیہ السلام کو مبلغین اور مقررین کہنا کیا جائز ہے ؟

جواب : ہاں اس لئے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم ایسی تھی جن میں بعض کو دین پہنچا تھا اور بعض کو نہیں ۔

جن کو دین نہیں پہنچا تھا اُن کو پہنچانے والے مبلغین کہلاتے ہیں جن کو دین پہنچا تھا ان کو مقررین کہتے ہیں ۔ جیسا کہ نبراس میں مذکور ہے :

ان اسرائيل لم يكونوا مبلغين بالنسبة الى غيرهم الدعوة سابقا صـ۷۹

بیشک انبیائے بنی اسرائیل مبلغین نہیں تھیں ۔ ان کے حق میں جن کو پہلے دعوت پہنچی تھی یعنی جن کو پہلے دعوت دین پہنچ چکی تھی اس نسبت سے وہ مبلغین نہیں تھے ۔

میرے مسلمان بھائیو ! ان اطلاقات کے پیشِ نظر تبلیغی جماعت کی پوزیشن آپ کے سامنے واضح ہو گئی ہوگی ۔ درحقیقت دین میں بحیثیت اہمیت جہاد نماز کے دوسرے نمبر پر ہے ۔ ان کی تبلیغی نصاب ملاحظہ فرمائیں ۔ ذکر جہاد بالسیف بحیثیت مضمون درج نہیں ہے ۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جہاد ان کی نظروں میں نرم بستر باندھ کر بھرے پیٹ بھری جیب چلنے پھرنے کا نام ہے ۔ ان کی اکثریت موجودہ دُور میں جہاد کو خون خرابہ کہتے ہیں ۔ العیاذ باللہ ۔

اگر ان حضرات کا یہ مؤقف ہو کہ کفر کے کانوں تک اسلام پہنچا نہیں ہے اسلئے یہ جہاد خون خرابہ ہوگا ۔ ہم حقائق کو سامنے رکھ کر عرض کریں گے کہ اب کفر اگر موجود ہے تو عناداً موجود ہے جو کسبی ہے ۔ ازالہ جس کا جہاد بالسیف سے ہوگا ۔ یہ صرف نہیں بلکہ ان حضرات نے دین کے دیگر امور میں دخل اندازی شروع کی ہے جیسے دورہ اسقاط ، مُردوں کے پیچھے خیرات وصدقات ، سورہ ملک کی تلاوت شب جمعہ شب تیس رمضان کو سورہ رُوم اور عنکبوت کی تلاوت ۔ نماز کے بعد اجتماعی شکل میں دُعا کو نہ خود مانتے ہیں ۔ نہ وہاں کرنے دیتے ہیں جہاں ان کی اکثریت ہے ۔

ان کا مؤقف یہ ہے کہ ہم نے سربراہان رائے ونڈ کو نہ ایسا کرتے دیکھا ہے اور نہ کہتے دیکھا ہے ۔ افسوس صد افسوس از رُوئے شریعت ان کی مجلس میں بیٹھنا جائز نہیں ہے ۔ کیونکہ یہ جہال ہیں اور جہاد بالسیف کے معاندین کما فی عقد الفرید جلد دوم صـ۹۹

وفی روح البیان فعلی العاقل ان لا یغتر بظاهر حالهم بل ینظر الی وهن اعتقادهم وفساد بالهم فیعتبر کل الاعتبار و یتجنب من هٰذه سیرتهم ویسلك طریق الاختیار ویعتصم بالله بالانقطاع عما سواه ویتمسك بالتوحید الحقیقی حتی یهتدی الی الصراط المستقیم

روح البیان میں ہے کہ عاقل کو چاہیے کہ ان کی ظاہری حالت سے دھوکہ نہ ہو بلکہ ان کی اعتقاد اور وبال فساد کو دیکھے ۔ ان کی بسیرت اور کردار سے

کنارہ کشی اختیار کرنا چاہیئے۔ اور نیک لوگوں کا طریقہ اختیار کرنا چاہیئے۔ سب کچھ سے منہ موڑ کر خدا کی رسی کو مضبوطی سے پکڑنا چاہیئے۔ ماسوٰی سے قطع تعلق کرنا چاہیئے۔ توحید حقیقی کو مضبوطی سے تھامنا چاہیئے تاکہ ہدایت صراط مستقیم نصیب ہو جائے۔ تفسیر آل عمران جلد دوم ص۱۷

مختصر یہ ہے کہ یہ تبلیغی جماعت کے حضرات اپنے اُوپر مبلّغین کا اطلاق کرتے ہیں جو ان کی جہالت ہے۔ اس لئے کہ یہ تبلیغ شرعی کے اقسام اور مراتب نہیں جانتے اور نہ مستحقین تبلیغ جانتے ہیں۔ اس لیئے ان سے اجتناب ضروری ہے بلکہ لازمی ہے

وان الجاهل كل الجاهل من لايعرف ما صدق عليه قوله ومن اكل ما قد عرف مضاته يؤثر شهوته على راحة بدنه (عقد العزيد جلد ثامن ص۲۹)

وہ پورا کا پورا جاہل ہے جو وہ نہیں جانتا جس کی وجہ سے اس پر جہالت کا قول صادق ہو۔ جو وہ کھائے جس کا مضرت بھی اُسے معلوم ہو جو اپنی خواہش کو اپنے راحت بدن پر ترجیح دے

جاہل کے قول پر اعتماد جائز نہیں:

كما فى روح البيان فى تفسير قوله تعالىٰ ذٰلكم خير لكم ان كنتم تعلمون۔ اى ان كنتم من اهل العلم فان الجهلة لا يتعد باقوالهم وافعالهم جلد تاسع ص۵۰۶ سورہ صف

یعنی کہ تم صاحب علم ہو کیونکہ جاہلوں کے اقوال و افعال پر اعتماد نہیں۔ جلد ۹ ص۵۰۶ تفسیر سورۂ صف۔ جب ایک آدمی جاہل بن جاتا ہے تو اس پر وعظ و نصیحت کوئی اثر نہیں کرتا۔

كما فى روح البيان قوله تعالىٰ ان كان ان يغويكم قد سبق ان نوحًا عليه السّلام وصفهم بالجهل والجاهل لا ينفع فيه النصح والوعظ

(جلد رابع ص۱۲۱ سورہ ہود)

یعنی نوح علیہ السّلام نے ان کو جہالت سے تعبیر کیا۔ جاہل میں وعظ و نصیحت کوئی نفع نہیں دکھاتا۔

وفى عقد الفريد لا تصاحب الجاهل فانه يريد ان ينفعك فيضرك

وقال اردشير حسبكم دلالة على عيب الجاهل ان كل الناس تنفر منه وتغضب من انتسب اليه جلد ثانى ص۲۰

عقد الفرید میں ہے۔ جاہل کے ساتھ دوستی مت کرو۔ وہ تجھے نفع پہنچانا چاہے گا مگر تجھے ضرر پہنچائے گا۔

اردشیر کا قول ہے۔ جاہل سے تمام لوگوں کی نفرت اس کی جہالت کا ثبوت ہے جو ان سے منسوب ہے۔ اُن سے بھی بُعد رکھا جاتا ہے۔ جہال کے حق میں کیا خوب کہا ہے۔ ثقام الحرث ليس له شفاء

وداء الجهل ليس له طبيب ۔ جہالت کی مرض کا کوئی ڈاکٹر نہیں۔

وفى الجهل قبل الموت موت لاهله ۔ جہالت جاہل کیلئے موت سے پہلے موت

واجسامهم قبل القبور قبور ۔ اور ان کے اجسام قبروں سے قبل قبریں ہیں

وان امرءً لم يحيى بالعلومية ليس له النشور نشور۔ اگر ایک آدمی علم سے زندہ نہ ہوا تو اس کے لئے ہمیشہ کی موت ہے جس سے جی اٹھنا نہیں ہے۔

(روح البیان جلد دوم ص۹۱۵)

جہل کی تعریف

سوال: جہل کسے کہتے ہیں؟

جواب: اعتقاد شيءٍ على خلاف ما هو به فى الواقع۔ غاية التحقيق شرح حسامى ص۳۳۵ و نور الانوار ص۲۹۹ (بحر العلوم شرح مسلم الثبوت)

یعنی حقیقت کے خلاف کسی چیز کا اعتقاد جم جانا۔

رائے ونڈ تنظیم یعنی تبلیغی جماعت کہتی ہے کہ تبلیغ صرف علماء کا منصب نہیں بلکہ
ہر کوئی کرسکتا ہے۔ ان کا یہ کہنا کتاب وسنت اور فقہ کے خلاف ہے۔ ان کا یہ عقیدہ
ہے کہ راہِ تبلیغ میں کوئی نکلے اور اس کے پَیر گرد آلود ہوگئے تو جہنم کی آگ اُن پَیروں
پر حرام ہوجاتی ہے۔ ان کا یہ عقیدہ ہے کہ تبلیغ میں نکل کر اپنے اُوپر ایک روپیہ
صرف کرنے کا ثواب انچاس کروڑ روپیہ صدقہ کرنے کے برابر ہے۔ ان کا یہ بھی
عقیدہ ہے کہ تبلیغ میں نکل کر دو رکعت نماز نفل کا ثواب انچاس کروڑ کے برابر ہے
یہاں جان کی بازی تھوڑی لگانی ہے کہ اعمال کی اتنی قیمت بڑھ جائے جب
مسلمان میدانِ جنگ میں کفر کی تلوار کی زد میں آجاتا ہے تو وہ قیمتی ہوجاتا ہے
اور اس کے اعمال کی قیمت بڑھ جاتی ہے۔ فافہم۔ ثم فافہم

وجميع هذه الاقوال من هذه الطوائف جنون محض ومكابرة للحواس و
العقول. ليس في القرآن وفي السنن ولا في العقول شئ من هذا وهذا في
الواقع اعتراض على جميع الامم وعلى جميع عقولهم وهذا صفة من عظمة
مصيبة بنفسه ومن لا دين له ولا عقل له ولا علم له. جواهر البهية ص۷۹
وايضاً في جواهر البهية انظر العاقل الفاضل الى هذه الاباطيل بعرق منها
جبين الدهر وهذه كلها من قلة علمه وقلة دينه وقلة حيائه
وكثرة جهله والله جل جلاله ينتقم منهم بهن الاكاذيب نعوذ بالله
من الضلال ص۲۰۰

ان فرقوں کے یہ تمام اقوال جنون محض ہیں۔ یہ ان کے عقلوں اور حواس کا ضد
یعنی تکبر ہے۔ قرآن وحدیث میں ان کا کوئی ثبوت نہیں۔ ان کے دماغ عقلوں سے
خالی ہیں۔ اصل میں یہ تمام امت اور ان کے تمام عقلوں پہ اعتراض ہے۔ یہ صفت
اپنی جان پہ عظیم مصیبت میں سے ہے۔ اسی جواہر بھیۃ میں ہے۔ ان خرافات کو
اگر کسی عاقل فاضل نے خیال کیا تو اس کے قدموں تلے زمین چلی جائے گی۔ یہ سب کچھ
کمیٔ علم، کمیٔ دین، کمیٔ حیا اور زیادتی جہالت کی وجہ سے ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سے ان

خرافات کا بدلہ لے گا۔ گمراہی سے اللہ کی پناہ ص۲۰۸

تحریف فی الدّین

یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ ہر صاحب جانتا ہے کہ یہود تحریف کرتے
تھے تورات میں۔ رائے ونڈ گروہ کے تراجم و تشریحات میں تحریف فی المعانی
ہیں۔ قرآن اور احادیث میں تفصیل آگے آرہا ہے۔
الطاعة كلها سبيل الله كما في زيلعي ج ۱ ص۲۹۸۔ جملہ طاعات خدا کا راستہ
ہے۔

"بحث در فی سبیل اللہ"

جہاں کہیں قرآنِ پاک، احادیث اور کتبِ مذہب میں سبیل اللہ (اللہ کی
راہ میں) کا ذکر آجاتا ہے۔ بالاتفاق اس سے مجاہدین فی سبیل اللہ مراد لیا
جاتا ہے۔ کما فی ترمذی "باب ما جاء فی فضل الغبار فی سبیل اللہ۔ من
اغبرت قدماه في سبيل الله فهما حرام على النار الاغبرار في سبيل
الله كناية عن السعى الى الجهاد وفيه مبالغة بأنه اذا كان الاغبرار انما
لمس النار فكيف نفس الجهاد. والمراد بسبيل الله السعى الى الجهاد وهو
المتعارف في الشرع ج ۱ ص۲۹۲ ابواب فضائل الجهاد وايضاً والوجه
ان لفظ في سبيل الله في عرف الشريعة يستعمل في الجهاد ص۲۹۱
وفي شيخ زاده على البيضاوي فان لفظ سبيل الله مختص بالجهاد في
عرف القرآن ج ۱ ص۵۸۴ ونسائی ج ۲ ص۵۵-۵۲ وبخاری ج ۱ ص۳۹۳
وفي المذاهب الاربعة قوله وفي سبيل الله هم الفقراء المنقطعون
الغزو في سبيل الله على الاصح ج ۱ ص۶۲۱۔ وزیلعی ج ۱ ص۲۹۸۔

جس کے دونوں پیر اللہ کے راستے میں غبار آلودہ ہو گئے۔ دونوں دوزخ پر حرام ہیں۔ اللہ کے راہ میں غبار آلودگی جہاد میں کوشش کی طرف اشارہ ہے اور اس میں مبالغہ ہے۔ جب غبار آلودگی دوزخ کی آگ سے آرہا ہے تو جہاد کا کتنا بلند مرتبہ ہوگا؟ شرع شریف میں فی سبیل اللہ سے جہاد میں کوشش مراد ہے جو معلوم ہے۔ ابواب فضائل جہاد جلد اوّل ص ۲۹۲ اور یہی حکم چہرے کا بھی ہے۔ شریعت کی طرف میں فی سبیل اللہ سے مراد جہاد ہے ص ۲۹۱

بیضاوی شریف کی تحقیق یہ ہے کہ قرآن پاک کی طرف میں لفظ سبیل اللہ جہاد کے لیئے خاص ہے۔ جلد اول ص ۵۸۴۔ نسائی اور بخاری شریف کا بھی اس پر اتفاق ہے۔ نسائی جلد دوم ص ۵۵۔۵۴۔ بخاری شریف جلد اوّل ص ۳۹۴۔

إنما المؤمنون إخوة

بیشک سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں (القرآن)

"المقصد الثاني"

فی فضیلة الامر بالمعروف والنهی عن المنکر و نحن قائلون بعون الله وتوفیقه وتائیده وتسدیده فی العلم والادب فإنهما القطبان اللذان علیهما مدار الدین والدنیا ونرق ما بین الإنسان و سائر الحیوان۔

اعلم۔ جان لو۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی فضیلت قرآن وحدیث اور آثار سے ثابت ہے۔ اما الاوّل لقوله تعالیٰ ولتکن منکم امة یدعون إلی الخیر۔ ای جماعة داعیة الی الخیر أی إلی ما فیه صلاح دینی ودنیوی فالدعاء الی الخیر عام فی التکلیف من الافعال والتروک و یأمرون بالمعروف وهو ما استحسنه الشرع والعقل فهو الموافقة وینهون عن المنکر وهو ما استقبحه الشرع والعقل وهو المخالفة واولٰئک هم المفلحون۔

والیضاً قوله تعالیٰ کنتم خیر أُمة اخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنهون عن المنکر۔ روح البیان جلد ثانی ص ۷۸ سورة آل عمران و فی احیاء العلوم وهذه الآیة یدل علیٰ فضیلة الامر بالمعروف ونهی عن المنکر جلد ثانی ص ۳۰۷ واما الاخبار قال الحسن البصری قال رسول الله صلّی الله علیه وسلم افضل الشهداء أُمتی رجل قام الیٰ امام جائر امرهٔ بالمعروف ونهاه عن المنکر فقتله علیٰ ذالك فذالك الشهید منزلته فی الجنة بین الحمزة وجعفر رضی الله تعالیٰ عنهما

(احیاء العلوم جلد ثانی ص ۳۱۱)

وفی روح البیان عن النبی صلّی الله علیه وآله وسلم أنه سئل وهو

علی المنبر من خیر الناس قال أمرھم بالمعروف وانھاھم عن المنکر وأتقاھم اللہ وأوصلھم للرحم۔

وقال علیہ السّلام من أمر بالمعروف ونھی عن المنکر فھو خلیفۃ اللہ فی أرضہ وخلیفۃ رسولہ وخلیفۃ کتابہ۔

(روح البیان جلد ثانی ص۴۲)

واما لآثار وسئل حذیفۃ عن میت الاحیاء فقال الذی لاینکر المنکر بیدہ ولا بلسانہ ولا بقلبہ احیاء العلوم۔ جلد ثانی ص۳۱۱۔

اوّل : ارشاد باری تعالٰی ہے تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہیئے جو نیکی کی طرف بلائے یعنی ایسی جماعت ہونی چاہیئے جو بھلائی کی طرف دعوت دینے والی ہو۔ نیکی سے مراد دنیا اور آخرت کی درستگی۔

دعوت الی الخیر سے مراد عام اعمال جس کا انسان مکلف کیا گیا ہے۔ کرنے اور چھوڑنے کی دعوت۔

ویأمرون بالمعروف سے مراد وہ اعمال ہیں جو شریعت اور عقل کے موافق ہوں۔

وینھون عن المنکر سے مراد وہ اعمال ہیں جو شریعت اور عقل کے منافی ہیں اولٰئک ھم المفلحون۔ یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

دوسری جگہ ارشاد باری تعالٰی ہے تم بہتر امت ہو۔ تم لوگوں کے لیئے پیدا کیئے گئے ہو کہ بھلائی کا حکم کرو اور برائی سے روکو۔ احیاء العلوم میں ہے کہ یہ آیت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فضیلت پر دلالت کرتی ہے۔

اس بارے میں احادیث : حضرت حسن بصریؒ سے روایت ہے کہ فرمایا حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے میری امت کا بہترین شہید وہ آدمی ہے۔ جو جابر بادشاہ کے سامنے کھڑے ہو کر اسے بھلائی کا حکم دے اور برائی سے منع کرے اس پر وہ اسے قتل کرے اس شہید کا مکان جنت میں حمزہ اور جعفر رضی اللہ تعالٰی عنہما کے

درمیان ہوگا۔ بحوالہ احیاء العلوم جلد دوم ص۳۱۱

رُوح البیان میں ہے کہ حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم منبر پر تشریف فرما تھے کہ ان سے پوچھا گیا۔ تمام لوگوں میں بہتر کون ہے ؟

فرمایا۔ امر بالمعروف کرنے والا، برائی سے روکنے والا، اللہ سے زیادہ ڈرنے والا اور صلہ رحمی کرنیوالا۔

فرمایا حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جو بھلائی کا حکم کرے، برائی سے روکے وہ اس کے زمین پر اللہ کا خلیفہ ہے۔ اس کے رسول اور کتاب کا خلیفہ ہے۔

(بحوالہ روح البیان جلد دوم ص۴۲)

آثار سے فضیلت : حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے زندہ مردے کے متعلق پوچھا گیا۔ فرمایا وہ زندہ مُردے کی حکم میں ہے جو برائی کو ہاتھ سے، زبان سے اور دل سے نہ روکے۔ (بحوالہ احیاء العلوم جلد دوم ص۳۱۱)

امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی حقیقت اور ماہیّت کا بیان

تفسیر مدارک قولہ فی قولہ تعالٰی ولکنی رسول من رب العالمین ابلغکم رسٰلٰتِ ربی وأنصح لکم میں رب العالمین کی طرف سے رسول ہوں تمہیں اپنے رب کے پیغامات پہنچاتا ہوں اور تمہاری بھلائی کے لئے تمہیں نصیحت کرتا ہوں :

النصح کی تفسیر :

ارادۃ الخیر لغیرک مما ترید لنفسک، او النھایۃ فی صدقۃ العنایۃ۔

دوسرے کا بھلا چاہنا ایسا جو اپنے لیے چاہتا ہو۔ یا ارادہ کی سچائی میں انتہا کو پہنچنا۔

سورہ اعراف جلد ثانی پ ص۵۸

قوله تعالیٰ قال انما یأتیکم به الله إنشاء وما انتم بمعجزین ولا ینفعکم نصحی.

النصح کی تفسیر: النصح کلمة جامعة لکل ما یدور علیه الخیر من فعل او قول وحقیقة الخاصة ۔ ارادة الخیر والدلالة علیه ونقیضه الغش وقیل هو اعلام موضع الغی لیتقی وهو موضع الرشد لیقتضی

(سورہ ھود جلد رابع پ۱۲ ص۱۳۰)

یہ ایک ایسا جامع کلمہ جو ہر قسم خیر پر حاوی ہے ۔ چاہے فعلی ہو یا قولی ہو حقیقت خاصہ بھلائی کا ارادہ ہے جو اس پر دلالت کرتا ہے ۔

وقوله تعالیٰ وانصح لکم وفحوى البیان تحته زیادة اللام مع تعدی النصح بنفسه یقال نصحتك للدلالة علی الخاص النصح لهم وإنها لمنفعتهم ومصلحتهم خاصة فإنه رب نصیحة ینتفع الناصح أیضاً ولیس الامر ههنا کذلك والفرق بین التبلیغ الرسالة وتقریر النصیحة أن تبلیغ الرسالة معناه أن یعرف أنواع تکالیف الله وأحکامه والنصیحة ۔ المراد بها الترغیب فی الطاعة والتحریر من المعاصی والارشاد إلی ما فیه مصالح المعاد قال الحدادی النصح إخراج الغش من القول والفعل سورة اعراف جلد ثالث ص۱۸۳

ارشاد باری تعالیٰ ہے: وانصح لکم میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں ۔ یہاں النصح اور تعدی میں لام کا اضافہ خصوصیت کے لیئے ہے ۔ اس کا مطلب ہے کہ میں نے خاص طور پر تجھے نصیحت کی ۔ یہ لفظ ان کے نفع اور خاص مصلحت کے لیئے استعمال کیا گیا ہے ۔ بسا اوقات نصیحت ناصح کو بھی نفع دیتا ہے لیکن یہاں اس طرح نہیں ۔ تبلیغ رسالت اور تقریر نصیحت میں فرق ہے ۔ تبلیغ رسالت سے مراد اقسام تکالیف الٰہیہ اور اس کے احکام کی پہچان ہے ۔ نصیحت سے مراد عبادت کے لیئے ترغیب اور معاصی سے پرہیز ہے ۔ رہنمائی کرنا اس طرف جس میں آخرت کی بھلائی ہو ۔ حدادی نے کہا ہے کہ النصح سے مراد قول اور فعل سے ملاوٹ نکالنا ہے ۔ (روح البیان سورۂ اعراف

جلد سوم ص۱۸۳) ۔

وضاحت مذکورہ سے پتہ چلتا ہے کہ تبلیغ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں بہت بڑا فرق ہے ۔ ہم نے جو بخصوص ذکر کئے ہیں ۔ وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے متعلق ہیں فضیلت تبلیغ سے ان کا کوئی تعلق نہیں ۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے شروط کا بیان

شرط اول اور شرط دوم کی ابتدا بستان العارفین کی اس عبارت سے شروع کی جاتی ہے ۔

قوله وینبغی ۔ یہ لفظ احتیاط اور وجوب کے لیے لایا جاتا ہے ۔ ینبغی للمذکر ان یکون عالماً بتفسیر القرآن والاخبار واقاویل الفقهاء ۔

وروی عن علی بن ابی طالب رضی الله تعالیٰ عنه أنه رأی رجلا یقص للناس فقال له أتعرف الناسخ والمنسوخ فقال لا فقال له علی هلکت وأهلکت بستان العارفین ص۱۴

(ترجمہ) مقرر کے لیے لازمی ہے کہ وہ تفسیر قرآن، احادیث اور اقوال فقہاء جانتا ہو ۔ (شرط۱)

حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے ایک شخص کو دیکھا جو لوگوں کو واقعات سُنا رہا تھا ۔ حضرت علیؓ نے اس سے پوچھا کیا آپ ناسخ اور منسوخ جانتے ہیں ۔ بولا ۔ نہیں ۔ حضرت علیؓ نے اسے فرمایا تو ہلاک ہوا اور دوسروں کو ہلاک کیا ۔ صاحب معارف القرآن نے یہ الفاظ بھی بڑھائے ہیں چل میری مسجد سے نکلو ۔ پھر نہ آنا ۔ (معارف القرآن سورہ بقرہ ص۲۸۵ (شرط دوم)

تیسری شرط: وشرطها أی الامر بالمعروف والنهی عن المنکر ان لا أدی الی الفتنة ۔ (انوار محمود ج ۲ ص۳۴۴)

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا ایک شرط یہ ہے کہ فتنہ کا باعث نہ بنے۔

وفی تفسیر روح البیان بحیث لا یقطع الواعظ فی الفتنۃ وفی تفسیر احمدی ثم ذکروا لہ أی الامر المعروف شرائط ان یکون ذالک تحت قدرتہ وأن لایکون موجبًا للفتنۃ والفساد وزیادۃ الذنوب کما صرح فی المواقف ص۱۵۲-۱۵۱ وایضاً فی تفسیر احمدیہ أن شرط النھی أن یعلم الناھی أنما ینکرہ قبیح لعینہ او لغیرہ وان لا یکون ما ینھی عنہ واقعاً ص۱۵۲ وفی روح البیان ثم الامر بالمعروف تابع للمأمور بہ ان کان واجباً فواجب وان کان ندباً فمندوب واما النھی عن المنکر فواجب کلہ لان جمیع المنکر ترکہ واجب لاتصافہ بالقبیح جلد ثانی ص۲۳ وایضاً فی نبراس ص۱۳۲

تفسیر روح البیان میں ہے کہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر ایسا ہو کہ واعظ فتنہ میں نہ پڑ جائے۔

تفسیر احمدی نے یہ شرط بھی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لیے ذکر کیا ہے کہ یہ اس کی طاقت سے باہر نہ ہو کہ فتنہ فساد اور کثرت گناہ کا ذریعہ بن جائے۔ جیسا کہ مواقف میں صراحت کیا گیا ہے۔

تفسیر احمدی نے یہ بھی شرط لکھی ہے کہ برائی روکنے والا کونسی برائی منع کر رہا ہے آیا اس کی قباحت لعینہ ہے یا لغیرہ ہے۔ یہ بھی شرط ہے کہ جس سے وہ منع کرتا ہے اس سے خود وقوع پذیر نہ ہو۔

روح البیان میں ہے۔ یہ بھی ایک شرط ہے کہ امر کرنے والا دیکھے۔ جس چیز کا امر کرتا ہے وہ واجب ہے تو اس کا امر بھی واجب ہے۔ اگر وہ امر مستحب ہے تو اس کے لیے امر بھی مستحب ہے۔

باقی رہا نہی عن المنکر تو اس کا روکنا بالکل واجب ہے کیونکہ تمام برائیوں

کا چھوڑنا واجب ہے۔ تبلیغی جماعت کے لیے غور کا مقام ہے۔ کیا یہ ناسخ اور منسوخ جانتے ہیں کہ اپنے آپ کو امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا اہل کہتے ہیں کیا معروف حسن لعینہ یا لغیرہ کا پہچان رکھتے ہیں؟

منہی عنہ کے متعلق کیا ان کو اتنا علم ہے کہ قباحت اس کی لعینہ یا لغیرہ۔ تبلیغی جماعت کو تو صرف چھ نمبروں کا رٹ لگایا جاتا ہے۔ جن کے گرد گھومنا لازمی ہوتا ہے جیسا کہ گدھا آنکھیں بند رہٹ کے گرد گھومتا ہے۔ ان پڑھ سے ان پڑھ اور عالم سے عالم تبلیغی بھی ان چھ نمبری دین کا پابند ہوتا ہے۔ ان کا یہ چھ نمبری دین فضائل کے بیان تک محدود ہے۔ منہیات کا ذکر کرنا یہ خلاف تبلیغ سمجھتے ہیں مسلمانوں پر لازم ہے کہ ان کو اپنے مساجد میں نہ گھسنے دیں۔

"اقسام امر بالمعروف ونہی عن المنکر

کما فی تفسیر احکام القرآن للجصاص الامر بالمعروف والنھی عن المنکر وھی علی منازل ای اقسام بالید وبلسانہ وبقلبہ جلد ثانی ص۳۰

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے تین درجے ہیں۔ ہاتھ سے۔ زبان سے۔ دل سے۔

ہاتھ سے: ہاتھ سے روکنا حکام اور سلاطین کا کام ہے۔ زبان سے روکنا علمائے اہل سنت والجماعت کا حق ہے اور دل سے روکنا عوام کا کام ہے جیسا کہ تفسیر احمدی لکھتا ہے۔ من رأی منکم منکراً فلیغیرہ بیدہ قالوا أن الامر بالید الی الامراء وباللسان الی العلماء وبالقلب الی العوام ص۱۵۲

یعنی برائی کو ہاتھ سے روکنے کا کام حکام اور سلاطین ہی کر سکتے ہیں۔ کہ ان کے

پاس اختیارات ہوتے ہیں۔

زبان سے: زبان سے علماء ہی روک سکتے ہیں کیونکہ اُن کو اوامر و نواہی کا علم ہوتا ہے۔

چونکہ عوام علم سے عاری ہوتے ہیں۔ اس لیئے برائی کو دل ہی سے بُرا جانیں تاکہ ایمان اضعف سے گر نہ جائیں۔

امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے طریقوں کا بیان

پہلا طریقہ: کیف یرتب الامر فی اقامتہ فانہ اتی الوعظ بیدأ بالسہل فان لم ینفع ترقی الی الصعب (مدارک شریف جلد اوّل ص۱۲۱)

واعظ وعظ کیسے شروع کرے؟ واعظ ابتدا نرمی سے کرے اور اگر نرمی سے وعظ اثر نہ کرے تو واعظ وعظ میں سختی کرے۔

دوسرا طریقہ: وعظ ترغیب و ترہیب پر مشتمل ہوگا۔ کما فی تفسیر مدارک الموعظۃ الحسنۃ أن یخلط الرغبۃ بالرھبۃ والانذار بالبشارۃ۔

اچھا وعظ وہ ہے ترغیب و ترہیب دونوں ملے ہوئے ہوں۔ ڈرانے اور بشارت دینے پر مشتمل ہو۔ جلد دوم ص۳۰۵

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وما ارسلنٰک الا بشیرا ونذیرا۔ ہم نے تجھے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا۔

تیسرا طریقہ: کما فی روح البیان لان فعل الانسان لابد أن یکون معللا اما بالرھبۃ واما بالرغبۃ والرھبۃ متقدمۃ علی الرغبۃ لان دفع الضرر مقدم علی جلب النفع کما ان التخلیۃ قبل التحلیۃ۔

جلد ثانی ص۔ وایضاً فی روح البیان ولان الانذار اوقع فی القلوب واشد تاثیرا فی النفوس فان دفع المضار اھم من جلب المنافع جلد اوّل ص۲۵

چوتھا طریقہ: امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا حکم عین جہاد ہے:

روح البیان میں ہے۔ فعلِ انسان کسی علت سے خالی نہیں ہوتا۔ رہی بات ترہیب ترغیب کی ترہیب کو ترغیب پر مقدم رکھا جائے اس لیے کہ ضرر دفع کرنا حصول نفع سے مقدم ہے۔ اسلئے کہ پہلے خلوت ہے پھر زینت۔ آگے آتا ہے۔ ترہیب دلوں میں خوب گھر کر لیتی ہے اور نفوس میں اس کی تاثیر دیرپا ہوتی ہے کیونکہ دفع ضرر منافع کے حصول سے زیادہ اہم ہے:

کما قولہ تعالیٰ یا ایھا الذین اٰمنوا قاتلوا الذین یلونکم من الکفار الولی۔ القرب والدنو۔ ای قاتلوا من بقربکم ولقربکم من العدو وجاھدوا الاقرب فالاقرب ولا تدعوا الاقرب وتقصدوا الابعد فیقصد الاقرب الاقرب بلادکم واھالیکم واولادکم۔ فیہ انھم اذا امنوا الاقرب کان لھم محاربۃ الابعد وقد وقع امر الدعوۃ ایضاً علی ھذا الترتیب فانہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات امر اوّلا بانذار عشیرتہ فان الاقرب احق بشفقۃ والاستصلاح لتاکید حقہ۔ روح البیان جلد ثالث سورۃ توبہ پ۱۱ ص۵۲۸

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اے ایمان والو ان کافروں سے لڑو (جہاد کرو) جو تمہارے نزدیک ہیں۔ الولی کا معنی نزدیک۔ تشریح ان سے پہلے جہاد کرو جو دشمن تمہارے پڑوس اور قریب ہوں پھر اُن سے جہاد کرو جو دوسرے نمبر پر قریب ہوں۔ دعوت اسلام ہی پہلے قریب کو دو۔ اگر تم دُور کا ارادہ کرو (اور نکلو) تو تمہارے قریب والا تمہارے شہر پر اہل و اولاد حملہ کر دے گا۔ جب قریب والے ایمان لے آئیں تو دور والوں کے ساتھ وہ تمہارے طرف سے لڑیں گے۔ دعوت اسلام کا بھی یہی حکم ہے اور اس میں

بھی یہی ترتیب رہے (جو لڑنے کے لئے مقرر ہے)

اسلئے کہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہلے اپنے اقرباء ڈرانے کا حکم ہوا اسلئے کہ قریب والا حق کی وجہ سے شفقت اور نیک بنانے کا زیادہ حق رکھتا ہے۔ روح البیان جلد سوم سورہ توبہ پ۱۱ ص۵۳۸

قوله تعالیٰ. وانذر عشیرتك الاقربین وانما أمر بانذار الاقربین لان الاهتمام بشانهم اهم فالبدایة بهم فی الانذار اولیٰ. کما ان البدایة بهم فی البر والصلة وغیرهما اولی. وهو نذیر قوله تعالیٰ یا یها الذین امنوا قاتلوا الذین یلونکم. روح البیان سورة الشعراء پ۱۹ جلد۶ ص۳۱۱-۳۱۰

ارشاد باری تعالیٰ ہے: اپنے قریب رشتہ داروں کو ڈرائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اقرباء کے ڈرانے کا حکم ہوا۔ کیونکہ ان کی اہمیت زیادہ تھی۔ اسلئے تنذیر میں اُن سے شروع کرنا اولیٰ ہے جیسا کہ نیکی اور وصلت میں اپنوں سے ابتدا کی جاتی ہے چونکہ وہ نذیر تھے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد ہے اے ایمان والو! لڑو ان (کافروں) سے جو تمہارے قریب ہیں

فائدہ: امر بالمعروف، نہی عن المنکر اور جہاد کا ایک ہی حکم ہے۔ جہاد میں مسلمان پہلے قریبی دشمن سے لڑیں گے پھر ان کے قریب پھر ان کے قریب آخر حد تک۔ ایسا نہ ہو کہ تم لوگ قریب کو چھوڑ کر پہلے دور سے شروع کرو۔ اسی طرح وعظ میں بھی یہی درجہ بندی ہے۔

پہلے اپنا گھر، پھر پڑوسی، پھر گاؤں پھر اس کے قریب والا گاؤں الغرض یہی ترتیب جاری رہے۔ خدا کا تو یہی حکم ہے جو بیان ہوا آپ نے پڑھ لیا۔ اب ہمارے رائے ونڈ تنظیم والوں کو دیکھو جو تبلیغی جماعت کے نام سے مشہور ہے۔ سوات، بونیر، باجوڑ، الغرض کتنے دُور دُور سے بسترے کندھے پر اُٹھائے پنجاب چلے جاتے ہیں رائے ونڈ

پہنچ کر معلوم پھر ان کی تشکیل کہاں کی جاتی ہے۔ گھروں سے مہینوں، سالوں باہر رہتے ہیں یہ عین قرآن وحدیث کی مخالفت ہے اپنے پرایوں کے حقوق پائمال کرنا کونسی نیکی ہے۔

اُمر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے مُستحقین کون ہیں؟

علمائے اہلسنت والجماعت اِس منصب کے صحیح مستحقین ہیں۔ کیونکہ ارشادِ مطلوبِ حق کی طرف رہنمائی کے لیے جس علم وحکمت کی ضرورت ہے وہ اس سے مُزیّن ہے۔ دلائل محکم واضح طور پر جانتے اور پہنچا سکتے ہیں۔ یعنی شروط وارکان امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے خوب واقف ہیں:

کما فی روح البیان قوله ان الوعظ اظهار للاحکام الشرعیة بحیثیت لا یقع الواعظ فی الفتن والغرض منه زوال المرض والمرض علی نوعین مرض القلوب ومرض الابدان فمرض القلوب اکثر من مرض الابدان والجهل مرض من امراض القلوب فلا بد له من طبیب حاذق یعالجهم ویوزیل مرضهم بتعلیم احکام الدین فی اصله وفرعه ومن لم یکن حاذقا لا یذیل مرضهم بل یزیدهم مرضاً فیهلکهم. والاطباء هم العلماء دون الجهال لان الجهال قد مرضوا مرضاً شدیداً حتیٰ عجزوا عن علاج انفسهم فضلا من علاج غیرهم الخ روح البیان تبیل من قوله تعالیٰ ولا ترکنوا۔

روح البیان میں ہے۔ وعظ سے مراد ایسے طریقہ سے شرعی احکام کا اظہار ہے کہ واعظ فتنہ میں نہ پڑے۔ جس کا مقصد مرض کا علاج ہوتا ہے جبکہ بیماری دو قسم کی ہے۔ دلوں کی بیماری اور ابدان کی بیماری ظاہر ہے۔ دلوں کی بیماری ابدان کی بیماری سے زیادہ ہے اور جہالت دلوں کی بیماریوں سے ایک بیماری ہے پس حکیم حاذق سے

کوئی چارۂ کار نہیں۔ تاکہ ان کا علاج کرے۔ اصل اور فروع میں احکام دین کی تعلیم سے ان کی بیماری زائل کرے۔ اگر حکیم حاذق نہ ہو تو وہ ان کی مرض زائل نہیں کرسکے گا بلکہ ان کا مرض بڑھ کر وہ ہلاک ہوجائیں گے۔ حکماء علماء ہی ہیں نہ جہال۔

کیونکہ جہال خود ایسے مرض کا شکار ہیں (جو جہالت ہے) جن کی علاج سے عاجز آچکے ہیں۔ یہ اپنے علاج سے دُوسروں کے لئے فارغ نہیں ہوسکتے۔

بیان مذکورہ سے چار امور واضح ہوگئے۔ وعظ کی تعریف۔ وعظ کا مقصد۔ مستحق وعظ اور جاہل غیر مستحق وعظ جو مردے کے حکم میں ہے۔

قوله ولانها ای الامر بالمعروف والنهی عن المنكر من عظائم الامور وعزائمها التی لا يتولاها الا العلماء باحكامه تعالٰی ومراتب الاحتساب وكيفية اقامتها فان الجاهل ربما نهی عن معروف وامر بمنكر وربما عرف الحكم فی من هبة وجهله فی مذهب صاحبة فنهاه عن منكر وقد يغلظ فی موضع اللين ويلين فی موضع الغلظه۔

(روح البیان سورۃ آل عمران پ۴ جلد ثانی ص۸۳)

والیضاً فی ص۵۷ قوله والداعی الخير فی الحقيقة شيوخ الطريقة فان من لم يعرف الله لم يعرف الخير اذا الخير المطلق هو الكمال المطلق الذی يكون للانسان بحسب النوع من معرفة الحق والوصول اليه كما كان للنبی عليه السلام۔ (روح البیان جلد ثانی ص۵۷)

والیضاً فی تفسیر ابن جریر ص۲۴۔ ونسابوری علی حاشية ابن جرير ص۳۰ وتفسير خازن ص۲۸۵ وفی روح البيان ايضاً فقيرا لمستقيم وان كان موحداً ربما امر بما هو معروف عنده منكر فی نفس الامر وربما نهی عما هو منكر عنده معروف فی نفس الامر جلد ثانی ص۵۷

اس کا قول ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اعظم ترین کاموں میں سے ہے علماء کے بغیر کوئی دُوسرا یہ بوجھ نہیں اُٹھا سکتا۔ کیونکہ علماء اس سے عہدہ برآ ہونے کی کیفیت، مراتب کا لحاظ اور احکام خداوندی سے واقف ہوتے ہیں۔ بسا اوقات جاہل سے معروف منع کرنا سرزد ہوجاتا ہے اور برائی کا حکم کر بیٹھتا ہے۔ بسا اوقات وہ صاحب مذہب کے متعلق بھی نہیں جانتا حالانکہ مذہب کا حکم جانتا ہوگا۔ بسا اوقات برائی منع کرنے میں جہاں نرمی درکار ہو وہاں سختی کر بیٹھے گا۔ جہاں سختی کی ضرورت ہو وہاں نرمی برتے گا۔

مزید آگے فرماتا ہے۔ درحقیقت داعیان الی الخیر شیوخ طریقت ہیں۔ کیونکہ جسے خدا کا عرفان حاصل نہ ہو وہ خیر کو کیا جانے؟ کیونکہ مطلق خیر انسان کے لیۓ انتہائی کمال کی بات ہے۔

جو معرفت حق کے مطابق ہوا کرتا ہے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی ذات بابرکات تھی۔ تفسیر ابن جریر، تفسیر نسابوری اور تفسیر خازن ان تینوں کی یہی رائے اور حکم ہے۔ رُوح البیان مزید لکھتا ہے کہ جاہل سیدھے راستے پر نہیں ہوتا۔ اگرچہ وہ موحد ہوگا کیونکہ بسا اوقات وہ ایک بھلائی کا حکم کرتا ہے۔ وہ اصل میں برائی ہوتی ہے اور بُرائی سے وہ منع کرلیتا ہے۔ حقیقت میں وُہ بھلائی ہوتی ہے۔

میرے بھائیو! یہ تبلیغی جماعت کے ارکان کہتے ہیں کہ اس راستہ میں ایک روپیہ خرچ کرنے کا ثواب اُنچاس کروڑ روپیہ صدقہ کرنے کے برابر ہے۔ دو رکعت نفل کا ثواب اُنچاس کروڑ کے برابر ہے۔ ہم پوچھنا چاہتے ہیں کہ یہ کس سند سے اپنے چلنے پھرنے کے راستے کے لئے ثابت کرتے ہیں کہ اتنا بڑا ثواب ہے۔ یہ ان کا زبانی جمع خرچ ہے۔ بغیر سند کے زبانی احکام کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ جیسا کہ روح البیان میں مذکور ہے: فالدعوی باطلة بدون الدليل وصاحبها ضال

مصنل. والمدعی کالزانیۃ والتابع لہ علی ھواہ کولد الزانی فان ولد الزانی
ھالکٌ حُکمًا لعدم المربی والاتباع لمبتدع لا ینتج الا البدعۃ والالحاد
جلد اوّل ص۲۰۸

دلیل کے بغیر دعویٰ باطل ہوتا ہے۔ ایسا دعویٰ کرنے والا خود گمراہ ہے
اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا ہے۔ ایسا بے دلیل مدعی زانیہ کی طرح ہے اور تابع
اُس کا نفس پرست ہے جیساکہ ولدزنا ہوتا ہے اور ولد زنا سرپرست نہ ہونے کی
وجہ سے ہلاک کے حکم میں ہے۔ بدعتی کے پیروی کرنے کا انجام بدعت اور الحاد
ہی ہوتا ہے۔

وفی تفسیر المدارک ولانہ أی الامر بالمعروف والنھی عن المنکر لا
یصلح لہ الا من علم بالمعروف والمنکر وعلم کیف یرتب الامر فی
اقامتہ فانہ یبدا، بالسھل فان لم ینفع ترق الی الصعب ج۱ ص۱۴۲
تفسیر مدارک میں ہے کہ بدون علم کے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہیں ہوسکتا
علم اس لیئے ضروری ہے کہ اس سے عہدہ برا ہونے کے سلسلہ میں سہولت یعنی
آسانی سے کام لے اگر نرمی سے نفع نہ ہو تو سختی کی طرف قدم بڑھائے۔ یعنی سختی
کرے۔

وفی احکام القرآن فی قولہ تعالیٰ ولا تقف مالیس لك بہٖ علم. وان لا
یقول وما لا یعلم صحتہ ودل علی انہ اذا أخبر عن غیر علم فھو
اثم فی خبرہ کذبًا کان خبرہ اوصدقًا لانہ قائل بغیر علم وقد نھاہ
اللہ تعالیٰ عن ذالك جلد ثالث ص۲۰۴
احکام القرآن اللہ تعالیٰ کی اس ارشاد "اس کے پیچھے نہ پڑ جس کا تجھے علم نہیں"
کی تفسیر میں لکھتا ہے۔ مراد یہ ہے کہ جس خبر (واقع۔ اطلاع بات) کی صداقت کا علم

نہ ہو۔ اگر بغیر علم کے کوئی ایسی دلالت کرے گا تو گناہ ہے۔ چاہے وہ اطلاع اسکے
جھوٹ ہونے کے متعلق ہو۔ یا درست ہونے کے متعلق درست ہو مگر چونکہ کہنے والے
نے بغیر علم کے کہا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایسا کرنے سے منع فرمایا (جلد سوم ص۲۰۴)
وفی تفسیر المدارك ولا تتبع مالم تعلم أی لا تقل رأیتُ وما رأیت و
سمعتُ وما سمعت۔ جلد ثانی ص۳۱۴.
تفسیر مدارک اس متذکرہ آیت (ولا تقف مالیس لك بہ علم) کی تفسیر میں لکھا ہے
جب تک تجھے علم نہ ہو۔ اتباع نہ کر۔ اور یہ مت کہو میں نے دیکھا ہے آپ نے نہیں
دیکھا ہے۔ میں نے سُنا ہے آپ نے نہیں سُنا ہے۔ جلد دوم ص۳۱۴۔
فائدہ: اللہ تعالیٰ نے جاہل کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے منع فرمایا ہے
کیونکہ جاہل معروف، منکر، خیر مطلق جو کمال مطلق ہے نہیں جانتا جبکہ اسے شیوخ
طریقت جانتے ہیں جیسے تورڈھیری صاحبؒ اور سوات صاحبؒ۔ جیساکہ رُوح البیان
جلد دوم ص۷۵ میں مذکور ہوا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں

الجواھر البھیۃ شرح العقائد النسفی قولہ ومن العجب کل
العجب ان الانسان اذا عجز عن معرفۃ حقیقۃ نفسہ فعن معرفۃ
حقیقۃ الحق من باب اولی ص۲۹۱
نہایت ہی تعجب کا مقام ہے جب انسان نفس کی حقیقت کی پہچان (معرفت) سے
بطریقہ اولیٰ عاجز ہے ص۲۹۱۔ اسی کتاب کا ص۸ ملاحظہ ہو۔ قولہ فمن حقق نظرہ
واستعمل فکرہ وجد نفسہ اجھل الجاھلین۔ جس کی نظر رسیدہ ہوتی ہے۔ وہ
جب اپنی فکر کو اپنے نفس پر مرکوز کرے تو اپنے نفس کو حد درجہ بیوقوف پاتا ہے
حاصل کلام یہ ہے کہ تبلیغی جماعت والے اپنے آپ کو کار رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)
پر گامزن سمجھتے ہیں۔ اپنے نفسوں کا انہیں کیا خبر کہ کتنے تکبر اور اکڑ سے بھرے پڑے ہیں

قربِ حق کے بجائے خورد ونوش کا قرب حاصل ہوا ہے کہ جب کھانے لگ جاتے ہیں تو اُٹھنے کا نام نہیں لیتے الٹا کہتے ہیں کہ راہِ خدا میں خوب کھاؤ۔

کیا اِسے تزکیۂ نفس کہتے ہیں؟ اور تزکیۂ نفس کا کب موقع نکالیں گے؟ گھروں میں زیادہ کمانے اور بچت کی فکر دامن گیر رہتی ہے۔ باہر نکل کر راہِ خدا بن جاتا ہے کھانے کی اجازت مل جاتی ہے۔ ہمارے ناقص خیال میں یہ حضرات مرنے کے بعد تزکیۂ نفس کریں گے یا شاید ان کا خیال ہو کہ ہمیں مرنا نہیں ہے کہیں موقع نکال لیں گے۔ فیا للعجب۔

نیز تفاسیرِ قرآنِ مقدس اور احادیث سے ثابت ہُوا کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے مستحق صرف علمائے اہلسنت والجماعت ہیں اور شیوخ طریقت۔ یہ ان پڑھ لوگوں کا کام نہیں۔ لیکن پھر بھی اِن اَن پڑھ لوگوں کا اس کام جلیلہ پر اَڑے رہنا ان کے لئے ذلت ہی ذلت ہے کما فی روح البیان ومن زلت قدمہ عن الشرع فی الدنیا بارتکاب المخظورات ذلت فی الاٰخرۃ۔ ایضاً ازمن فی الدنیا اعمٰی محجوباً غیر واصل کان فی الاُخرۃ ایضاً کذالک والعیاذ باللہ جلد ثانی پ۴ سورۂ اٰل عمران ص۷۶ وفی تفسیر الاحمدیہ وکونہ کفایۃ یفھم من قولہ تعالٰی منکم لان من ھٰھنا للتبعیض علی المختار وان جاز کونہ للتبیین کما قال صاحب المدارک وغیرہ ومن للتبعیض لان الامر بالمعروف والنھی عن المنکر من فروض الکفایۃ ص۲۰۶

روح البیان میں ہے۔ منہیات کی ارتکاب کی وجہ سے دُنیا میں جس کے پاؤں شریعت سے پھسل گئے۔ وہ آخرت میں پھسل گیا۔ مزید فرمایا جو اس دنیا میں اندھا اور حق سے غیر واصل رہا وہ آخرت سے غیر واصل رہا وہ آخرت میں بھی اندھا اور غیر واصل ہوگا۔ اللہ پناہ دے۔ جلد چہارم پارہ ۴۔ سورہ آل عمران ص۷۶

تفسیر احمدی ولتکن منکم امۃ کی تفسیر میں مِنْ سے مراد لیتے ہیں کہ اس "من" کی وجہ سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر فرائض کفایہ میں سے ہے۔ صاحب تفسیر مدارک وغیرہ کا بھی یہی خیال ہے۔

وایضاً فی تفسیر الاحمدیہ والامر بالمعروف والنھی عن المنکر نیفھم من ھذہ الاحادیث کلھا ان فی کل مجلس وقع فیہ خلاف الشرع یفرض علی من قدر من واحد منھم ردہ لاعلی السبیل تعین۔ فیکون فرض الکفایۃ بھذا المعنٰی وان لم ینص بھا درایۃ ص۲۰۷ وایضاً ثم ذکروا لہ شرائط ان یکون ذالک تحت قدرتہ وان لایکون موجباً للفتنۃ والفساد وزیادۃ الذنوب کما صرح فی المواقف تفسیر احمدی ص۲۰۸

مطلب یہ ہے اگر کسی مجلس میں کوئی خلاف شرع امر واقع ہوا تو ان میں سے وہ اُسے روکے جو اُس پر قادر ہو۔ خاص تعین نہ ہونے کی وجہ سے یہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر فرض کفایہ ہے۔

مزید کہتا ہے اور شرائط ذکر کرتا ہے۔ یہ اقدام اس کی حفاظت کے مطابق ہونا چاہیئے ایسا نہ ہو کہ اُس کا یہ اقدام (امر بالمعروف ونہی عن المنکر) فتنہ، فساد اور زیادتی گناہ کا موجب بن جائے۔ جیسا کہ مواقف نے تصریح کی ہے۔

(تفسیر احمدی ص۲۰۸)

بحث الخاتمہ

ونحن قائلون بعون اللہ و توفیقہ وتائیدہ رتسدیدہ فی العلم والادب فانہما القطبان اللذان علیہا مدار الدین والدنیا وفرق ما بین الانسان وسائر الحیوان . اما بعد قال اللہ تعالیٰ لیس علیکم جناح أن تبتغوا فضلا من ربکم ؛ وقال اللہ تعالیٰ وآخرون یضربون فی الارض یبتغون من فضل اللہ . وقال اللہ تعالیٰ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ وقال علیہ الصلوٰۃ والسّلام من طلب الدنیا حلالا وتعففا عن المسئلۃ وسعیا علی اھلہ وتعطفا علی جارۃ لقی اللہ ووجہہ کالقمر لیلۃ البدر وایضا قال علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات وان کان لیسعی علی ابوین ضعیفین او ذریۃ ضعفاء لیغنیھم ویکفیھم فھو سبیل اللہ - (احیاء العلوم جلد ثانی ص٦١).

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ تم ڈھونڈو اپنے رب کا فضل (رزقِ حلال)

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

اور دوسرے وہ جو زمین میں چلتے ہیں (سفر کرتے ہیں) تلاش کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کا فضل (رزقِ حلال).

ارشاد باری تعالیٰ ہے . زمین میں پھیل جاؤ . اللہ تعالیٰ کا فضل (رزقِ حلال) تلاش کرو .

حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا ارشاد ہے . قیامت کے دن سچے تاجر کا حشر

صدیقوں اور شہداء کے ساتھ ہوگا . فرمایا حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے جس نے سوال سے بچنے، اپنے اہل وعیال کے لئے نان نفقہ اور اپنے پڑوسی پر احسان کیخاطر حلال دُنیا کی طلب کی وہ اللہ سے ایسی حالت میں ملے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کے مانند ہوگا .

فرمایا حضور صلے اللہ علیہ وسلّم نے جو کوئی اپنے ضعیف والدین یا کمزور (چھوٹی) اولاد کی کفالت اور احتیاجِ غیر سے غنا کے لیے کوشش کرتا ہے وہ اللہ کی راہ میں ہے

یہ مقامِ غور ہے کہ راہِ خدا میں ہونا صرف رائے ونڈ تنظیم یعنی تبلیغی جماعت کے ساتھ خاص نہیں ہے اور عجیب بات یہ ہے کہ لوگوں سے کہتے ہیں کہ والدین، اہل وعیال خدا کے حوالہ کرو . روزی اُن کو اللہ پہنچائے گا اور ان کی حاجات اللہ بر لائے گا . مگر ہمارے ساتھ اس راہ میں نکلو .

بوڑھے والدین اور اہل وعیال کی خبر گیری اللہ کی راہ نہیں ہے . ان کے ساتھ نکلنا اللہ کی راہ ہے جبکہ قرآن وحدیث اس پر شاہد ہیں کہ بوڑھے والدین کی خدمت اور چھوٹی اور کمزور اولاد کی خبر گیری بھی خدا کی راہ ہے .

ان سے یہ کوئی نہیں پوچھتا کہ آپ نے کتنے توکل سے کام لیا ہے ؟ اس راستے میں نکلتے ہوئے جیب میں کتنی رقم ڈالی تھی ؟ اور کیوں جیب کا محاسبہ کیا تھا ! یہ حضرات گراں فروشی میں سرفہرست ہیں کیونکہ ان کو یہ شیطانی جواز ملا ہے کہ زیادہ کماؤ تاکہ چلّہ میں نکل کر کھاتے پیتے وقت پیسوں کی کمی کا خدشہ نہ رہے . اگر ہمارا یہ کہنا درست نہیں تو تجربہ کرکے دیکھ لیں . ہمارا تو بارہا تجربہ ہے گزشتہ صفحات میں آپ نے پڑھ لیا ہوگا کہ ان کا عقیدہ ہے کہ لا الہ الا اللہ کا مطلب یہ ہے .

کہ اللہ سے ہونے کا یقین اور مخلوق سے نہ ہونے کا یقین پیدا ہو جائے .

مچھر سے لے کر حضرت جبرائیل امین تک کچھ نہیں کر سکتے اور اللہ سب کچھ کرسکتا ہے یعنی یہ دُنیا آسمان و زمین اور ان میں جو کچھ ہے یہ عبس ہے۔ العیاذ باللہ خدا بھی عبس کام کرتا ہے؟

خدا تو مانتے ہیں لیکن اُس کا کارخانہ نہیں مانتے حالانکہ دلیر تو اتنے ہیں کہ نفیٔ اختیار و قوت کے باوجود بچھو، سانپ وغیرہ کو کبھی ہاتھ نہیں لگایا۔ جاھل اتنے ہیں کہ ہر کسی سے حضرت ابراہیم علیہ السّلام بناتے ہیں کہ آگ تم کو نہیں جلا سکتی۔ ہر کسی سے حضرت موسیٰ علیہ السّلام بناتے ہیں کہ دریا تم کو نہیں بہالے جا سکتا۔ کیا ہر کوئی ابراہیم خلیل اللہ اور حضرت موسیٰ کلیم اللہ ہو سکتا ہے! سوائے بگاڑ عقیدہ کے اور کچھ نہیں۔ ان سے احتراز لازمی ہے۔

ملاحظہ ہو ارشاد باری تعالیٰ اور اسکی تفسیر قوله تعالىٰ الحي القيوم وهو فى اللغة من له الحيٰوة وهى صفة تخالف الموت والجمادية وتقتضي الحس والحركة الارادية واشرف ما يوصف به الانسان وقال الامام الغزالى فى شرح الاسماء الحسنىٰ الحي هو الفعال الدراك حتى ان من لا فعل له اصلا ولا ادراك فهو ميت واقل درجات الادراك ان يشعر المدرك بنفسه فما لا يشعر فهو الجماد والميتة۔ (روح البیان جلد اوّل ص۲۹۹)

وایضاً قوله تعالىٰ سواء عليهم أنذرتهم أم لم تنذرهم لا يؤمنون وفى الأيات اثبات فعل العباد خانه قال لا يؤمنون وفيه اثبات الاختيار ونفى الاكراه والاجبار۔ (روح البیان جلد اول ص۴۶)

الحي القيوم کا مطلب ہے۔ ایسی زندگی جو موت اور بے حسی جمادات کے خلاف ہو۔ جو حس، حرکت، ارادہ اور ایسی اشرافیت اور وصف جو انسان سے ممکن ہو۔

امام غزالیؒ نے کہا ہے۔ اسماء الحسنیٰ کی شرح میں الحی کا معنیٰ بیان کرتے ہیں الحی سے مُراد فعال، درّاک حتیٰ کہ جسے نہ فعل ہو نہ ادراک ہو وہ مردہ ہے سب سے کم درجہ ادراک کا یہ ہے کہ مُدرک خود اپنے ساتھ شعور رکھے جسے اتنا بھی شعور نہ ہو۔ وہ جمادات اور مُردہ ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ سواء انذرتهم ام لم تنذرهم لا يومنون ٥ آپ کا اُنہیں ڈرانا نہ ڈرانا برابر ہے وُہ ایمان نہیں لاتے۔ یہاں بندے کو فعل اختیاری کا ثبوت ملتا ہے۔ جبر اور زور کی نفی ہے۔

وایضاً قوله تعالىٰ وكل انسان الزمناه طائرهٗ فى عنقه اى عمله من خير وشر الصادر عنه باختياره حسب ما قدر له۔ روح البیان جلد ثانی ص۲۔ اس آیت میں بھی بندے کو خیر اور شر کے صدور کا اختیار حسب مقررہ دیا گیا ہے۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو امور دین میں مکلف ٹھیرایا ہے۔ اس مکلّف کیے جانے سے بندے کی قدرت اختیاری کا استعمال ثابت ہوا۔ اگر اختیار نہ دیا ہوتا۔ تو ايّاك نعبد واياكَ نستعين کیسے پکارتا؟ رمضان کے روزے مکمل کرنے پر کیوں مکلّف کرتا؟ یہ بھی یاد رہے کہ مکلف ہونا بمالا یطاق باطل ہے مُردے اور زندہ میں تو یہی فرق ہے کہ زندہ حس، حرکت اور ادراک رکھتا ہے۔ اپنے فرائض اور ذمّہ داریاں جانتا ہے جبکہ مردہ مردہ ہے اسے نہ حس ہے نہ حرکت، نہ ادراک اور نہ ذمہ داریاں۔

اب تبلیغی جماعت کہتی ہے کہ مخلوق کچھ نہیں کر سکتی۔ کیا ان کا یہ عقیدہ جبریہ کی طرح نہیں ہے؟

بے شک اِن کا عقیدہ جبریہ کی طرح بن گیا ہے۔

زیادتیٔ ثواب کی خاطر کہیں کا سفر کرنا چاہیئے؟

عن ابی سعید ن الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم لا تشد الرحال (الی مسجد من المساجد) الا الی ثلاثۃ مساجد مسجد الحرام والمسجد الاقصیٰ ومسجدی ھذا متفق علیہ

وفی المرقات لا تشد الرحال جمع رحل وھو کور البصیر والمراد نفی فضیلت شدھا وربطھا الا الی ثلاثۃ مساجد قیل نفی معناہ نھی ای لا تشدوا الی غیرھا لان ماسوی الثلاثۃ متساوٍ فی الرتبۃ غیر متفاوتۃ فی الفضیلت وکان الترحل الیہ ضائعًا وعبثاً والحدیث انما ورد نھیا عن الشد لغیر الثلاثۃ من المساجد لتماثلھا بل لا بلدٍ الا وفیھا مسجد فلا معنیٰ للرحلۃ الی مسجد اخر ومزیۃ ھذہ المساجد لکونھا ابنیۃ الانبیاء علیھم السّلام ومساجدھم قلت ولان اللہ تعالیٰ ذکرھا فی کتابہ القدیم علی وجہ التعظیم والتکریم وفیہ اشارۃ الی ارجحیۃ القول لان المراد بقولہ تعالیٰ لمسجد اسس علی التقویٰ ھو المسجد النبوی الخ مرقات شرح مشکوٰۃ شریف جلد ثانی ص۱۹۰ ومشکوٰۃ شریف ص۶۸ وفی النسائی وشد الرحال کنایۃ عن السفر والمعنیٰ لا ینبغی شد الرحال والسفر من بین المساجد الا الی ثلاثۃ مساجد وقال شیخ تقی الدین السبکی لیس فی الارض بقعۃ لھا فضل لذاتھا حتیٰ تشد الرحال الیھا لذالک الفضل غیر البلاد الثلاثۃ ج۱ ص۱۱۱

ص۴۵ . ثم الارض لک مسجد فحیث ما ادرکتک الصلوٰۃ فصلے متفق علیہ . وانعم اللہ علی امتی من رفع الجناح وتسویۃ الارض فی اداء العبادۃ فیھا متفق علیہ مرقات شریف شرح مشکوٰۃ شریف جلد ثانی ص۲۳۰.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا رختِ سفر نہ باندھا جائے (ایک مسجد سے دوسری مسجد تک) مگر تین مساجد کے لیئے. مسجد الحرام، بیت المقدس اور میری یہ مسجد. متفق علیہ.

مرقات شریف میں ہے . نہ باندھا جائے سامان سفر میں الرحال جمع رحل کی جو اونٹ کا کور ہے اس سے مُراد ان تین مساجد کے علاوہ سفر نہ کرنے کا مطلب ہے کیونکہ ان تین مساجد کے علاوہ باقی سب ثواب میں یعنی فضیلت میں برابر ہیں. ان تین مساجد کے علاوہ ثواب کی نیّت سے سفر کرنا عبث اور فضول ہے . حدیث میں وارد ہے کہ رخت سفر ان تین کے علاوہ نہ باندھا جائے . نہ کبھی ایسے شہر کی طرف سفر کیا جائے جہاں مسجد جانا نیت ہو . ان مساجد کو ممتاز کرنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ انبیائے کرام کی تعمیر اور مساجد ہیں . مَیں کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مقدس میں تعظیم وتکریم سے اس کو یاد کیا ہے . جس سے بہتری مُراد ہے .

ارشاد باری تعالیٰ ہے لمسجد اسس علی التقویٰ سے مسجد نبوی علیہ السلام مُراد ہے . نسائی نے وضاحت کی ہے . رخت سفر نہ باندھنے سے مُراد یہ ہے کہ ایک مسجد سے دوسرے مسجد کو (ثواب کی زیادتی کے نیت سے) سفر نہیں کرنا چاہیئے مگر ان تین مساجد کو جائز ہے . شیخ تقی الدین سبکی نے کہا ہے کہ روئے زمین پر کوئی ایسا ٹکڑا نہیں ہے . جسے ذاتی فضیلت حاصل ہو مگر یہ تین شہر. ترمذی کی بھی یہی روایت ہے .

حضور نے فرمایا ہے۔ تیرے لیئے ساری زمین مسجد ہے جہاں تم پر نماز کا وقت
آیا وہیں نماز پڑھ لے۔ متفق علیہ۔ اللہ تعالیٰ نے میری اُمت پر احسان فرمایا کہ عبادت
میں تمام روئے زمین کو یکساں بنا دیا اور گناہ اٹھایا۔ (یعنی مسجد کے بغیر امم سابقہ
نماز نہیں پڑھ سکتی تھیں ورنہ گناہ گار ہوتے اس اُمت پر اللہ نے یہ فضل فرمایا
کہ مسجد میں نہ پڑھنے پر گناہ موقوف فرمایا)۔

تبلیغی جماعت کو چاہیئے کہ وُہ تضاعف ثواب میں سند پیش کرے اور
مسجد رائے ونڈ کی فضیلت قرآن وحدیث سے ثابت کرے۔ امر بالمعروف اور نہی
عن المنکر میں بہت کثرت سے نصوص وارد ہیں۔ جبکہ تبلیغی جماعت ان سے فضیلت
تبلیغ مراد کرتے ہیں جو ایک سنگین غلطی ہے بلکہ تحریف فی القرآن ہے۔ تبلیغی نصاب
کے مؤلف کا قول ہے۔ میری کم در نظر سے ساٹھ آیتیں ایسی گزری ہیں جو تبلیغ
کی فضیلت میں ہیں۔ میں شوق بڑھانے کے لیئے چند آیات کے ذکر پر اکتفا کرتا
ہُوں۔ اُن میں سے ایک یہ آیت شریف بھی ہے:

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنهون عن المنکر
وتؤمنون باللہ۔ (تبلیغی نصاب پشتو ص۹)

آیت مذکورہ فضیلت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں نازل ہُوا ہے، اور یہ
ان سے فضیلت تبلیغ مراد لیتے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔ محقق، مدقق امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ
کا قول وهذه اٰية يدل على فضيلت الامر بالمعروف والنهى عن المنكر۔

(احیاء العلوم ثانی جلد ص۳۰۷)

محقق، مدقق امام غزالیؒ کا قول ہے کہ یہ آیت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر
کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے۔ تفسیر احمدی لکھتا ہے

فالاٰية يدل على خيرية الامة ويدل ايضاً على فضيلة الامر بالمعروف

والنهى عن المنكر ص۲۱۔ یہ آیت افضلیت اُمت اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر
کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ اسم تبلیغ اور اسم امر بالمعروف ونہی عن المنکر میں بہت
بڑا فرق ہے:

کما فی فصول الشاشی۔ قوله واختلاف الاسماء يدل على اختلاف المعانى
لان الاصل ان يكون لكل اسم مسمّٰى عليحدة ص۲۱ اس کا قول ہے کہ ناموں
کا اختلاف معانی کے اختلاف پر دال ہے۔ درحقیقت ہر اسم کے لیئے اپنا الگ مسمّٰی
ہوتا ہے۔

تفسیر احمدی کا ص۲۱ ملاحظہ فرمائیں:

تأمرون بالمعروف اى بالايمان بمحمد (صلى الله تعالى عليه وسلم)
والقرآن او بجميع الطاعات۔ وتنهون عن المنكر اى عن الكفر وسائر
المعاصى۔

تأمرون بالمعروف سے حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قرآن مجید
یا جملہ طاعات پر ایمان لانا ہے۔

وتنهون عن المنكر سے مراد نہی اور کفر اور تمام معاصی ہے۔

تبلیغی نصاب مترجم پشتو ص۱۱ پر مولانا زکریا صاحب لکھتے ہیں کہ چند احادیث
کا ترجمہ کرتا ہوں تاکہ واضح ہو جائے کہ تبلیغ کتنا اہم فریضہ ہے۔ جو یہ کام (تبلیغ)
نہیں کرتے ان کے لیئے سخت شرمندگی ہے۔ جبکہ مولانا صاحب نے تبلیغ کی حقیقت
و ماہیت کو نہیں بیان کیا ہے۔ کسی چیز کی معرفت کے بعد ہی اس پر حکم کیا جا
سکتا ہے۔ جبتک پہچان حاصل نہ ہو حکم نہیں کیا جا سکتا۔ اگر کیا جائے تو وُہ
باطل ہوگا۔ جیسا کہ مولانا محمد یعقوب صاحب نے شرح حسامی میں وضاحت کی

ہے. قوله اسم الطريقة الحسنة وفی حاشية لان حكم الشئ ابدا يكون عقيب ماهية الشئ جلد اول ص۲۵. ہمیشہ کسی چیز کا حکم اسکی ماہیّت جاننے کے بعد ہی کیا جاتا ہے۔ (جلد اوّل ص۲۵)

شیخ زادہ حاشیہ بیضاوی شریف ص۵۱۸ جلد اوّل ملاحظہ ہو، ووجوب حمل اللفظ علی ما یعنی اعنی الذی ثبت بدلیل وان لا یحمل علی ما أی المعنی الذی لم یثبت بشئ من الدلیل. کسی لفظ کا وجوب تب ہوتا ہے جب دلیل سے ثابت ہو. جب اس کی ثبوت میں دلیل نہیں ہو تو وجوب کا حکم نہیں لگایا جاسکتا. مولانا زکریا صاحب کو چاہیئے کہ تارک تبلیغ کا عذاب نصوص سے ثابت کرے. کیونکہ شریعتِ محمدّی میں مدعی پر ثبوت لازمی ہے. بیضاوی شریف ص۳۵۵ ملاحظہ ہو. قولهٗ فی قوله تعالٰی لولا یأتون علیہم بسلطانٍ بینٍ ای برهان ظاهر فان الدین لا یؤخذ الا به وفیه دلیل علی أنما لا دلیل علیه من الدینیات مردود وان التقلید غیر جائز. لولا یأتون بسلطان بینٍ کی تفسیر میں لکھتا ہے یعنی دلیل واضح پس دین قوی دلیل کے بغیر نہیں لیا جا سکتا. دلیل قوی کے بغیر اس کا دین ہونا مردود ہے اور اندھی تقلید یعنی بغیر دلیل کے عمل کرنا جائز نہیں۔

وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ

نیکی کا حکم کر اور برائی سے منع کر۔ (القرآن)

تبلیغی جماعت متوجّہ ہو

سوال: عمل قلیل پر ثواب کیسے زیادہ ملتا ہے؟

جواب: قد تقرر المبحوث ان المبحوث عنه الافضلية بمعنی اکثرية الثواب وانها لا يعرف الا باخبار الشارع ولا تعرف بالعقل. نبراس شرح عقائد النسفی ص۴۹۱ بحث سے ثابت ہوا کہ شارع کے اطلاع کے بغیر کثرتِ ثواب کا حکم نہیں لگایا جا سکتا. عقل سے اندازہ نہیں لگایا جا سکتا یعنی عقل اس میں ناکام ہے۔

تبلیغی جماعت آئے اور ایک روپیہ پر (اپنے اوپر اس راستے میں خرچ کرنے سے) انچاس کروڑ کا ثواب اور ان کے متعینہ راستے میں دو رکعت نفل کا ثواب انچاس کروڑ ثابت کرے. ملاحظہ ہو تفسیر خازن اعلوان مذهب اهل السنة والجماعة انه لا يثبت بالعقل ثواب الاعقاب ولا ايجاب ولا تحريم ولا غيرها الا بالشرع واما المعتزلة فيثبتون الاحكام بالعقل لا بالشرع. اہلسنت والجماعت کا مذہب یہ ہے کہ ثواب و عذاب کا ثبوت عقل نہیں ہو سکتا. نہ ایجاب نہ تحریم اور نہ کوئی دوسرا عمل مگر شریعت سے ثبوت قبول ہے مگر معتزلہ احکام عقل سے ثابت کرتے ہیں۔

مولانا زکریا صاحب نے تبلیغی نصاب مترجم پشتو ص۶ پر فرمایا ہے. عام لوگوں کا خیال ہے کہ تبلیغ علماء کا فرض ہے. مگر یہ درست نہیں. تبلیغ ہر مسلمان کر سکتا ہے. ہمارے نزدیک زکریا صاحب کا یہ قول باطل ہے جیسا کہ ہم تصریح کرتے آئے ہیں. تبلیغی جماعت کے اہل کار جب چھ نمبروں میں کمال حاصل کر سکتے ہیں تو مزید علم کی ضرورت محسوس نہیں کرتے حالانکہ یہ درست نہیں اور نہ یہ چھ نمبر سارے دین

پر محیط ہیں گو سارے دین کا دار ومدار کلمہ طیبہ پر ہے۔ مگر یہ حضرات اس کے معانی اور تشریح کرنے میں تحریف کے حد تک پہنچے ہیں۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ جہالت کے بارے میں رقمطراز ہیں فالمریض الجاھل اذا خلا بنفسہ عن الطبیب قبل ان یتعلم الطب یعنی الفقیہ تضاعف لا محالۃ مرضہ فلا تلیق العزلۃ الا بالعالم۔ احیاء العلوم جلد ۲ ص ۲۳۶

مطلب یہ ہے کہ جاہل مریض کی طرح ہے۔ مریض جب حکیم یا ڈاکٹر سے دُور ہوتا ہے تو اس کا مرض بڑھتا ہے۔ بلکہ چند گنا ہو جاتا ہے۔ عالم کے بغیر عزلت اختیار کرنا لائق نہیں ہے۔

ملاحظہ ہو: طحطاوی کی عبارت وقالوا ان العالم لا یجب علیہ السعی الی الجاھل لازالۃ جھلہ وانما یجب علی الجاھل ان یسعی ویسال العالم فاذا سالہ وجبت اجابتہ ووجب ارشادہ۔ یعنی عالم پر یہ واجب نہیں کہ وہ جاہل کے پاس اس کی جہالت کے ازالہ کے لیئے جائے۔ البتہ جاہل پر یہ واجب ہے کہ عالم کے پاس جائے اور پوچھے۔ جب اس سے پوچھے تو اس پر وہ ماننا اور اس کی تعمیل کرنی واجب ہے۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ اللھم انی اعوذ بک من حمی الجاھلیۃ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو حمیت جاہلیت سے اللہ سے پناہ مانگتے ہیں۔ مگر یہ اپنی تکثیر جماعت کے نام لکھوانا لازمی سمجھتے ہیں۔ ملاحظہ ہو احیاء العلوم کی عبارت ومھما کان القصد اقامۃ الجاہ والاستکثار بالاصحاب والاتباع فھو ھلاک الدین فی الحقیقۃ وقد ذکرنا وجہ ذالک فی کتاب العلم۔ جلد ثانی ص ۲۳۶

یعنی جس کا یہ مقصد ہو کہ میرے ساتھی اور پیروی کرنیوالے زیادہ ہوں تاکہ میرا

دبدبہ قائم ہو تو حقیقت میں یہ شخص دین کا تباہی کرنیوالا ہے۔ امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ اس مضمون کو ہم نے کتاب العلم میں ذکر کیا ہے۔

نیز تبلیغی نصاب کا نام بھی غلط اور فحش ہے۔ ملاحظہ ہو شرح الیاس کی عبارت النصاب فی اللغۃ الاصل وفی الشریعۃ مالا فی دونہ زکوٰۃ من المال جلد اول ص ۲۴۷۔ مطلب یہ ہے کہ نصاب عدد کے خاص مقدار کا نام ہے جہاں تک مال کی مقدار پہنچنے سے اس میں زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہے۔

اس نام رکھنے میں دوسری غلطی یہ ہے کہ نصاب علتِ مؤثرہ کو کہتے ہیں جیسا کہ غایۃ التحقیق شرح حسامی میں مذکور ہے۔ قولہ وعندنا ھو ای النصاب فی اول الحول علۃ اسماً لانہ ای النصاب وضع لہ ای لایجاب الزکوٰۃ شرعاً ولھذا ایضاف الزکوٰۃ الیہ۔ ومعنا لکون النصاب مؤثراً فی حکمہ وھو الواجب ص ۲۷۱-۲۷۰ یعنی ہمارے نزدیک سال کے شروع میں اس علت کا نام ہے یعنی نصاب جواز روئے شریعت زکوٰۃ کی فرضیت کے لیئے وضع کیا گیا ہے اور نسبت اس کے ساتھ زکوٰۃ کی ہے۔ نصاب ایک حکم مؤثرہ ہے جو واجب ہے۔

مقامِ جہالت

قولہ صدیق کل امرء عقلہ وعدوہ جھلہ۔ عقد الفرید جلد ثانی ص ۹۲۔ ہر آدمی کا دوست اس کی عقل ہے اور اس کا دشمن اس کی جہالت ہے۔

جب تبلیغی جماعت والے اپنی جانوں کے دشمن ہیں تو دوسروں کے کیسے دوست ہو سکتے ہیں۔ بلکہ یہ طریقہ مسنونہ کے بھی دشمن ہیں۔ ملاحظہ ہو شافی کی عبارت التذکیر علی المنابر للوعظ والاتعاظ سنۃ الانبیاء والمرسلین جلد خامس ص ۲۹۹

منبروں پر وعظ و نصیحت انبیاء اور مرسلین یعنی رسولوں کا کام۔
(شامی جلد پنجم ص۲۹۹)

کونسا گرد و غبار مانع جہنم ہے!

عن عبد الرحمان بن غنم قال سالت معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ اسوک وانا صائم قال نعم الی قولہ وکذا الغبار فی سبیل اللہ لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام من اغبرت قدماہ فی سبیل اللہ حرمہ اللہ علی النار انما یوجر علیہ من اضطر الیہ ولم یجد عنہ محیصا اما من القی نفسہ فی البلاء عمداً فمالہ فی ذالک من الاجر شئ۔ فتح القدیر شرح ہدایہ شریف لمولانا ابن الھمام جلد ثانی ص۲۷۱

حضرت عبدالرحمان بن غنم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ فرمایا میں نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا میں روزے کی حالت میں مسواک کروں۔ فرمایا ہاں اور اسی طرح اللہ کی راہ میں گرد و غبار کے بارے میں بھی (سوال کیا) (فرمایا) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جن کے پیر اللہ کے راستے میں غبار آلود ہوگئے۔ اللہ اسے جہنم کی آگ پر حرام فرما دیتا ہے اور یہ اجر صرف اس کیلئے جو اسکے لیے ایسا مجبور کیا گیا ہو جس کا کوئی دوسرا چارہ کار نہ ہو۔ نیز فرمایا جو کوئی خود اپنے آپ کو قصداً اسی مصیبت میں ڈالے تو اسے کوئی ثواب نہیں ملے گا۔

بحوالہ فتح القدیر شرح ہدایہ لمولانا ابن الھمام جلد دوم ص۲۷۱

خلاصہ مسوّدہ ہذا

مسودہ ہذا کا خلاصہ یہ ہے۔ ۱۔ تبلیغی جماعت لغوی تبلیغ کرتے ہیں۔ یہ شرعی نہیں۔ کما صرحنا۔

۲۔ کلمہ تمجید کے ساتھ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھنا درست بلکہ مستحب ہے تبلیغی جماعت اسے ناجائز گردانتے ہیں کما ذکرنا۔

۳۔ تبلیغی جماعت کلمہ توحید کے معانی غلط اور تحریف فی القرآن کی حد تک بیان کرتی ہے جس کا کوئی جواز نہیں۔

۴۔ تبلیغی جماعت ماسوی اللہ تمام مخلوق کو محض مجبور اور کاسب افعال تسلیم نہیں کرتی جو جبریہ کا عقیدہ ہے اس کی پوری تحقیق سے ہم نے وضاحت کی۔ ص۷ تا ص۲۲

۵۔ قرآن و حدیث میں راہِ خدا کی جو فضائل وارد ہیں تبلیغی جماعت ان کو اپنے خودساختہ مساعی پر دال کرتی ہے جو سراسر ظلم، تحریف فی الدین اور جہالت ہے۔ جیسا کہ ہم نے وضاحت کی ہے۔

۶۔ قرآن و حدیث میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے بارے میں جو فضائل ہیں وہ تبلیغی جماعت تبلیغ لغوی کے لئے خاص کرتی ہے جو تحریف فی الدین سے کم نہیں۔

۷۔ تبلیغی جماعت چھ نمبری تبلیغ کرتی ہے جو اصول شریعت کے خلاف ہے کما صرحنا۔

۸۔ ساری عمر میں چار مہینے، سال میں چالیس دن، شب جمعہ کو تبلیغی مرکز میں

حاضری، اپنے محلہ میں گشت اور روزانہ تبلیغی نصاب کی تعلیم یہ تعین عین بدعت ہے۔ فقہائے مذاہب اربعہ اور سلف صالحین سے کوئی ثبوت منقول نہیں۔

۹۔ اعمالِ قلیلہ میں ثواب کا تضاعف مساجد ثلاثہ اور جہاد بالسیف کیساتھ خاص ہیں یا اُن اعمال کے ساتھ جن کی شارع نے خبر دی ہے۔ تبلیغی جماعت کی تضاعفہ ثواب ان کا خود وضع کردہ ہے لہٰذا اس جماعت سے احتراز ضروری ہے۔

۱۰۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے مستحق صرف علمائے حقانی (اہلسنت والجماعت) اور شیوخ طریقت ہیں۔ کما ذکرنا۔

۱۱۔ ان کا عقیدہ ہے کہ ہم کارِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کرتے ہیں۔ لہٰذا کسی کامل شیخ طریقت سے فیض حاصل کرنا عبث ہے۔ کیونکہ اس کام سے (جو ان کا خود ساختہ ہے) بڑھ کوئی عمل نہیں۔ پھر اگر بعیت بھی کر لیتے ہیں تو اُن سے جو ان کے وضع کردہ اصولوں سے ان سے کہیں زیادہ پابند ہو۔

۱۲۔ تبلیغی جماعت کے نزدیک بعیت صرف جائز حد تک ہے پھر ان ہے انکی طرح راہ بھٹک چکے ہیں حالانکہ علم تصوف بھی فرض عین میں داخل ہے۔ احکام ظاہرہ، نماز روزے کو سبھی جانتے ہیں کہ فرض عین ہے اور ان کا علم حاصل کرنا بھی فرض عین ہے حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر مظہری میں اسی آیت کے تحت لکھا ہے کہ اعمال باطنہ اور محرمات باطنہ کا علم جس کو عرف میں تصوف کہتے ہیں چونکہ یہ باطنی اعمال بھی ہر شخص پر فرض عین ہیں تو ان کا علم بھی سب پر فرض عین ہے۔

بحوالہ معارف القرآن جلد چہارم سورۃ توبہ صنہ ۴۹۰ - ۴۸۹ بقلم مفتی محمد شفیع صاحب

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ ۝

(۷ محرم الحرام ۱۴۰۷ھ ۱۲ ستمبر ۱۹۸۶ء بروز جمعہ شریف وقت ساڑھے تین بجے سہ پہر)

عقائد المسلمین

فی

ردِّ عقائد الملحدین

— از —

تصنیف فقیر سیّد احمد علی شاہ نقشبندی مجددی سیفی

— فاضل —

دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک (سرحد)

ساکن

شاپین ضلع سوات

تقریظ لکھنے والے علماء کرام

(نوٹ) اختصار کے پیشِ نظر تقریظ لکھنے والے علماء کرام کے صرف اسمائے گرامی پر اکتفا کیا گیا ہے۔

مولانا مفتی عبدالسبحان قادری شیخ الحدیث دارالعلوم سبحانیہ ڈرگ کالونی کراچی
مولانا صوفی اورنگ زیب نقشبندی، مجددی معصومی سیدو شریف، سوات
مولانا عبدالستار نقشبندی سیفی مدرس دارالعلوم قادریہ المرکز القادری کراچی
مولانا محمد وسایا الخطیب صدر جماعت اہلسنّت کراچی
مولانا حافظ شیر خان نیازی کراچی
مناظر اہلسنت مولانا قاضی عبدالمطلب ناظم جمعیت علمائے اہلسنّت۔ سوات
مولانا عبدالخالق نقشبندی مدرس ضیاء العلوم آگرہ تاج کالونی۔ کراچی
مولانا محمد یوسف نعیمی ناظم اعلیٰ جماعت اہلسنت۔ کراچی
مولانا ظاہر شاہ میاں مفتی اعظم صوبہ سرحد، مدین سوات
مولانا عبدالعلیم قادری ناظم اعلیٰ دارالعلوم قادریہ سبحانیہ ڈرگ کالونی۔ کراچی
مولانا حاجی سعید گل ایم اے نقشبندی، مجددی، قادری، سیفی۔ کراچی
مولانا سید حسین شاہ خطیب جامع مسجد مدینہ شیر شاہ۔ کراچی
مولانا عبدالقیوم غالیگی ضلع سوات
پیر طریقت الحاج مولانا سید محمد شیریں قادری خطیب جامع مسجد ناجیہ۔ مہاجر کیمپ
مولانا پیر سید اکبر علی شاہ بخاری اورنگی ٹاؤن۔ کراچی
مولانا سراج الحق قادری۔ نقشبندی، چشتی، سہروردی سراج پورہ۔ مردان
مولانا خورشید احمد شاہد القادری باغ گنڈی۔ ضلع دیر
مولانا قاضی فضل الرحمٰن (مرحوم) امان کوٹ۔ سوات
مولانا محمد رحیم خطیب مدینہ جامع مسجد (مدینہ بستی) فرنٹیئر کالونی، کراچی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد للہ الّذی جعلنا علی عقیدۃ اہل السنۃ والجماعۃ وحفظنا من عقیدۃ الوہابیۃ الکفرۃ الفجرۃ الضالۃ والصّلوۃ والسّلام علی سیّدنا محمّدن الذی حکم علی الوہابیۃ بالشقاوۃ وعلی الہ واصحابہ الّذین حکموا علی الوہابیۃ بشرار الخلق الضالۃ۔

امابعد: قارئین کرام کی خدمت میں عرض ہے۔ کہ عرصۂ دراز سے برّصغیر ہندو پاک میں بعض طاقتیں یہاں کے مسلمانوں کے عقائد متزلزل کرنے میں منہمک ہیں جہاں تک راسخ العقیدہ مسلمانوں کا تعلق ہے۔ وہ ان کے جالوں میں نہیں پھنس سکتے۔ لیکن وہ مسلمان جو بالکل ان پڑھ یا کم پڑھے لکھے ہیں ان قوتوں کی جانب سے عقلی دلائیل دے جانے اور آیاتِ قرآنی کی غلط تاویلات اور تشریحات کے ذریعے صحیح عقائد سے دور ہوتے چلے جارہے ہیں۔ جو ایک بہت بڑا قومی اور مذہبی المیہ ہے۔

برّصغیر پاک وہند لادینی۔ فاشزم اور دہریت کے پیچوں پیچ ہے۔ وثوق سے یہ امر مسلم ہے۔ کہ وہ دن دور نہیں کہ غلط عقیدوں کے بل بوتے پر ہی باطل دہریانہ اور فاشزانہ نظام آجائے۔ وقت للکار للکار کر ہمیں اس امر پر مجبور کر رہا ہے۔ کہ مسلم قومیت کو اس خطرے سے آگاہ کیا جائے۔ جس کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ اپنے اسلاف کے اقدار اپنائیں۔ اور اپنے آبا و اجداد ہی کے صحیح عقائد پر ایمان رکھیں۔

یہ بات پایۂ ثبوت تک پہنچ چکی ہے۔ کہ مسلمانوں کی کافی ساری
تعداد باطل قوتوں کے سبز باغات دکھانے کے بدولت صحیح عقیدے سے
ہٹ چکے ہے۔ اور غلط عقائد کی پرچار پورے زور شور سے کی جارہی
ہے۔ جس کا ثبوت کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ آج سے تقریباً پندرہ
بیس سال قبل اس ملک کے مسلمانوں کے عقائد کیا تھے؟ اور آج
نوبت کہاں سے کہاں تک جا پہنچی ہے۔

باطل عقائد کا اجراء کوئی نئی بات نہیں۔ کافی عرصے سے ان کی
ترویج واشاعت کا سلسلہ رواں دواں ہے۔ پورے ملک میں ان کی
بیج بوئی جارہی ہے۔ یہاں تک کہ "پنج پیر" (تحصیل صوابی ضلع مردان)
نامی گاؤں میں ان کی جڑیں کافی گہرائی تک چلی گئی ہیں۔ جو آئے دن نجدیت
وہابیت اور خارجیت کے غلط عقائد لوگوں کے اذہان تک پہنچائے جارہے
ہیں۔ نتیجہ صاف ظاہر ہے۔ آج مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد اس کشمکش
وپنج میں ہے۔ کہ اہل سنت والجماعت کے عقائد صحیح ہیں یا کوئی دوسرے۔
اس فکر کو مقصد بنا کر اس چھوٹے سے رسالے میں بعض دینی کتب کا
حوالہ دیتے ہوئے بتانے کی کوشش کی گئی ہے۔ کہ کونسا مسلک صحیح
اور موجب رضائے الٰہی ہے۔ اور کونسا عقیدہ باطل ہے۔ یاد رہے
کہ کئی سو سال قبل سرزمین عرب میں نجدیت وہابیت کا فتنہ اُٹھا۔ جسے
اُس وقت کے علمائے کرام اور دانشوروں نے کوئی اہمیت نہیں دی
نتیجہ یہ ہوا۔ کہ آج پوری سرزمین عرب نجدیت وہابیت کے رنگ میں
رنگی ہے۔ جن میں اکثر ممالک، شام۔ عراق۔ فلسطین۔ لیبیا۔ یمن
وغیرہ آج اپنے عقائد اور اقدار کو خیرباد کہہ کر وہریانہ کمیونزم نظام

اپنا چکے ہیں۔ اور اب اُن ممالک کی ہمیشہ یہی کوشش ہے۔ کہ باقی مسلمانوں
دُنیا بھی اُن کی تقلید میں ویسا ہی کریں۔ یہ اپنے صحیح عقائد سے ہٹنے کی
سزا ہی تو ہے۔ کہ عرب دُنیا باطل قوت (اسرائیل) کے پیروں تلے دبی
ہوئی ہے۔

اگر تاریخ عالم خصوصاً تاریخ اسلام کی ورق گردانی کی جائے۔ تو
ایک زمانہ وہ بھی تھا۔ کہ صحیح اور درست عقائد کی بنا پر دور خلفائے
راشدہ میں مملکتِ اسلامیہ کی حدود وہاں سے کہاں تک بڑھتی جارہی
تھیں۔ پھر ایسا دور بھی آیا کہ باطل قوتوں نے ان میں غلط عقائد در آمد
کئے اور بغداد اور دمشق جیسے اسلامی مملکت کے پایۂ تختوں میں
مناظروں کا بازار گرم ہونے لگا۔ اور ہر ایک اپنا عقیدہ درست ثابت
کرنے کی کوشش میں لگا رہتا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ فتنۂ تاتار نے اُنھیں
آگھیرا۔ جس کا کفارہ بغداد کی تباہی اور آس پاس کے اسلامی ممالک
خراسان دایران کی بربادی کی صورت میں ادا ہوا۔ وہی بغداد جو
علم وفن کی آماجگاہ تھا۔ آج تاتاری یلغار سے اس قدر روندا گیا۔
جلایا گیا۔ تاریخ شاہد ہے۔ کہ کئی دنوں تک دریائے فرات کا سطح
جلے ہوئے کاغذات سے پٹا پڑا تھا۔ اگر بغور جائزہ لیا جائے۔ تو
آج اس ملک میں بھی طرح طرح کے عقائد در آمد ہوئے ہیں۔ جنہیں لوگوں پر
ٹھونسنے کے لئے ہر طریقے سے کام لیا جارہا ہے۔ کہیں طبع شدہ چارٹ
نمایاں جگہوں پر لگائے گئے ہیں۔ تو کہیں تبلیغ کا رنگ غالب ہے۔ اور
بعض مقامات پر تو مناظروں کی محفل بھی ہوتی ہوتی ہے۔ جبکہ شمال میں
روسی (تاتاری) اور جنوب میں ہندو وفاشزم کے ناگ اپنے پھن پھیلائے

اِس انتظار میں ہیں۔ کہ کب وہ وقت آئے گا۔ کہ ان راسخ العقیدہ مسلمانوں کے عقائد کمزور ہو کر اس حد تک پہنچ جائیں کہ معمولی دعوت پر وہ اُن کو لبیک کہہ سکیں۔

جہاں تک ایک عالمِ دین کی ذمہ داری ہے۔ آپ کو بتایا جا رہا ہے کہ خدارا عقل کے ناخن لو۔ اور اپنے آباؤ اجداد سے ورثے میں ملے ہوئے صحیح اسلامی عقیدے کو اپنا کر راہ نجات حاصل کرو۔ جن کی تفصیل دینی کتب کے حوالوں سے دی جاتی ہے۔ بہتر ہوگا۔ کہ انھیں اپنے دِلوں پر نقش کر کے اپنے لئے مشعلِ راہ بنائیں۔ یہ کہ۔

(۱) ہم اہلِ سُنّت والجماعت خصوصاً حنفیوں کا یہ عقیدہ ہے۔

کہ سُنّت پڑھنے کے بعد جماعت کے ساتھ دُعا کرنا مستحب اور جائز ہے بعض حضرات اسے حرام اور بدعت خیال کرتے ہیں۔ جو کوئی بھی اسے حرام اور بدعت سمجھے۔ وہ وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالہ (۱) نور الایضاح ص۷۱۹ (۲) بحر الرائق ص۳۴/۱۸ (۳) تفسیر ابن عباس ص۳۵۵ (۴) طحطاوی ص۱۸۷ (۵) فتاویٰ نور الہدیٰ ص۵۴ (۶) کبیری ص۳۳۱ (۷) مظہر الحق ص۸ مصنف سید احمد علی (۹) البصائر ص۱۲۱ مصنف مولانا حمد اللہ جان ڈاگئی مردان (۱۰) تسہیل البخاری مولانا عبد الہادی دیوبندی شاہ منصوری (۱۱) تسہیل المشکوٰۃ ص مولانا عبد الھادی دیوبندی شاہ منصوری (۱۲) تسہیل الترمذی ص مولانا عبد الہادی دیوبندی شاہ منصوری (۱۳) الذخائر ص۲۷ مولانا کفایت اللہ دیوبندی ڈاگئی مردان۔ (۱۴) السف المبیر ص۳۵ مصنف مولانا حمد اللہ جان دیوبندی (۱۵) الحجج البیّنات امام اہلسنت والجماعت شائستہ گل صاحب (۱۶) المسائل المنتخبہ

ص۲۸ مصنف حضرت مولانا قاضی حبیب الحق صاحب پر مولی ضلع مردان۔ (۱۷) اعلام المؤمنین ص۳۵ حضرت مولانا سیّد احمد شاہ اخون کلے ضلع سوات (۱۸) تنویر الایمان ص۱۶۲ حضرت مولانا سیّد احمد شاہ دیوبندی (۱۹) الصّواعق الربّانیہ مصنف حضرت مولانا ظاہر شاہ میاں بریلوی مدین ضلع سوات (۲۰) المسائل السّتہ ص۶۷ مصنف مولانا عبد المتینؒ دیوبندی ترنگ سوات۔ (۲۱) اطفاء الفتن ص۷ حضرت مولانا کفایت اللہ دیوبندی ڈاگئی ضلع مردان (۲۲) الحجتہ المنقولتہ ص۲ مصنّف مولانا شائستہ گل صاحب مت ضلع مردان (۲۳) نفائس مطلوبہ ص مصنف مولانا سبحان الدّین دیوبندی کوکارٹی سوات (۲۴) ضیاء الصدور ص۳۸ مصنّف مولانا ظاہر شاہ میاں صاحب مدین ضلع سوات (۲۵) دُعا بعد السنن والنّوافل ص۱۶ مولانا ظاہر شاہ میاں صاحب مدین سوات (۲۶) خزینتہ الاسرار ص۱۴۰ (۲۷) مراقی الفلاح ص۱۸۶ (۲۸) خلاصتہ الکلام ص۱۷۹ (۲۹) اثبات الاغراض ص۱۴۰ حضرت مولانا شائستہ گل صاحب بریلوی (۳۰) اثبات الدّعا ص مولانا شائستہ گل صاحب (۳۱) صحیح مسلک علامہ شمس الحق افغانی صاحب رح دیوبندی (۳۲) ارشاداتِ نصیری د شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین دیوبندی) (۳۳) سنن الہدیٰ ص۲ از مولانا عبد الجبار بحرین سوات (۳۴) علین التقویٰ ص۱۹ مصنف مولوی فضل ودود صاحب دیوبندی (۳۵) اظہار حق ص۶۷ مصنف ظاہر شاہ میاں صاحب۔

---

(۲) ہم اہلِ سنّت والجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے۔

کہ ماہ رمضان کے آخری جمعہ کو ظہر اور عصر کے درمیان قضاء عمری پڑھنا

ہمارے اسلاف کا عمل ہے۔ اس میں تضاعف اجر ہے۔ یہ عمل جائز اور مستحب ہے۔ وہابی اور خارجی اس عمل کو بدعت اور ناجائز کہتے ہیں۔ جو بھی اسے بدعت اور ناجائز سمجھتے ہیں وہ ہی وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالہ (۱) الہندیہ ص ۱۷۴ ج ۱ (۲) قاضیخان ص ۵۶ ج ۱ (۳) شامی ص ۴۶۹ ج ۱ (۴) طحطاوی ص ۲۶۸ (۵) زاد اللبیب ص ۱۸ (۶) تذکرۃ الواعظین ص ۱۶۹ (۷) نور الہدیٰ ص ۴۸ (۸) اثبات الاغراض ص ۱۰۳ (۹) جاء الحق ص ۳۹۳ (۱۰) روح البیان ص ۴۲ الجزء السابع ص ۴۰۵۔

---

(۳) ہم اہلِ سنّت والجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے

کہ عمامہ باندھنا طریقۂ سنّت ہے۔ وہابی اور خارجی اسے بدعت اور ناجائز کہتے ہیں۔ جو کوئی اسے ناجائز سمجھتے ہیں۔ وہ ہی وہابی و خارجی ہے

بحوالہ (۱) اشعۃ اللمعات لباس ص ۵۴۵ ج ۳ (۲) مظاہر حق ص ۵۵۴ ج ۳ (۳) مسند الامام الاعظم ابی حنیفہ ص ۱۱۶ (۴) ابن ماجہ لباس ص ۲۶۴ (۵) شمائل ص ۵۰۳ (۶) ابوداؤد شریف ص ۵۶۳ ج ۲ (۷) نسائی ص ۳۵۵ (۸) ترمذی شریف ص ۲۱۶ ص ۲۱۹ (۹) اصلاح المسلمین ص ۱۱ (۱۰) بدیع الصنائع (۱۱) احکام اللباس علی عادۃ الناس ص ۳ (۱۲) قاضیخان ص ۶۵ (۱۳) درمختار ص ۹۱ (۱۴) خلاصۃ الفتاویٰ ص ۵۸ ج ۱

---

(۴) ہم اہلِ سنّت والجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے

کہ ہر وہ مومن جس سے موت تک اظہار کفر نہیں ہوا ہو تو وہ وصال کے بعد بھی مومن ہے۔ وہابی اور خارجی اِس میں شک کرتے ہیں۔ جو کوئی اس کے ایمان میں شک کرے۔ وہ ہی وہابی اور خارجی ہے۔

بحوالہ (۱) تفسیر ابن کثیر ص ۲۸۸ ج ۱ سورہ العمران (۲) بحر الرائق ص ۱۷۱ ج ۲ (۳) تفسیر روح البیان ص ۴۷۹ ج ۵ (۴) بریقہ ص ۲۶۷ ج ۲ (۵) مظہر الحق ص ۱۶ (۶) اثبات الاغراض ص ۶۸۔

---

(۵) ہم اہلِ سنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے۔

کہ ماہ رمضان کے تیسویں شب کو سورۃ عنکبوت اور سورۃ روم کی تلاوت کرنا جائز اور مستحب ہے۔ جسے وہابی اور خارجی ناجائز کہتے ہیں۔ جو کوئی اسے ناروا سمجھے وہ ہی وہابی اور خارجی ہے۔

بحوالہ (۱) تفسیر ابوالسعود اخر سورۃ العنکبوت ص ۲۶۴ ج ۲۰ (۲) تفسیر ابوالسعود اخر سورۃ الرّوم ص ۲۸۸ ج ۷ (۳) جنت الفردوس ص ۶۵ (۴) ارشاد الطالبین ص ۲۳۳ (۵) انیس الواعظین ص ۳۰

---

(۶) ہم اہلِ سنّت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے۔

کہ اذان دینے سے پیشتر یا بعد میں حضورؐ پر درود و سلام نہ صرف جائز بلکہ مستحب ہے۔ جسے وہابی اور خارجی ناجائز کہتے ہیں۔ اور جو کوئی اسے ناجائز سمجھتے ہیں وہ ہی وہابی اور خارجی ہے۔

بحوالہ (۱) شفا شریف ص ۱۲۹ ج ۲ (۲) الجامع الصغیر ص ۹۱ ج ۲ (۳) القول البدیع ص ۱۹۳ (۴) فتاویٰ کبریٰ ص ۱۲۹ ج ۱ (۵) اعانۃ الطالبین ص ۲۲۳ ج ۱ (۶) جواہر البحار ص ج ۴ (۷) وضیع البیان فی تائید احسن البیان ص ۲۴ (۸) کبیری ص ۳۷۸ (۹) فتاویٰ داؤدیہ ص ۱۱ ج ۱ (۱۰) انوار العرفان ص ۷ (۱۱) احسن البیان ص ۵ (۱۲) فتاویٰ جماعتیہ ص ۱۲۵ (۱۳) تبلیغی نصاب

لِحاف والا فضائل درُود شریف) ص ۷۷/۵۲ (۱۴) معارف القرآن ص ۱۲۷ ج ۲ (۱۵) جنتی زیور دوسرا حصہ (جنتی کالے) ص ۱۲۵ (۱۶) فتاویٰ نوریہ ص ۱۸۲ ج ۱ (۱۷) مُسلم شریف ص ۱۶۶ ۔

---

(۷) ہم اہلِ سنّت والجماعت خصوصًا احناف کا یہ عقیدہ ہے۔
کہ کراماتِ اولیاء درحیات اور بعد از ممات ثابت ہیں۔ لیکن وہابی اور خارجی کرامات بعد از ممات سے اِنکاری ہیں۔ جو کوئی کرامت بعد الموت سے منکر ہو۔ وہ ہی وہابی اور خارجی ہے۔

بحوالۂ (۱) ترمذی شریف ص ۲ ج ۲ (۲) مشکوٰۃ شریف ص ۵۴۵ (۳) تفسیر روح البیان ص ۴۷۸ (۴) تفسیر روح المعانی پارہ ۲۸ ص ۱۰۸ (۵) تفسیر کنز الایمان ص ۳۳ (۶) ریاض الصالحین ص ۵۲۳ (۷) خطبات الاحکام اشرف علی ص ۱۶ (۸) البصائر ص ۱۱ حضرت شیخ القرآن والحدیث مولانا حمد اللہ ۔

---

(۸) ہم اہلِ سنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ جو علماء، طلباء اور حفاظ صاحبان جب بھی ختم قرآن شریف فرماتے ہیں۔ انھیں بطریقِ احسان طعام اور روپے پیسے دینا جائز اور مُستحب ہے۔ جیسے وہابی اور خارجی بدعت اور حرام کہتے ہیں۔ جو کوئی بھی اُسے حرام اور بدعت سمجھتے ہیں۔ وہ ہی وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالۂ (۱) فتاویٰ عزیزیہ ص ۹ ج ۱ (۲) حدیقیہ ص ۲۵۶ (۳) البصائر ص (۴) اثبات الاغراض ص ۱۹۵ (۵) الخیرات الاحسان مولانا ظفر الدین ص ۹۳

(۶) قاضی خان (باب الاجارہ) ص ۱۹ (۷) مجمع الانہر ص ۳۸۴ ج ۲ (۸) درِّ مختار ص ۴۲۶ ج ۲ (۹) فتاویٰ حامدیہ ص ۱۲۶ ج ۲ ۔

---

(۹) ہم اہلِ سنّت والجماعت خصوصًا احناف کا یہ عقیدہ ہے۔
کہ مرُوجّہ دورۂ اسقاط جائز اور مستحب ہے۔ جیسے وہابی اور خارجی بدعت اور حرام کہتے ہیں۔ اور جو کوئی اسے بدعت اور حرام سمجھتے ہیں۔ وہ ہی وہابی اور خارجی ہے۔

بحوالۂ (۱) طحطاوی، مراقی الفلاح ص ۲۳۹ (۲) فتاویٰ عالمگیری ص ۱۰۰ ج ۱ (۳) خلاصۃ الفتاویٰ ص ۱۹۲ ج ۱ (۴) شامی ص ۲۸۷ ج ۱ (۵) جامع الفوائد ص ۶۳-۶۴ تسہیل المشکوٰۃ ص (۶) البصائر ص ۱۲۹ (۷) تسہیل الترمذی ص (۸) ضیاء الصدور ص ۴۲ (۹) تسہیل البخاری ص (۱۰) ارشاداتِ نصیری ص ۳ (۱۱) الصّواعق الربّانیہ ص ۶۳ (۱۲) اظہارِ حق ص ۷۵ ۔

---

(۱۰) ہم اہلسنت والجماعت خصوصًا احناف کا یہ عقیدہ ہے۔
کہ نمازِ جنازہ پڑھنے کے بعد دُعا جائز اور مُستحب ہے۔ جیسے وہابی اور خارجی بدعت اور حرام کہتے ہیں۔ اور جو کوئی نمازِ جنازہ پڑھنے کے بعد دُعا کو بدعت اور حرام سمجھتے ہیں۔ وُہ ہی وہابی اور خارجی ہے۔

بحوالۂ (۱) مشکوٰۃ شریف ص ۱۳۸ (۲) ابوداؤد شریف ص ۲۵۶ ج ۱ (۳) ابنِ ماجہ ص ۱۰۹ (۴) دُرِّ مختار ص ۲۲۹ (۵) جاء الحق ص ۶۷۴ (۶) مبسوط ص ۶۷ ج ۲ باب غسل المیّت (۷) اِظہار حق ص ۶۹ ۔

---

(۱۱) ہم اہلسنّت والجماعت خصوصًا احناف کا یہ عقیدہ ہے۔

کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ لیکن وہابی اور خارجی قبروں میں حیاتِ انبیاء علیہم السّلام کے منکر ہیں۔ اور جو کوئی حیات الانبیاء علیہم السّلام کے منکر ہیں جیسے کیماڑی کراچی کا ڈاکٹر عثمانی۔ وہ ہی تو وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالۂ (۱) نسائی شریف ص ۲۳۷ ج ۳ غنائم (۲) البصائر ص ۷ (۳) تبلیغی نصاب فضائل درود ص ۲۲ (۴) الصّواعق الرّبانیہ ص ۲۶ (۵) عقائد علمائے دیوبند مصنّف خلیل احمد ص ۲۲۱ (۶) السیف الیھبیر ص ۴۷ (۷) صاوی رکوع ص ۱۵/۲ ص ۱۳۲ سورۂ العمران پ ۴ (۸) عمدۃ الرعائیۃ غنائم ص ۲۵۳ ج ۲ (۷) نزہتہ المجالس ص ۱۹۹ (۸) مدخل ص ۲۱۵ ج ۱ (۹) زرقانی علی المواہب ص ۳۵ ج ۸ (۱۰) علم خیر الانام ص ۱۱۲۔

---

(۱۲) ہم اہلسنّت والجماعت خصوصًا احناف کا یہ عقیدہ ہے۔

کہ مزارات انبیاء علیہم والسّلام اور اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم پر حاضری دینا خواہ وُہ دُور ہو یا نزدیک، اُن کی عزت، حُرمت اور برکت پر اللہ تعالیٰ سے سوال کرنا اور اپنی حاجات میں اُنھیں وسیلہ بنانا جائز اور باعث ثواب و برکت ہے۔ جیسے وہابی اور خارجی شرک اور حرام کہتے ہیں۔ جو کوئی اِس قسم کے زیارات اور سوالوں کو شرک اَور حرام سمجھتے ہیں۔ وُہ خود ہی وہابی اور خارجی ہے۔

بحوالۂ (۱) بریقہ ص ۲۶۱ (۲) شامی ص ۳۵۰ ج ۱ (۳) نور الایضاح ص (۴)

طحطاری ص (۵) فتاویٰ عالمگیری ص ۱۳۶ ج ۱ (۶) شامی ص ۸۳ ج ۱ (۷) فتاویٰ عزیزی ص ۱۷ (۸) ریاض الصالحین ص ۲۵۹ (۹) تسہیل المشکوٰۃ ص (۱۰) تسہیل البخاری ص (۱۱) تسہیل الترمذی ص (۱۲) اثبات الاعزاض ص ۷ (۱۳) شامی ص ۲۵۴ ج ۵ ص ۳ ج ۱ (۱۴) حصن حصین ص ۱۵ (۱۵) خزینۃ الاسرار ص ۱۴۳ (۱۶) فتاویٰ برہنہ ص ۳۲۱ ج ۱ (۱۷) الصواعق الرّبانیہ ص (۱۸) ضیاء الصدور ص (۱۹) تبلیغی نصاب بستر بند پارٹی والافضائل الذکر ص ۱۳۴ فضائل درود ص ۵۳ (۲۰) عقائد علمائے دیوبند ص (۲۱) عمدۃ الرعایہ ص ۴۸ ج ۱ مقدمہ (۲۲) شواہد الحق ص ۸۲، ص ۷۶-۷۷ (۲۳) مراق الفلاح مقدمہ ص ۱۱ (۲۴) شرح الوقایہ ص ۲ ج ۱ (۲۵) مدارک ص ۲۳۲ (۲۶) مشکوٰۃ شریف باب الفضل الفقراء ص ۴۳۹ فصل دوم (۲۷) ترمذی ص ۵۱۵ (۲۸) الاشباہ ص ۳۷ (۲۹) نسائی شریف ص ۶۴ ج ۲ (۳۰) قطب الارشاد ص ۴۲ (۳۱) روح البیان ص ۲۹۸ ج ۱ (۳۲) دُعا بعد السنن والنوافل ص ۲۱ (۳۳) المسائل السّتہ ص ۴۸ (۳۴) مشارق الانوار ص ۱۸ (۳۵) طریقۂ محمدیہ ص ۴۲ ص ۱۵۵ (۳۶) جاء الحق ص ۲۰۶ ج ۱ (۳۷) تفسیر نور العرفان ص (۳۸) منہاج السنن شرح جامع السنن الامام الترمذی ص ۶۵ (۳۹) راہِ عقیدت ص (۴۰) فیصلۂ حق و باطل ص (۴۱) راہ حقیقت ص (۴۲) الحجج البیات فی الثبوت الامتحانۃ من الاموات المعروف بدلائل سیفیّہ ص ۴ (۴۳) سیف المقلدین ص ۳۸۲ ج ۲ (۴۴) شامی ص ۳ ج ۱ (۴۵) الفقہ علی المذاہب الاربعۃ ص ۵۴۰ ج ۳

---

(۱۳) ہم اہلِ سنّت والجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے۔

کہ نمازِ عیدین کے بعد دعا جماعت کے ساتھ روا اور باعث ثواب ہے۔ جیسے وہابی اور خارجی بدعت کہتے ہیں۔ جو کوئی اسے حرام اور بدعت کہتے ہیں وہ ہی وہابی اور خارجی ہے۔

بحوالۂ (۱) بخاری شریف ص ۱۳۴ ج ۱ (۲) فیض الباری ص ۴۱۷ ج ۴ (۳) تسہیل المشکوٰۃ ص (۵) بہشتی زیور مولانا اشرف علی تھانوی۔

---

(۱۴) ہم اہلِ سنّت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ دعا جماعت کے ساتھ بعد از نمازِ استسقاء جائز اور باعث ثواب ہے۔ جیسے وہابی اور خارجی بدعت اور حرام کہتے ہیں۔ جو کوئی اسے بدعت اور حرام سمجھے وہ ہی وہابی اور خارجی ہے۔

بحوالۂ (۱) بخاری شریف ص (۲) مشکوٰۃ شریف ص ۱۲۳ (۳) اثبات الاعراض ص ۱۳۸۔

---

(۱۵) ہم اہلسنّت والجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے

کہ عید کے دِن مصافحہ کرنا جائز اور باعث ثواب ہے۔ جیسے وہابی اور خارجی بدعت اور حرام کہتے ہیں۔ اسے جو کوئی حرام اور بدعت سمجھتے ہیں۔ وہ وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالۂ (۱) قطب الارشاد ص ۲۸۱ (۲) تسہیل المشکوٰۃ ص (۳) طحطاوی ص ۳۱۹ (۴) اَلْاَدِلّۃ الواضحہ لاستنان المصافحہ ص ۳ مصنف حضرت علامہ شائستہ گل صاحب لنڈی شاہ (کاٹلنگ) مردان۔

(۱۶) ہم اہلسنّت والجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے۔

کہ ذکر بالجہر جائز اور مستحب ہے جیسے وہابی اور خارجی حرام اور بدعت کہتے ہیں جو کوئی اسے حرام اور بدعت سمجھے۔ درحقیقت وہ ہی وہابی اور خارجی ہے۔

بحوالۂ (۱) جاء الحق ص ۳۴۴ ج ۱ (۲) مشکوٰۃ شریف (۳) بخاری شریف باب الذکر بعد الصلوٰۃ ص ۱۱۶ ج ۱ (۴) تبلیغی نصاب فضائل ذکر ص ۱۳۲ (۵) احیاء العلوم للغزالی ص ۳۰۱ ج ۱ (۶) دُرِّ منثور الامام السیوطی الشافعی ص ۲۱۴ ج ۲ (۷) تفسیرات احمدیہ لملا جیون الحنفی ص ۲۰۷ (۸) تفسیر خازن ص ۹۴ ج ۱ (۹) تفسیر کبیر ص ۳۴ ج ۲ (۱۰) تفسیر روح البیان ص ۳۲ ج ۱ (۱۱) تفسیر فتح البیان ص ۲۰۳ ج ۱ (۱۲) مشکوٰۃ شریف ص ۸۸ (۱۳) الشعۃ اللمعات ص ۱۸۱ ج ۱ (۱۴) شرح مسلم علی حاشیہ مسلم شریف ص ۲۳۷ ج ۱ (۱۵) الشعۃ اللمعات ص ۱۸۰ ج ۲، ص ۴۱۸ ج ۱ (۱۶) فتاویٰ خیریہ ص ۱۸۱ (۱۷) نوری شرح مسلم شریف ص ۳۵۲ ج ۲ (۱۸) مرقاۃ شریف ص ۵۶ تا ۵۸ ج ۵ (۱۹) مسلم شریف ص ۳۵۵ ج ۲ (۲۰) مرقاۃ ص ۱۴۲ ج ۳ (۲۱) تفسیر صاوی ص ۶۵ ج ۱ (۲۲) شامی ص ۶۱۸ ج ۱ (۲۳) طحطاوی ص ۱۹۰ (۲۴) فتاویٰ امدادیہ ص ۴۵ ج ۴ (۲۵) عالمگیری ص ۹۰-۹۴ ج ۴ (۲۶) الشعۃ اللمعات ص ۱۷۷ ج ۲ (۲۷) فتاویٰ عزیزی ص ۱۷ ج ۱ (۲۸) فتاویٰ حدیثیہ ص ۶۵ (۲۹) فتاویٰ رشیدیہ کامل ص ۲۱۴۔

---

(۱۷) ہم اہلِ سنّت والجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے۔

کہ اگر وصیّت کے مطابق مُردے کے حق میں خیرات کی جائے۔ یا اگر اُس کا بالغ وارث یا غیر وارث بالغ اس کے حق میں پہلے دِن یا دوسرے دن خاص رضائے الٰہی اور میّت کی مغفرت کے لئے خیرات کرے

بشرطیکہ اُس میں ریا یا مہمان نوازی کا شائبہ تک نہ ہو۔ نہ صرف جائز، باعث ثواب بلکہ مردے کے لئے باعثِ مغفرت ہے۔ اِس قسم کے خیرات کو وہابی اور خارجی حرام کہتے ہیں۔ جو کوئی اِسے حرام سمجھے وُہ ہی وہابی اور خارجی ہے۔

بحوالۂ (۱) لمعات ص ۱۶۷ ج ۱، ص ۱۶۱ (۲) فتاوٰی برہنہ ص ۳۶۳ ج ۱ (۳) فتاوٰی عزیزیہ ص ۴۰ ج ۱ (۴) تفسیر روح البیان ص ۶۶۹ ج ۲ (۵) شامی ص ۷۳۰ (۶) ریاض الصالحین ص ۳۷۱ (۷) شرعۃ الاسلام ص ۵۶۸ (۸) طحطاوی ص ۳۷۳ (۹) مجموعہ سلطانی (جنازہ) ص ۶۹ (۱۰) فتح القدیر ص ۳۶۵ (۱۱) کبیری ص ۶۵۸ (۱۲) آفتاب انوار صداقت ص ۳۸۴ (۱۳) نسائی بر حاشیہ ص ۶۹۰ (۱۴) شرح الصدور ص ۵۷ (۱۵) الصّواعق الرّبانیہ ص ۶۰ (۱۶) تسہیل المشکوٰۃ ص (۱۷) تسہیل البخاری ص (۱۸) تسہیل الترمذی ص (۱۹) البصائر ص ۱۴۱ (۲۰) بخاری شریف ص ۸۱۵ ج ۲ (۲۱) ضیاء الصدور ص (۲۲) السیف المبیر ص (۲۳) شرح شرعۃ الاسلام ص ۵۶۸ (۲۴) طحطاوی ص ۳۳۸ (۲۵) مشکوٰۃ شریف ص ۵۴۴ (۲۶) المتانتہ فی المرمتہ عن الخزانتہ تصنیف مخدوم محمّد جعفر بوبکانی سندی، ص ۳۰۹۔

---

(۱۸) ہم اہلِ سنّت والجماعت خصوصًا احناف کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ بسلسلۂ تعریف "مصر" کے چہار رکعت فرض احتیاطی ظہر بعض مواضع میں بسبب تعدّد اور اختلاف کے نہ صرف جائز بلکہ لازم ہیں۔ جیسے وہابی اور خارجی بدعت اور ناجائز کہتے ہیں۔ جو کوئی اسے بدعت کہتے ہیں۔ وُہ ہی وہابی اور خارجی ہے۔

بحوالۂ (۱) فتاوٰی عالمگیری ص ۱۴۵ ج ۱ (۲) کبیری ص ۵۵۲ (۳) منحتہ الخالق ص ۱۴۳ ج ۱ (۴) شامی ص ۱۵۸ ج ۱ (۵) تفسیر احمدی ص ۴۷۴ (۶) مجموعتہ الفتاوٰی ص ۲۶۰ ج ۱ (۷) فتح القدیر ص ۱۵۸ ج ۱ (۸) قاضی خان ص (۹) فتاوٰی خیریہ ص ۲۱ (۱۰) ویرجندی ص ۱۶۸ ج ۱ (۱۱) صغیری ص (۱۲) خلاصتہ الفتاوٰی ص ۱۴۹ (۱۳) مجموعتہ خانی ص ۱۰۲ (۱۴) جواہر ص (۱۵) جامع الرموز ص ۱۱۵ ج ۱ (۱۶) اثبات الاغراض ص ۱۰۴

---

(۱۹) ہم اہلسنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ غیر اللہ کو ندا کرنا صحیح اور جائز ہے جیسے وہابی اور خارجی شرک کہتے ہیں۔ جو کوئی ندا غیر اللہ کو (جیسے یا رسول اللہ۔ یا حبیب اللہ) شرک کہتے ہیں۔ وہ وہابی اور خارجی ہے۔

بحوالۂ (۱) کنوز الحقائق ص ۲۰۴ ج ۲ (۲) مُسلم شریف ص (۳) بخاری ص (۴) مشکوٰۃ شریف ص ۸۵ (۵) وفاء الوفاد ص ۴۲۴ ج ۲ (۶) قصیدۂ اِمام اعظم ص (۷) شفاء السقام ص ۴۶ (۸) مراقی الفلاح ص (۹) فتاوٰی عالمگیری ص ۱۳۶ ج ۱ (۱۰) فتاوٰی خیریہ ص ۱۸۶ (۱۱) اخبار الاخیار ص ۳۲۳۔

---

(۲۰) ہم اہلِ سنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ تو عالم الغیب بالذات ہے۔ اور حضرات انبیاء علیہم السلام و اولیائے کرام رحمتہ اللہ علیہم کو علم غیب عطائی عنائیت فرمائی ہے۔ اور وہابی و خارجی علم غیب عطائی سے منکر ہیں۔ جو کوئی علم غیب عطائی سے منکر ہیں وہ ہی وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالۂ (۱) بخاری شریف ص ۴۵۳ (۲) مشکوٰۃ شریف ص ۵۰۶ (۳) مُسلم شریف

ص۳۹ ج۲ (۴) مشکوٰۃ شریف ص۴۶۱ (۵) مواہب لدنیہ ص۱۹۳ ج۲ (۶)
شرح مواہب ص۴۰ ج۷ (۷) تفسیر خازن ص۳۸۲ ج۱ (۸) عینی شرح بخاری ص۲۲۱ ج۴
(۹) تفسیر خازن ص۱۱۵ ج۳ (۱۰) خصائص کبیری ص۱۰۸ ج۲ (۱۱) مشکوٰۃ شریف ص۴۹
(۱۲) زرقانی شرح مواہب ص۲ ج۷ (۱۳) شرح مواہب ص۱۹۹ ج۷
(۱۴) تفسیر روح البیان ص (۱۵) شرح شفاء ص۲۰ ج۱ (۱۶) ابریز
مصری ص۴۶ ج۱ اللہ پاک نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو علم ماکان ومایکون
اور علوم ودیعت فرمائے ہیں۔ (۱۷) معالم التنزیل مصری ص۱ ج۷ (۱۸) تفسیر
خازن ص (۱۹) تفسیر صاوی ص۱۳۹ ج۲ (۲۰) تفسیر جمل ص۲۵۳ (۲۱) تفسیر
حُسینی ص۶۱۴ (۲۲) تفسیر عرائس البیان ص۱۵۹ ج۸ ص۵۳۶ ج۷ (۲۳) تفسیر صاوی
ص۱۳ ج۲ (۲۴) مسلم شریف ص۳۹ ج۲ (۲۵) بخاری شریف ص۴۵۳ (۲۶)
مشکوٰۃ شریف ص۵۰۶ (۲۷) تفسیر روح البیان ص ۔

---

(۲۱) اہل سنت والجماعت خصوصًا احناف کا یہ عقیدہ ہے۔

کہ جمعہ کی شب بعد از نماز عشاء سورۃ الملک کا پڑھنا نہ صرف جائز ہے۔ بلکہ مستحب اور باعث ثواب بھی ہے۔ اور وہابی اور خارجی شب جمعہ کو سورۃ الملک کی تلاوت اور قرأت کو بدعت کہتے ہیں اور جو کوئی اسے بدعت کہتے ہیں۔ وہ ہی خارجی اور وہابی ہیں۔

بحوالۂ (۱) اعلام المومنین ص۶۱ (۲) احیاء المعلوم ص۱۱۸، ص۱۸۷ (۳) فتاویٰ دستور القضاۃ ص۴۸ ۔

---

(۲۲) ہم اہل سنت والجماعت خصوصًا احناف کا یہ عقیدہ ہے

کہ اولیائے کرام کے ہاتھ پاؤں کو بوسہ دینا اور اسی طرح اُن کے وصال کے بعد اُن کے برکات۔ بال اور کپڑے وغیرہ چومنا اور اُن کی تعظیم کرنا جائز اور مستحب ہے۔ وہابی اور خارجی ہاتھ کو بوسہ دینے اور برکات وغیرہ کے چومنے کو حرام اور شرک کہتے ہیں۔ جو کوئی اسے شرک اور حرام کہتے ہیں وہ وہابی اور خارجی ہے۔

بحوالۂ (۱) مشکوٰۃ شریف باب المصافحہ والمعانقہ فصل ثانی ص۴۰۲ ص (۲) فتاویٰ عالمگیری ص۲۵ ج۴ (۳) جوہرۃ النیرہ ص۲۸۶ ج۲ (۴) شرح الیاس ص۱۵۱ ج۲ (۵) درالمختار ص۲۴۵ ج۵ (۶) جاء الحق ص۳۶۸ (۷) ابوداؤد کتاب الادب ص۳۵۳ (۸) ترمذی کتاب الاستذان ص۳۲ ج۲ (۹) ابن ماجہ ص۲۶ (۱۰) مجمع الانہر ص۵۲۰ ج۲ (۱۱) درالمختار ص۲۲۴ ج۵ (۱۲) عینی شرح البخاری ص۱۵۱ ج۲ (۱۳) قاضیخان ص۳۷۷ ج۴ (۱۴) اثبات الاغراض ص۱۹۰ (۱۵) کتاب الاذکیاء ص۶۴ (مطبوعہ مصر) (۱۶) روض الریاحین ص۳۷۰ ج۴۳ سطر ۱۱ تا ۲۱ (۱۷) شفا شریف ص۱۹۶ ج۱ (۱۸) تنبیہ الغافلین ص۲۶۲ (۱۹) مدارج النبوۃ فارسی ص۴۸۶ ج۲ ۔

---

(۲۳) ہم اہلِ سنت والجماعت خصوصًا احناف کا یہ عقیدہ

ہے۔ کہ جب مؤذن کہنے لگتا ہے کہ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا الرَّسُوْلُ اللّٰہ تو اس کے سُننے پر اپنے انگوٹھے چومنا اور دونوں آنکھوں پر پھیرنا جائز اور مستحب ہے وہابی اور خارجی اِبھائین کی تقبیل کو بدعت اور حرام کہتے ہیں۔ اور جو کوئی اِبھائین کی تقبیل کو بدعت اور حرام کہتے

کہتے ہیں۔ وہ وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالۂ (۱) تفسیر روح البیان سورۂ مائدہ پ ۳ ص ۶۶۸ (۲) شامی ص ۳۷۰ ج ۱ (۳) کنز العباد ص (۴) فتاویٰ صوفیہ ص (۵) کتاب الفردوس ص (۶) اظہار الحق ص ۳۹۴ (۷) فتاویٰ واحدی ص ۷۵ (۸) التعلیق المجلی حاشیہ منیۃ المصلی ص ۴۱۶۔

---

(۲۴) ہم اہلِ سنت والجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے

کہ بیس ۲۰ رکعت نمازِ تراویح سنت رسولؐ، سنت صحابہؓ اور سنت مسلمین ہیں اور آٹھ رکعت تراویح سنت کے خلاف ہیں۔ وہابی اور خارجی بیس ۲۰ رکعت تراویح کو بدعت کہتے ہیں۔ جو کوئی انھیں بدعت کہتے ہیں۔ وہ ہی وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالۂ (۱) شرح الوقایہ ص ۴۹ (۲) الدّرالمختار و مجمع الانہر ص ۱۳۲ (۳) جامع الرّموز ص ۹۵ (۴) الزیلعی ص ۱۷۸ (۵) کبیری ص ۴۴۹ (۶) روح البیان بقرہ (ص ۲۹۵) (۷) جاء الحق حصہ دوم ص ۱۰۵ (۸) عمدۃ القاری شرح بخاری ص ۳۵۵ ج ۵۔

---

(۲۵) ہم اہلِ سنت والجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے

کہ شفاعتِ رسول اللہ صلّے اللہ علیہ وسلم اور عذاب القبر حق ہیں۔ وہابی اور خارجی ان سے منکر ہیں۔ اور جو کوئی شفاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے منکر ہو۔ وہ وہابی اور خارجی ہے۔ اُس کے پیچھے اقتداء نماز نہیں ہوتی۔ اِس لئے کہ وہ کافر ہے۔

بحوالۂ (۱) خلاصۃ الفتاویٰ ص ۱۴۹ (۲) فتح القدیر ص ۲۴۷ (۳) القرطبی ص ۳۶ (۴) تمہید ص ۱۲۵ (۵) تسکین الصدور مولوی سرفراز خان صفدر دیوبندی ص ۷۵ (۶) فتاویٰ عالمگیریہ ص ۲۷۴ ج ۲۔

---

(۲۶) ہم اہلِ سنت والجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے۔

کہ امام اور مقتدی کے لئے اقامت کے دوران بیٹھنا اور حَیَّ علَی الفلاح پر اُٹھنا جائز اور مستحب ہے۔ وہابی اور خارجی اقامت میں بیٹھنے اور حَیَّ علَی الفَلاح پر اُٹھنے کو بدعت اور ناجائز کہتے ہیں جو کوئی اسے بدعت اور ناجائز سمجھتے ہیں وہ وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالۂ (۱) بدائع ص ۲۰۰ ج ۱ (۲) درالمختار ص ۴۱۵ مطبوعہ مصر (۳) فتاویٰ عالمگیری ص ۵۷ ج ۱ (۴) نورالایضاح ص ۶۹ (۵) شرح وقایہ ص ۱۵۵ ج ۱ (۶) فتاویٰ وودویہ ص ۱۳۶ ج ۱ (۷) کنز الدّقائق ص ۲۴ ج ۱ (۸) مراقی الفلاح ص ۱۶۶ (۹) مالابدّ منہ ص ۴۰ (۱۰) کتاب الاثار ص ۲۵ (۱۱) اظہارِ حق مؤلف میاں ظاہر شاہ قادری ص ۸۹۔

---

(۲۷) ہم اہلِ سنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ تعویز لکھنا اور اُس پر شکرانہ لینا دونوں جائز اور مستحب ہیں۔ وہابی اور خارجی تعویز لکھنے کو شرک کہتے ہیں۔ جیسے کیماڑی کا گمراہ ڈاکٹر عثمانی وہ وہابی اور خارجی ہے۔

بحوالۂ (۱) منہاج السنن ص (۲) بہشتی زیور ص (۳) معارف القرآن ص ۵۱ ج ۵ (۴) مشکوٰۃ شریف ص ۲۱۷، ۲۲ ج ۱ (۵) دم درود ص ۵۱ (۶)

تفسیر نعیمی ص ج۱ ۳۲ (۷) اعمالِ قرآنی ص (۸) شمع شبستانِ رضا ص (۹) البصائر ص ۵۱ (۱۰) ترمذی شریف ص (۱۱) ابوداؤد شریف ص (۱۲) فتاویٰ عالمگیری ص ج۳ ۴۲۶ (۱۳) نسائی شریف برحاشیہ ص ج۲ ۱۷۱ ۔

---

(۲۸) ہم اہلِ سنّت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ ابنِ تیمیہ فرقۂ مجسّمہ میں سے ہے یعنی وہ اللہ پاک کی جسمیت کا قائل ہے۔ اور مجسّمہ کافر ہے۔ ابنِ تیمیہ بھی کافر ہوا۔ جو کوئی ابنِ تیمیہ کو شیخ الاسلام بولتے ہیں۔ وہ وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالۂ (۱) البصائر ص ۱۵۳ (۲) نبراس ص ۱۲۹ (۳) الجواہر البہیہ ص (۴) اثبات الاعراض ص ۳۳ (۵) فتاویٰ حدیثیہ ص ۱۱۶ ۔

---

(۲۹) ہم اہلِ سنت والجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے کہ ابنِ عبدالوہاب نجدی خارجی گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہے۔ جسے وہابی اور خارجی مجدِّد کہتے ہیں جو کوئی اُسے مجدّد کہتے ہیں۔ وہ ہی وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالۂ (۱) عقائد علمائے دیوبند ص (۲) البصائر ص ۱۲۹ (۳) نسائی شریف برحاشیہ ص ج۱ ۳۶ (۴) الشہاب الثاقب ص (۵) تسہیل البخاری ص (۶) الشامی ص ج۳ ۳۲۷ (۷) تنقیح الحامدیہ ص ج۱ ۱۰۳ ۔

---

(۳۰) ہم اہلِ سنّت والجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے کہ سردارِ دوجہاں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بے نظیر بشر اور بے نظیر نور ہے۔ وہابی اور خارجی رسولُ اللہ علیہ وسلم کی نورانیت سے انکار کرتے ہیں۔ جو کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نورانیت سے انکار کرتے ہیں۔ وہ ہی وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالۂ (۱) تفسیر روح المعانی ص ج۱ ۹۷ (۲) صاوی ص ج۱ ۲۷۵ (۳) تفسیر خازن ص ج۱ ۴۴۷ (۴) فتاویٰ حدیثیہ ص (۵) تفسیر کبیر ص ج۱ ۳۹۵ (مطبوعہ مصر) (۶) تفسیر بیضاوی ص ۹۲ (۷) تفسیر معالم التنزیل ص ج۲ ۲۳ (برحاشیہ تفسیر خازن) (۸) تفسیر ابن عباس ص ۷۲ (۹) تفسیر مدارک (۱۰) تفسیر سراج المنیر ص ۳۶۰ (۱۱) تفسیر ابوسعود ص ج۴ ۳۶ برحاشیہ تفسیر کبیر (۱۲) تفسیر جلالین ص ۹۷ (۱۳) تفسیر ابن جریر ص ج۶ ۹۲ (۱۴) تفسیر روح البیان ص ج۲ ۳۷۰ (۱۵) تفسیر حسینی ص ۱۴۰ (۱۶) تفسیر مظہری ص ۶۷ (۱۷) تفسیر القاسمی ص ج۲ ۱۹۲۱ (۱۸) شفا شریف ص ج۱ ۱۱ (۱۹) موضوعات کبیر ص ۸۶ ۔

---

(۳۱) ہم اہلِ سنّت والجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے کہ جنابِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے آباؤ اجداد حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام تک سبھی مؤمن اور مؤحِد تھے وہابی اور خارجی اُن میں سے بعض کو کفر کی نسبت کرتے ہیں۔ جو کوئی اُن کے ایمان پر شک کرتے ہیں۔ اور انھیں کفر کی نسبت کرتے ہیں۔ وہ وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالۂ (۱) تفسیر خازن ص ج۵ ۱۱۷ (۲) مدارج النبوۃ ص ج۱ ۵ (۳) شفا شریف

ص ۱۳ ج ۱ (۴) تفسیرِ صاوی ص ۲۸۷ ج ۳ (۵) تفسیرِ جامع البیان حاشیہ جلالین ص ۳۱۴ مالک الحنفاء ص ۴۰ (۷) زرقانی ص ۱۲۴ ج ۱ (۸) مواہب لدنیہ مصری ص ۳۴ ج ۱ (۹) زاد اللبیب ص ۲۳۱ (۱۰) خصائص کبریٰ ص ۳۸ ج ۱ (۱۱) نور الہدیٰ آیار المصطفےٰ ص ۱۴ (۱۲) الاشباہ والنظائر ص ۴۵۳ (۱۳) روح البیان ص ۱۴۷ (۱۴) تفسیر جمل ص ۲۹۶ ج ۳ (۱۵) مجموعۃ الفتاویٰ ص ۲۳۳ ج ۲ (۱۶) اخبار الاخیار ص ۱۹۵ (۱۷) اظہار الحق ص ۵۶ ۔

---

(۳۲) ہم اہلسنّت والجماعت خصوصًا احناف کا یہ عقیدہ ہے۔
کہ پیر کاملِ مکمل سے بیعت کرنا نہ صرف جائز بلکہ سُنّت ہے۔ وہابی اور خارجی اسے بدعت اور حرام کہتے ہیں۔ جو کوئی بیعت کو بدعت اور حرام سمجھتے ہیں۔ وُہ وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالہ (۱) قطب الارشاد (۲) اثبات الاغراض ص ۱۵۵ (۳) آداب المخلصین ص ۲۷ (۴) الحبل المتین فی اتباع الصّلحین ص ۸ (۵) طریقۃ الرّاشدین ص ۳۴ (۶) جلالین ص ۴۵۸ (۷) تفسیر احمدی ص ۴۰۴ (۸) الدالمعارف ص ۶۵ (۹) حجّۃ السّالکین ص ۲۳ (۱۰) مکتوبات امام ربّانی ص ۴۷ ج ۳ (۱۱) تذکرۃ الابرار والاشرار ص ۸۳ (۱۲) اثباۃ البیعت ص ۲۱ (۱۳) خازن ص ۲۶ ج ۴ (۱۴) بخاری ص ۱۵۲ ج ۲ ۔

---

(۳۳) ہم اہلسنت والجماعت خصوصًا احناف کا یہ عقیدہ ہے۔
کہ میلاد النبیؐ کا اہتمام کرنا جائز اور مستحب ہے۔ وہابی اور خارجی اسے بدعت اور حرام کہتے ہیں۔ جو کوئی میلاد النبی کو بدعت اور

حرام سمجھتے ہیں وہ وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالہ (۱) جاء الحق ص ۲۳۹ ج ۱ (۲) نسائی شریف برحاشیہ ص ۳۵۶

---

(۳۴) ہم اہلِ سنت والجماعت خصوصًا احناف کا یہ عقیدہ ہے۔
کہ مشائخِ عظام اہلِ تصوّف، اہل اللہ کا تصرّف توجہ باطنی، سماع، وجد جذبہ اور حال وسرور شریعت، طریقت اور حقیقت اور معرفت کے حدُود میں کلّی شرائط آدابِ ظاہر وباطن کے ساتھ قلبی اقتضائے عبدیت کے موافق حق ہیں اور صحیح ثابت ہیں منکرینِ حق، خوارجِ کلابُ النّار اور وہابیہ خبثیہ ہیں۔

بحوالہ (۱) تفسیر روح المعانی ص ۱۵۵ ص ۸۶ ج ۳ (۲) تفسیر روح البیان ص (۳) فتاویٰ حدیثیہ ص (۴) مکتوبات امام ربانی ص (۵) معمولات سیفی ص ۹۳ (۶) الحاوی ص ۲۳۴ ج ۲ (۷) عوارفِ المعارف ص ۱۰۸ (۸) مجموعۃ الشامی ص ۱۴۲ ج ۱ (۹) طریقۃ المحمدیۃ ص ۵۲۳ ج ۲ (۱۰) احیاء العلوم ص ۲۹۷ ج ۲ (۱۱) تفسیر احمدی ص ۶۰۳ (۱۲) تفسیر جلالین ص ۱۱۲ ج ۲ (۱۳) حجّۃ السّالکین فی ردّ المنکرین ص ۹۹

---

(۳۵) ہم اہلسنّت والجماعت خصُوصًا احناف کا یہ عقیدہ ہے۔
کہ عرس شریف کرنا جائز اور باعثِ ثواب ہے۔ وہابی اور خارجی عرس سے انکار کرتے ہیں جو کوئی عرس سے انکار کرتے ہیں۔ وہ وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالہ (۱) المسئلۃ البیضاء ص ۴۷ (۲) شرح القدور ص ۸۷ (۳)

فیصلہ حق و باطل ص۱۵۸ (۴) جاء الحق ص۔ (۵) فتاویٰ دیوبند ص ۱۳ ج۲ (۶)
ازما ثبت من السنۃ ص۱۸۴ (۷) تحفہ اثنا عشریہ ص۲۲۸۔

---

(۳۶) ہم اہلسنّت والجماعت خصوصًا احناف کا یہ عقیدہ ہے۔
کہ تین بار دُعا کرنا جائز اور باعثِ ثواب ہے وہابی اور خارجی تین بار دُعا کو بدعت کہتے ہیں۔ جو کوئی اسے بدعت کہتے ہیں۔ وہ وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالۂ (۱) اثبات الاغراض ص۱۴۲ (۲) البصائر ص۱۲۴ (۳) بخاری شریف ص ۹۴۵ ج۲ (۴) اِعلام المؤمنین ص۳۷

---

(۳۷) ہم اہلسنّت والجماعت خصوصًا احناف کا یہ عقیدہ ہے۔
کہ طعام کے شروع اور آخر میں نمک کا چکھنا جائز اور مستحب ہے۔ جیسے وہابی اور خارجی ناجائز کہتے ہیں۔ اور جو کوئی نمک کے استعمال کو ناجائز کہتے ہیں۔ وہ وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالۂ (۱) خلاصۃ الفتاویٰ ص ۳۶ ج۲ (۲) الحجج البیّنات فی ثبوت الاستعانۃ من الاموات المعروف بدلائل سیفیہ ص۱۱۶

---

(۳۸) ہم اہلسنّت والجماعت خصوصًا احناف کا یہ عقیدہ ہے
کہ درودِ تاج کا پڑھنا جائز اور باعثِ ثواب وسعادت ہے جیسے وہابی اور خارجی شرک کہتے ہیں۔ جو کوئی اسے شرک سمجھتا ہے وہ وہابی اور خارجی ہے۔

بحوالۂ (۱) الامن والعُلےٰ مصنف اعلحضرت محمد احمد رضا خان صاحب ص۵۔ (۲) السیف المبیر ص۱۶ مصنف شیخ القرآن والحدیث جناب حمد اللہ جان دیو بندی۔

---

(۳۹) ہم اہلسنّت والجماعت خصوصًا احناف کا یہ عقیدہ ہے۔
کہ درودِ تاج کا پڑھنا جائز اور باعثِ ثواب وسعادت ہے جیسے وہابی اور خارجی شرک کہتے ہیں۔ جو کوئی اسے شرک سمجھتا ہے۔ وہ وہابی اور خارجی ہے۔

بحوالۂ (۱) الامن والعُلےٰ مصنف اعلحضرت محمد احمد رضا خان صاحب ص۵ (۲) السیف المبیر ص۱۶ مصنف شیخ القران والحدیث حمد اللہ جان دیو بندی۔

---

(۴۰) ہم اہلسنّت والجماعت خصوصًا احناف کا یہ عقیدہ ہے۔
کہ مردہ قبروں میں اپنے مُلاقاتیوں کو جانتے ہیں۔ جس سے وہابی اور خارجی انکار کرتے ہیں۔ جو کوئی اِنکار کرتے ہیں۔ وہ وہابی اور خارجی ھیں۔

بحوالۂ (۱) شامی ص ۶۰۴ ج۱ (۲) شرح الصدور ص۔ (۳) البصائر ص۔ مصنف مولانا حمد اللہ جان دیو بندی (۴) ارسائل السنۃ فی المسائل السنۃ ص۴۵ مصنف مولانا عبد المتین دیو بندی (۵) موت کا منظر پہلا حصہ ص۸۹ (۶) اثبات الاغراض ص۔ مصنف مولانا شائستہ گل صاحب۔

﴿۴۱﴾ ہم اہلِ سنّت والجماعت خصوصًا احناف کا یہ عقیدہ ہے۔
کہ زیارت القبور کے لئے مردوں اور خواتین کا جانا جائز اور باعث ثواب و عبرت ہے۔ جسے وہابی خارجی ناجائز کہتے ہیں۔ جو کوئی زیارت القبور پر جانے کو ناجائز سمجھتے ہیں۔ وہ ہی وہابی اور خارجی ہیں۔
بحوالہ (۱) مراقی الفلاح ص۱۱۱ (۲) فتح القدیر کتاب الحج ص۳۳۸ ج۲ (۳) رسائل السنۃ از مولانا عبدالمتین ص۲۱ (۴) ارشادات نصیری ص۳ ۔

﴿۴۲﴾ ہم اہلسنّت والجماعت خصوصًا احناف کا یہ عقیدہ ہے۔
کہ قرآن پاک کو دائرۂ اسقاط میں رکھنا جائز اور مستحب ہے۔ جسے وہابی اور خارجی ناروا کہتے ہیں۔ جو کوئی قرآن پاک کو دائرۂ اسقاط میں رکھنا ناروا سمجھتے ہیں۔ وہ وہابی اور خارجی ہیں۔
بحوالہ (۱) البصائر ص۱۳۸ مصنّف حمد اللہ جان دیوبندی (۲) تسہیل المشکوٰۃ مصنّف عبدالہادی شاہ منصوری دیوبندی (۳) اثبات الاغراض ص۱۱۵ مصنّف حضرت مولانا شائستہ گل صاحب متوی (۴) ارشاداتِ نصیر ص۳ (۵) منہاج الواضح ص۲۶۳ (۶) المدارج السنیتہ ص۲۹ مصنّف عبدالخالق ۔

﴿۴۳﴾ ہم اہلسنّت والجماعت خصوصًا احناف کا یہ عقیدہ ہے ۔
کہ قبر میں رُوح کے تابوت (جسم) کو واپسی حق ہے۔ وہابیوں اور خارجیوں کا کہنا ہے۔ کہ جب مر گیا۔ تو بس ختم ہو گیا۔ (العیاذ باللہ) جو کوئی قبر میں روح کے تابوت کو واپسی سے انکار کرتے ہیں۔ وہ وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالہ (۱) شرح الصدور (۲) شرح العقائد الجلالی ص۴۴ ج۲ (۳) حاشیہ ابوداؤد ص۲۹ ج۲ (۳) اثبات الاغراض ص۴۵ ۔

﴿۴۴﴾ ہم اہلِ سنّت والجماعت خصوصًا احناف کا یہ عقیدہ ہے
کہ دعا سے پہلے اور بعد میں درود شریف کا پڑھنا جائز باعث ثواب اور باعثِ قبولیت ہے۔ جس سے وہابی اور خارجی انکار کرتے ہیں۔ جو کوئی اس سے انکار کرتے ہیں وہ خارجی اور وہابی ہیں۔
بحوالہ (۱) مشکوٰۃ شریف ص (۲) ہدایہ ص۲۴۳ ج۱ (۴) المدارج السنیہ ص۷

﴿۴۵﴾ ہم اہلِ سنّت والجماعت خصوصًا احناف کا یہ عقیدہ ہے۔
کہ صلحاء۔ علماء اور اولیاء کے مزارات پر عماموں اور کپڑوں کا رکھنا جائز ہے۔ جسے وہابی اور خارجی شرک کہتے ہیں۔ جو کوئی اسے شرک کہتے ہیں۔ وہ وہابی اور خارجی ہیں۔
بحوالہ (۱) شامی ص۱۲۳ ج۲ (۲) تبیۃ الفمائر علی ردّ الزخائر ص۲۶ مصنّف حافظ کفایت اللہ دیوبندی (۳) کشف النور ص۱۴ مصنّف حضرت مولانا عبدالغنی صاحب ۔

﴿۴۶﴾ ہم اہلسنّت والجماعت خصوصًا احناف کا یہ عقیدہ ہے۔
کہ کنکریوں اور تسبیح کے دانوں پر ذکر الٰہی جائز اور باعث ثواب ہے۔ وہابی اور خارجی تسبیح سے انکار کرتے ہیں۔ جو کوئی تسبیح کے

دانوں پر ذکر الٰہی کرنے سے اِنکاری ہیں وہ وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالۂ (۱) مستخلص ص ج ۱ ۲۳ (۲) شرح الیاس ص ۱۱۶

---

(۴۷) ہم اہلسنّت والجماعت خصوصاً علمائے حقانی ضلع سوات (صوبہ سرحد) کا یہ متفقہ فیصلہ ہے ۔ کہ مُلّا پنج پیر اور اُن کے تلامذہ کا عقیدہ وہابیوں کا ہے۔ مسلمان عوام پر یہ واجب ہے۔ کہ پنج پیر کے اِس قسم کے لوگوں کے ساتھ کسی قسم کا میل جول نہ رکھیں۔ تاکہ اُن کے عقائد خراب اور برباد نہ ہو جائیں۔

(نوٹ) اگر وہابی اور خارجی بغیر کسی وجہ کے ہم اہل سنت والجماعت کو ضلالت اور کفر کی نِسبت کریں۔ تو یہ خود ضال مُضِل کافر ہوئے۔ اِس لئے کہ سردار دو جہان حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں "عَنْ ابی ذرؓ قال قال رسول اللہ صلّی علیہ وسلّم لا یرمی رجل رجلاً بالفسوق ولا یرمیہ بالکفر الا ارتدت علیہ ان لم یکن صاحبہ کذالک رواہ (۱) البخاری ص ج ۱ ۸۹۳ (۲) مشکوٰۃ شریف ص ۴۱۱ ۔

---

(۴۸) ہم اہلسنت والجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے ۔ کہ صاحبِ مذہب کی تقلید واجب ہے۔ خواہ وہ عالم ہو۔ یا ان پڑھ۔ تقلید قرآن اور حدیث سے ثابت ہے۔ جیسے وہابی اور خارجی ناروا کہتے ہیں۔ جو کوئی تقلید کو ناروا سمجھتے ہیں وہ وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالۂ (۱) ابوداؤد شریف ص ج ۱ ۴۹ (۲) اثبات الاغراض ص ۶ (۳) جاءالحق ص (۴) اتحاف المرید و حاشیہ الامیر ص ۱۱۵ (۵) فتح القدیر ص (۶) الفتح المبین ص ۲۹ و ص ۴۸۴ (۷) تفسیر احمدی ص ۵۳۴ (۸) مجموعۃ الفتاوٰی ص ج ۱ ۲۴ (۹) بحر الرائق ص ج ۵ ۲۶۹ ۔

---

(۴۹) ہم اہل سنّت والجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے ۔ کہ علامات قیامت میں سے ایک نشانی خرُوجِ دجّال کی ہے۔ وہابی اور خارجی دجّال کے خروج کو افسانہ کہتے ہیں۔ جس طرح مُلّا مودودی صاحب نے اپنی تصنیف "رسائل مسائل" میں ذکر کیا ہے ص ۱۴۸ اسے افسانہ یا کھانی قصہ خیال کرنا قولِ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی تکذیب ہے۔

بحوالۂ (۱) شرح العقائد ص ۱۲۴ (۲) نبراس ص ۵۸۵ (۳) فتاویٰ حدیثیہ ص ۔

---

(۵۰) ہم اہل سنّت والجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے ۔ کہ نماز میں ناف سے نیچے ہاتھ باندھنا سنت ہے۔ لیکن وہابی اور خارجی ناف سے نیچے ہاتھ باندھنے کو حرام سمجھتے ہیں۔ اور جو اسے حرام کہتے ہیں۔ وہ وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالۂ (۱) قدوری ص ۴ (۲) کنز الدقائق فصل و اذا اراد الدخول فی الصلوٰۃ ص ۵۷ (۳) مستخلص الحقائق ص ۱۷۲ (۴) ہدایہ باب صفۃ الصلوٰۃ ص ۴۰۶ (۵) نور الایضاح ص ۔

(۵۱) ہم اہل سنت والجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے۔
کہ منبر پر تقریر کرنا طریقۂ رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم ہے۔ اور منبر کے بغیر تقریر کرنا خلاف سنت ہے۔ تبلیغی برادری بغیر منبر کے تقریر اور پند ونصائح کرتے ہیں۔

بحوالہ (۱) دُرمختار صـ ۲۷۹ جزء ۵۔

---

(۵۲) ہم اہل سنت والجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ جاھل شخص کے لئے تبلیغ ناجائز ہے۔ اور اِس قسم کے تبلیغی کو مسجد میں اجازت دینا بھی ناجائز ہے اسلئے کہ یہ اپنی لاعلمی کیوجہ سے کئی دفعہ ناروا امور پر امر کرتا ہے اور روا امور سے منع کرتا ہے، اسیوجہ سے جاہل کا تبلیغ کرنا منع ہے۔

تبلیغ والوں میں ہر عقیدے مثلاً پنج پیری وہابی مودودیت والے قادیانی اور پرویزی جاگھسے ہیں۔ جو تبلیغ کے رنگ میں ان پڑھ عوام کو اپنے اپنے عقائد کی تبلیغ کرتے ہیں۔ لاعلمی کے سبب وہ اِن پڑھ دھوکہ کھا جاتے ہیں۔ جو کوئی اِس قسم کے وہابیوں اور خارجیوں کے ساتھ میل جول رکھتے ہیں۔ تو یہ جان لو۔ کہ یہ لوگ وھابی اور خارجی ہیں۔

بحوالہ (۱) صحیح تبلیغ صـ ۹ (۲) شاہراہ تبلیغ صـ ۱۲۱ مصنّف قاضی عبدالسلام دیوبند خطیب جامع مسجد نوشہرہ صدر ضلع پشاور۔

---

(۵۳) ہم اہل سنّت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ رسالت ولایت اور کرامت موت واقع ہونے پر باطل نہیں ہو جاتے۔ وہابی اور خارجی کہتے ہیں کہ رسالت۔ ولایت اور کرامت موت واقع ہونے پر ختم ہو جاتی ہے۔ جس کسی کا یہ عقیدہ ہو گا۔ وہ وہابی اور خارجی ہے۔

بحوالہ: (۱) شامی صـ ۳۳۷ جـ ۳ (۲) عمدۃ الدعایۃ صـ جـ ۲ (۳) غنائم صـ ۳۵۴ (۴) اثبات الاعزوض صـ ۶۰ ۔

---

(۵۴) ہم اہل سنّت والجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ مقبرے کو ہٹانا اور اُس پر مکان، دکان اور منڈی تعمیر کرنا یا اُس پر مکان، دکان اور منڈی تعمیر کرنا یا اُس پر کھیتی باڑی کرنا یا اُس میں ٹٹی پاخانہ کرنا حرام ہے۔ وہابی اور خارجی مقبروں کو مسمار کرنا۔ اُن پر تعمیرات کرنا یا مقبروں میں پاخانہ کرنا جائز مانتے ہیں جو کوئی انھیں جائز مانتے ہیں۔ وہ وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالہ: (۱) وجوب احترام القرآن والقبور منع قطع اشجارہا والمرور صـ ۲ (۲) اہلاک الوہابین صـ ۲۹ (۳) عالمگیری وقف مقابر صـ ۲۴۳ جـ ۲

---

(۵۵) ہم اہلسنّت والجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ مقبرے سے سبز گھاس۔ سبز درخت اکھیڑنا اور انھیں بیچنا حرام ہیں، اِس لئے کہ یہ مُردوں کا حق ہے۔ اِس وجہ سے کہ ہر ایک پتہ اور ہر ایک شاخ تسبیح اور ذکر الٰہی کرتا ہے جس کے سبب

سے ثواب رحمت مردوں کے حق میں پہنچتا ہے۔ اور اُن سے عذاب
دفع ہو جاتا ہے۔ یہی پتے اور گھاس پھوس لاکھوں کے تعداد میں
ہوتے ہیں۔ غالباً ایصال ثواب اور عذاب بھی لاکھوں میں پہنچ
جاتا ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔ وہابی اور خارجی مقبرے سے سبز
درخت اور سبز گھاس کاٹتے ہیں۔ اور جو کوئی مقبرے سے سبز
درخت اور سبز گھاس کاٹتے ہیں۔ اور اُسے بیچتے ہیں۔ وہ وہابی
اور خارجی ہیں۔

بحوالہ (۱) جمل ص۶۲۷ (۲) خازن ص۱۶۶ ج ۲ (۳) شامی ص۶۰۶
(۴) عالمگیری ص۴۳۲۔

---

(۵۶) ہم اہل سنّت والجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے
کہ حضرت یوسف علیہ السّلام نے حضرت زُلیخا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے
ساتھ باقاعدہ عقد شرعی کیا تھا۔ لیکن وہابی مودودی اور خارجی اِن کو
بد چلنی کی نسبت کرتے ہیں۔ جو کوئی اِسے بد چلنی کی نسبت کرتے
ہیں۔ وہ وہابی، مودودی اور خارجی ہیں۔

بحوالہ (۱) تفسیر صاوی ص— (۲) تفسیر خازن ص— (۳) تفسیر
معارف القرآن ص— (۴) تفسیر روح البیان ص—

---

(۵۷) ہم اہل سنّت والجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے۔
کہ جو کوئی مذاہب اربعہ سے فی زمانہ باہر ہیں۔ وہ ضال اور مضل ہیں
اور اسلام سے خارج ہیں۔

بحوالہ (۱) تفسیر صاوی ص۹ ج۳ (۲) البصائر ص۵۲ نماز ج الجرائد ص۱۱۴
من تالیفات شیخ القرآن والحدیث مولانا محمد یوسف نقشبندی

---

(۵۸) ہم اہل سنّت والجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے۔
کہ حیلۂ شرعی سے انکار کفر ہے۔ جبکہ وہابی اور خارجی حیلۂ شرعی
سے اِنکار کرتے ہیں۔ اور جو کوئی حیلۂ شرعی سے انکار کرتے
ہیں۔ وہ وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالہ (۱) اعلام المومنین ص۲۰۔

---

(۵۹) ہم اہل سنّت والجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے۔
کہ دُعا سے انکار بعینہٖ قرآن، حدیث اور فقہ سے اِنکار ہے۔ جب کہ
قرآن۔ حدیث اور فقہ سے اِنکار کفر ہے۔ وہابی اور خارجی دعا
سے اِنکار کرتے ہیں۔ جو کوئی تکذیب دُعا کرتے ہیں۔ وہ وہابی
اور خارجی ہیں۔

بحوالہ (۱) تفسیر کبیر ص۱۳۶ (۲) اعلام المؤمنین ص۴۴ (۳) المسائل
الستہ ص—۔

---

(۶۰) ہم اہل سنت والجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے۔
کہ یوم عاشورہ پر چھولے یا حلیم پکانا جائز اور باعث ایصال ثواب ہے
اور اِس میں اجرِ عظیم ہے۔ وہابی خارجی چھولے اور حلیم پکانے سے
انکار کرتے ہیں۔ اور جو کوئی چھولے اور حلیم پکانے سے انکار کرتے

ہیں۔ وہی وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالۂ (۱) تفسیر روح البیان ص ۱۴۲ ج ۴ ۔

---

(۶۱) ہم اہل سنّت والجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے۔
کہ اقامت سے پہلے صلوٰۃ وسلام پڑھنا جائز اور باعث ثواب ہے۔ جبکہ وہابی اور خارجی صلوٰۃ وسلام کے پڑھنے کو بدعت کہتے ہیں۔ جو کوئی اسے بدعت کہتے ہیں۔ وہ ہی وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالۂ (۱) شامی ص ۳۴۸ ج ۱ (۲) تبلیغی نصاب فضائل درود شریف محہ اومنع البیان ص ۵۲ ۔

الجامع الصغیر جلد ۲ ص ۹۱ اعانۃ الطالبین جلد ۱ ص ۲۲۳ ۔

---

(۶۲) ہم اہلسنّت والجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے۔
کہ جو کوئی حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی شان اقدس میں گستاخی کا مرتکب ہو جائے۔ یا آپؐ سے جھوٹ کی نسبت کرے۔ یا آپؐ کی عیب جوئی کرے یا آپؐ کے نقائص بیان کرے یقیناً وہی شخص کافر ہے۔ اور بیوی بھی اُس پر ناجائز ہو گئی اس کی بیوی کو طلاق ہوگی۔ اور جو کوئی اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ اور اگر کوئی اِس کے کفر میں شک کرے تو وہ بھی کافر ہے اور اِسی طرح اور کوئی اس کے کفر میں شک کرے تو وہ بھی کافر ہے اور یہ سلسلہ لامتناہی چلا جاتا ہے۔ اور ایسے افراد واجب القتل ہو جاتے ہیں اور اِس قسم کے گستاخانِ رسولؐ کی توبہ بھی قابلِ قبول نہیں۔

وہابی اور خارجی انبیائے کرام کی شان میں گستاخی کرتے ہیں۔ اور جو کوئی گستاخی کرتے ہیں وہ واجب القتل وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالۂ (۱) فتاویٰ خیریہ ص (۲) مجمع الانہر ص (۳) درِّ مختار (۴) شفا شریف جلد ۲ ص ۲۶۱ (۵) تمہید ایمان ص
عصمۃ الانبیاء وحکم الاشقیاء ص ۷

---

(۶۳) ہم اہل سنّت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ حضورؐ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی حیات اور وفات میں کوئی فرق نہیں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اب بھی اپنی اُمت کو دیکھ رہے ہیں اور اُن کی حالتوں اور اُن کی نیتوں اور ان کے ارادوں اور اُن کے دِل کے خیالوں سے اللہ ربُّ العزت نے آپ کو باخبر کیا ہے۔ لیکن وہابی اور خارجی اِس سے اِنکاری ہیں۔ جو کوئی اِن سے منکر ہیں۔ وہ وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالۂ (۱) تجلیاتِ مدینہ از الحاج مولانا محمدؐ احتشام الحسن دیوبندی کاندھلوی۔ ص ۹۱ (۲) اثبات الاعراض ص ۶۲ (۳) مواہب لدینہ ص (۴) مدخل ابن الحاج مکیؒ ص

اہلِ سُنت وجماعت کی کُتُب مِلنے کے پتے

مکتبۂ رضویہ آرام باغ کراچی

مکتبۂ ناجیہ بلدیہ ٹاؤن مہاجر کیمپ ۵/۲ کراچی

شیرِ اہلسنت بخت عنبر ہوٹل والا باوانی چالی، منگھو پیر روڈ، کراچی

جامع مسجد غوثیہ نزد شہید قبرستان، فرنٹیئر کالونی ۳، کراچی

مکتبۂ قادریہ جامعہ نظامیہ اندرون لوہاری گیٹ، لاہور

مکتبۂ غوثیہ مدین، سوات

نوا کلے سراج پور، صوابی

مکتبہ قادریہ، نزد گھنٹہ گھر، گوجرانوالہ
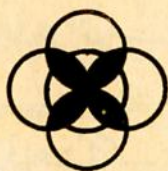
تنویر الکتابت اینڈ پرنٹنگ پوائنٹ، کراچی

مؤلف کی دیگر کتب کی فہرست

۱ - تحفۃ المؤمنین ———— حصہ اوّل. اردو
۲ - عقائد المسلمین ———— اردو
۳ - عقائد المسلمین ———— پشتو
۴ - اعلانِ حق وباطل ———— پشتو
۵ - برقِ آسمانی بر فتنہ ڈاکٹر عثمانی ———— اردو
۶ - امام الوہابیہ ابن تیمیہ ———— پشتو
۷ - انوار الانتباہ فی اثبات ندا یا رسول اللہ ———— پشتو
۸ - اخراج المنافقین عن مساجد المؤمنین ———— اردو
۹ - فتاویٰ فیض نقشبندیہ سیفیہ ———— عربی پشتو
۱۰ - سیف الابرار علی الوف الاشرار ———— اردو

ملنے کا پتہ

شیرِ اہلِ سنّت بحت عنبر ہوٹل والا منگھو پیر روڈ
باوانی چالی کراچی نمبر ۱۶